

# دین اسلام وحی الہی کا نام

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



مؤلف

محمد طیب محمدی

ادارہ تحقیقات سلفیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ  
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربعہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



www.KitaboSunnat.com

مرتب  
محمد طیب محمدی

## عرض ناشر

دین اسلام کے دلائل صرف وحی الہی ہیں..... قرآن مجید اور حدیث مصطفیٰ وحی الہی ہے..... نبی ﷺ بھی پابند تھے صرف وحی الہی کے..... کائنات کے ہر شخص کی بات کو رد کیا جا سکتا ہے سوائے وحی الہی کے..... حق اور باطل کو پرکھنے کا معیار صرف وحی الہی ہے..... اختلافات کے خاتمے کا حل صرف وحی الہی ہے۔

جب تک ہماری زندگی کا نصب العین وحی الہی کی پابندی کرنا اور وحی الہی کو فیصلہ کن اتھارٹی سمجھنا نہیں ہوگا تب تک ہم دنیا و آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بنی رہے گی۔ کامیاب زندگی گزارنے کے لیے وحی الہی پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر! آپ کہہ دیں میں صرف وحی کی اتباع کرتا ہوں، وحی کے ذریعے ہی حکم دیتا ہوں، فیصلہ کرتا ہوں، وحی کے ذریعے ہی بات کرتا ہوں۔ ﴿إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ﴾ (یونس: ۱۵)..... ﴿قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي﴾ (اعراف: ۲۰۳)..... ﴿قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ﴾ (الانبیاء: ۴۵)..... ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۴)

اس کتاب میں پندرہ مختلف عنوانات کے تحت مختلف اسلوب سے سینکڑوں واقعات و دلائل جمع کر دیے ہیں جو ہماری زندگی کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان واقعات کے ذریعے ہمیں بہترین راہنمائی ملے گی کہ صحابہ کرام نے کس طرح اپنی زندگیوں میں اللہ کی وحی کو نافذ کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا کیا انعامات عطا کیے۔

منطقی اور فلسفیانہ موشگافیوں سے قطعاً پرہیز کیا ہے تاکہ سادہ لوح عوام بھی بات کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ یہ کتاب جہاں عوام کے لیے دلچسپی کا باعث بنے گی وہاں خطباء اور علماء اور مدرسین، اور متعلمین کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ہوگی۔ یہ کتاب علماء، خطباء، طلباء کے لیے محزون علم و عرفان بھی ہے اور تلاش حق کے لیے سرگرداں لوگوں کے لیے مینارہ نور بھی ہے۔

## منہج اہلحدیث

ما	اہلحدیث	عصابت	الحق
صد شکر کہ در مذهب	بدعوہ	سید	الخل
ما	دعا	را	نشناسیم

جو ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار نہ دیکھیں کسی کا قول و کردار

گویا ”مسلم اہل حدیث“ کا معنی ہوا، وہ دستور حیات جو صرف قرآن و حدیث سے عبارت، جس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر ثبت ہو اور جس پر خیر القرون کا کردار گواہ ہو۔

اس وقت کتنے ہی مذاہب اسلام کے نام پر روئے عالم پر نظر آ رہے ہیں اور ہر ایک کا زعم و دعویٰ یہی ہے کہ وہ ہی صحیح اور برحق ہے مگر درحقیقت وہ کسی نہ کسی طور اسلام میں ترمیم و اضافہ اور کمی بیشی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ تقریباً ہر مذہب میں شخصیت پرستی ہے یا خاص افراد کی تعلیمات و افکار پر دار و مدار ہے جب کہ مسلم اہل حدیث اشخاص و افراد کی عزت و توقیر کو ملحوظ تو رکھتا ہے مگر انھیں دین میں حجت نہیں سمجھتا، بلکہ اپنا ہر معاملہ، زندگی کا ہر مسئلہ صرف اور صرف قرآن و حدیث سے حل کرنا سکھاتا ہے اور ”امرین صحیحین“ کے علاوہ کسی کو بھی قابل حجت نہیں مانتا اور لائق تعظیم نہیں جانتا۔

بزرگان دین کی عزت سکھاتا ہے مگر اس میں مبالغہ نہیں، آئمہ کو عظیم سمجھتا ہے مگر ان میں

مقابلہ نہیں، فقہاء و مجتہدین کی جدو جہد ذہنی اور اجتہاد کو خراج تحسین پیش کرتا ہے مگر انہر کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

دارودار کی تلقین نہیں، کسی کے تدبیر و تفکر پر کامل یقین نہیں رکھواتا، البتہ انھیں آیات و احادیث سے تزکیں ضرور بخشتا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بقضائے بشریت خطا و نسیان سے مبرا نہیں، اور ”مسلك اہل حدیث“ عصمت رسول ﷺ کی وجہ سے عیوب و نقائص سے مصفا ہے۔

”مسلك اہل حدیث“ چند افراد کے ذہن کی اختراع، چند رسوم کے تحفظ اور چند وجوہ کی پیداوار کا نام نہیں بلکہ آقائے ذی وقار و ذیشان ﷺ پر اتاری ہوئی شریعت مطہرہ، منزل من اللہ دین مبین اسلام متین اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ مقدسہ کا نام ہے۔

آج بھی مسلك اہل حدیث، کسی رد و بدل، ترمیم و اضافہ اور کمی بیشی کے بغیر قرون اولیٰ ہی کی صورت میں جاری و ساری ہے۔ بقول صادق (علی لسان الکفار) و مصدق (فی الحقیقۃ والاقرار) ﷺ قیامت تک ہر فرقہ اوہام و شکوک سے محفوظ اور ”ذمۃ اللہ ورحمۃ“ سے محفوظ رہے گا۔

اسی کے سینے پر [لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ صُورِينَ عَلَى الْحَقِّ] کا تمنہ، اسی کے نصیب میں [مَا آتَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِي] کا ثمرہ، اسی کے لیے [إِنَّمَا هُمُ النَّبِيُّ ﷺ] کا شرف، اسی کے حاملین کے لیے [أَنْتُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ انْطَلِقُوا إِلَى الْجَنَّةِ] کا فخر، کہ یہ احکام ربانی کی تعمیل، فرامین نبوی ﷺ کی تکمیل، طریق صحابہ یک روش، تابعین کی کشش، تبع تابعین کی راہ، محدثین کی جاہ، ائمہ کا گزر، فقہاء کا فخر، اسلام کی ترجمانی، حق کی فراوانی، توحید کی صدا (ہر طرف صدا) شرک و بدعت کی خلاف جہاد، قرآن و حدیث پر اعتماد ہے۔

تبلیغ و جہاد اس کا طرہ امتیاز، تحقیق و تدقیق وجہ اعجاز، خلوص و دیانت اک اعزاز، ہمت و غیرت کو اس سے نیاز، یہ امن و آشتی کا سق، اصلاح قلوب، تطہیر ارواح اور طہارت اذہان کا درس ہے۔

”مسلك اہل حدیث“ نام ہے ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ کی آواز کا [تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ] کی صدائے دلنواز کا..... ﴿مَا آتَاكُمْ الرَّسُولَ فَخُذُوهُ﴾ کی پکار کا..... ﴿لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ کے فرمان کا..... ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ﴾ کے نشان کا..... ﴿مَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا﴾ میں اسلام متین کے..... ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ الْإِسْلَامِ﴾ کا..... یعنی کامل قرآن کا..... فرمان آقائے ذیشان کا۔

”مسلك اہل حدیث“ نام ہے.....! روایت کا، دلیلت کا، ثقاہت کا، فقہات کا، ودیعت کا، بداعت کا، ذہانت کا، فطانت کا، دیانت کا، امانت کا، امامت کا، عدالت کا، ندرت کا، ہدایت کا، محبت کا، الفت کا، جرأت کا، شجاعت کا، شہادت کا، اقبالییت کا، یعنی آدمیت کا، کامل انسانیت کا۔

”مسلك اہل حدیث“..... اذہان کو اعراف و عرفان ، ارواح کو سرور، وجدان، قلوب کو ایمان و ایقان اور زیت کو عروج اور شان کی دولت بخشتا ہے۔

”مسلك اہل حدیث“ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ کے مصداق ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ کے محقق کا، یہ نام ہے..... رسول اللہ ﷺ کے اقوال کا، آپ ﷺ کے احوال کا ذیشان افعال کا، معلی اطوار کا، مصفا اطراز کا، عظیم الشان گفتار کا، عظیم المرتبت کردار کا، رفیع المنزلت مقام کا، آپ ﷺ کی شان و شوکت کے دوام کا، اعلیٰ عصمت و رفعت کا، ختم نبوت کا، دین کے اکمال کا، نعمت حقہ، کے اتمام بجمال کا، صرف آپ ﷺ ہی کی ذات بالاصفات کی ہر ہر بات کا، یعنی..... سادگی و بے باکی کا، ایثار و حق گوئی کا، رحم و عزم کا، علم و حلم کا، احسان و کرم کا، نظر و فکر کا، عاجزی و شکر کا، یقین و محبت کا، وفا و الفت، خشیت و للہیت اور غیرت و حمیت کا، غرضیکہ آپ ﷺ کی رسالت کے ہوتے ہوئے اور کسی کا سکھ نہ چلنے کا، کسی اور کا دم نہ بھرنے کا۔

”رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ“ کی تفسیر اور ﴿انعمت علیہم واولئک ہم المفلحون﴾ کی تفسیر میں ”مسلك اہل حدیث“ نام ہے.....!

حیات اصحاب رضی اللہ عنہم کا، زیت بہ آب و تاب کا، ہر حال میں قربانی کا، خون میں لت پت ”لا الہ الا اللہ“ کی ترجمانی کا، ابطال باطل اور تشہیر احقاق کا، عدم ریاء کا، حصول رضا کا، تحصیل اجر میں بے قراری کا، خوش گفتاری و اعلیٰ کرداری کا، نرم دم گفتگو کا، گرم دم جستجو کا، رزم و بزم میں پاک دل و پاکبازی کا، اللہ کے لیے ہر شے سے بے نیازی کا..... ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ﴾ کی تعمیل اور ﴿مَنْ يَشْتَرِ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ﴾ کی تاثیر میں ”مسلك اہل حدیث“ نام ہے۔

عباد اللہ کے چلن کا، قرآن و سنت سے ملن کا، امرین صحیحین سے رغبت کا، دروین مصطفیٰ ظن و قیاس سے نفرت کا، توحید و سنت کے پرچار کا، قال اللہ و قال الرسول ﷺ کے اختیار کا، تحریر و تقریر میں انتہائی احتیاط کا، راہ خدا میں تکالیف اٹھانے کے، ادائیگی فرائض میں سرکٹانے کا۔

مسلك ”اہل حدیث“ نام ہے: اسلامی طریقت کی اعلائیٰ کا، منزل من اللہ شریعت کی بالائیٰ کا، اشرف الخلوقات کی اشرفیت کا، احسن تقویٰ کی ارفعیت کا، جاہ عظیم کا، صراط مستقیم کا.....!!

”مسلك اہل حدیث“ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ کی شہادت سے کسی انسان کی کاوش نہیں کہ انسانی جذبات و خواہشات کا اس میں کچھ دخل ہو، بلکہ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز



[هَذَا قَضَاءٌ لِمَنْ لَا يَرْضَى بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ] کا نعرہ بلند کرنا وغیرہ ان گنت تاریخ اسلام کی امثلہ دراصل مسلک اہل حدیث کا اظہار اور مسلک اہل حدیث کا اعلان ہیں۔

کہ ”آپ کے ہوتے ہوئے نہ کسی کی ذات چل سکتی ہے نہ کسی کی بات چل سکتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا نہ چلنا آپ ﷺ کی عصمت کی دلیل ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی آمد عظمت کی دلیل ہے، کتب اولیٰ کی نہ تصدیق نہ تکذیب ہے، بلکہ قرآن مجید کا اظہار تصحیح و تصویب ہے اور جو بھی کتاب و سنت کو چھوڑ دے وہ انسان کہلانے کا روادار اور زندہ رہنے کا حق دار نہیں۔ اسے چاہیے کہ اللہ کی زمین چھوڑ کر کہیں اور جا بسے۔ مختصراً جان لیجیے کہ مسلک ”اہل حدیث“ کا نام ہے..... توحید کی ترویج کا، عبادت الہی کی ترویج کا، سنت کے عروج کا، حدیث کے تموج کا، شرک کے قلع قمع کرنے کا، بدعت کے مٹانے کا، اسلام کی اشاعت، تبلیغ و دعوت کا، بطلیت سے عداوت کا، لادینیت کے اختتام کا، اسلام کے التزام کا، اعتراف کتاب و سنت کے ارتقاء کا، جہاد کی انتہاء کا، محض طلب رضا کا۔

آج کے دور میں خصوصیت سے مسلک ”اہل حدیث“ یہ ہے کہ..... نفاذ اسلام کے شوق میں بے قرار رہا جائے اور کبھی چین سے نہ بیٹھا جائے، باطل کے خلاف ہمت کی کوہ تازی سے قدم جمائے جائیں، یعنی قرآن و حدیث کی اشاعت و دعوت و تبلیغ، علوم و عقائد کی تجدید و اصلاح، اہل ملت کا ہر حال اور ہر شکل میں اتحاد، خیر القرون کے علم و عمل کی از سر نو تجدید، دین خالص و سنت خالصہ و محسنہ کا اعتراف اور تمام تفرقوں اور بدعتی راہوں کے خلاف، قولاً، فعلاً اور عملاً دعوت الی اللہ کی صدا اس قوت و نفوذ کے ساتھ بلند کرنا کہ وقت کا کوئی شور و غوغا اس پر غالب نہ آسکے۔

اگر آج بھی مسلک ”اہل حدیث“ اپنی تمام تر ضوء افشانیوں، ضیاء پاشیوں اور رعنائیوں کے ساتھ اس دھرتی پر نافذ ہو جائے تو عجب نہیں کہ.....

یہ بادہ کہن وقت کی خمار آلودگیوں کے علی الرغم، پھر جام و مینا کی گردش تک اور پارینہ رواداری تازہ سے ترکیب پا کر ہنگامہ گزشتہ اور شورش رفتہ کی دست افشانیوں اور پاکوپیوں کا عالم پھر از سر نو تازہ کر دے۔

اہل دل، اہل نظر، اہل خبر اہل حدیث کشور و حدانیت کے تاجور اہل حدیث  
خضر منزل، رہروان جاہہ صدق و صفا حاملین سنت خیر البشر اہل حدیث  
جس کا ہر پیغام، پیغام رب جہاں ایسے پیغمبر کے پیغام بر اہل حدیث  
راز دان گلستان کا یہی ہے فیصلہ دین سے اک نخل اور اس کا ثمر ”اہل حدیث“  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## فہرست مضامین

5 ..... عرض ناشر:

باب نمبر 1

### انسانی حواس غلطی کھاتے رہتے ہیں

29 ..... وحی کی ضرورت و اہمیت:

30 ..... اللہ اور بندے کا تعلق وحی کے ذریعے:

30 ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وحی کی بحث کو کیوں مقدم کیا:

31 ..... علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

31 ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد

31 ..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی:

32 ..... آپ نے اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہیں کی:

33 ..... آپ کی زبان سے ہر بات حق نکلتی ہے:

35 ..... نبی اور امتی میں فرق:

36 ..... ابوحنیفہ کی رائے بدلتی رہی ہے:

36 ..... نبوت کے مقام پر فائز ہونے کی ناکام کوشش:

37 ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے بغیر مسئلہ نہیں بتاتے تھے

38 ..... جب تک میراث کی آیت نہیں اتری سیدنا جابر کو کچھ نہیں بتایا:

38 ..... جب تک وحی نہیں اتری روح کے متعلق کچھ نہیں بتایا:

- 39 ..... قرضہ معاف نہیں، یہ ابھی جبریل نے مجھے بتایا ہے: ❁
- 40 ..... جب وحی نازل ہوئی تو کہا جبہ اتار دے: ❁
- 41 ..... جو تلوار تم نے مانگی تھی اب لے لو: ❁
- 43 ..... اللہ کی قسم! تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا: ❁
- 45 ..... جب آیت نازل ہوئی تو کہا تیرا حج صحیح ہے: ❁
- 45 ..... اپنے گھر میں ہی عدت پوری کر: ❁
- 47 ..... زید بن محمد رضی اللہ عنہ سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: ❁
- 47 ..... جب قرآن اترتا ب طلاق کا مسئلہ بتایا: ❁
- 48 ..... خولہ جھگڑتی رہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے نزول تک خاموش رہے: ❁
- 50 ..... اے ہلال! کوڑے کھاؤ یا گواہ لاؤ: ❁
- 52 ..... قرآن اترنے سے پہلے سوال کو ہی ناپسند سمجھا: ❁
- 53 ..... جب قرآن اترتا ب کہا: اے مرشد زانیہ سے نکاح نہ کر: ❁
- 54 ..... ہجرت کے لیے وحی کا انتظار: ❁
- 54 ..... اللہ کی مرضی سے قتال: ❁
- 55 ..... مجھے حکم دیا گیا ہے میں سات اعضاء پر سجدہ کروں: ❁
- 55 ..... مجھے وضوء کا حکم نماز کے لیے دیا گیا ہے: ❁
- 56 ..... اللہ کے حکم کے مطابق مال کی تقسیم: ❁
- 56 ..... لہسن کو اللہ نے حلال کیا ہے میں اسے حرام نہیں کر سکتا: ❁
- 57 ..... وحی آئی تو کہا اجازت مل گئی ہے: ❁
- 58 ..... اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہیں: ❁
- 58 ..... حج صرف ایک مرتبہ فرض ہے: ❁

- 59 ..... مغیث رضی اللہ عنہ، بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے رو رہے تھے:
- 60 ..... اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے ناراض نہیں ہوئے:
- 60 ..... وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے:

www.KitaboSunnat.com

باب نمبر 2

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیث کے بغیر عمل نہیں کیا

- 61 ..... طاعون زدہ علاقے میں جانے کے لیے حدیث نبوی کی تلاش:
- 63 ..... سب سے زیادہ سخت مسئلہ:
- 64 ..... تم بکریاں تقسیم نہ کرو جب تک رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ پہنچ جاؤ:
- 67 ..... میاں بیوی کی جدائی:
- 68 ..... کیا میں اپنی مشرکہ ماں سے حسن سلوک کروں؟
- 68 ..... لونڈی کا ذبیحہ کوئی نہ کھائے، جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ لوں:
- 69 ..... آپ ﷺ نے کہا صدقہ واپس نہ لو:
- 70 ..... جنین کے مسئلہ میں حدیث کی تلاش:
- 70 ..... ماحول کے مطابق معاملات کی تحقیق:
- 71 ..... طلب حدیث کے لیے دوسروں کی معاونت:
- 71 ..... اے اللہ کے رسول ﷺ! انصار مجھے ابو القاسم نہیں کہتے:
- 72 ..... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے جستجو:
- 73 ..... فرمان رسول ﷺ کے لیے جستجو:
- 74 ..... قتل سے پہلے پوچھ لو کیا جائز بھی ہے؟
- 76 ..... کیا خاوند کو صدقہ دوں؟



باب نمبر 3

دین کامل ہے

- 78 ..... اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کامل و مکمل نازل ہوا ہے:
- 82 ..... رسول اللہ ﷺ نے کامل و مکمل دین لوگوں تک پہنچایا:
- 82 ..... رسول اللہ ﷺ کا پیغام ہی مبین ہے اور قرآن بھی مبین ہے:
- 83 ..... آپ ﷺ نے کوئی چیز نہیں چھپائی:
- 86 ..... لوگوں کے لیے راہِ عمل:
- 86 ..... شریعتِ اسلامیہ کے تین اوصاف ”بقاء، عموم، کمال“:
- 87 ..... بقاء:
- 88 ..... عموم:
- 91 ..... آپ ﷺ کی دعوت جنوں کو بھی شامل ہے:
- 93 ..... کامل و مکمل:
- 97 ..... شریعتِ اسلامیہ کے دو عموم:
- 100 ..... جس قدر ہو سکے نبی ﷺ کی اتباع کی جائے:

باب نمبر 4

اتباع رسول ﷺ

- 102 ..... اتباع کا لغوی معنی:
- 103 ..... اتباع اور اطاعت میں فرق:
- 103 ..... سنت کا لغوی معنی:

- 105 ..... بدعت یا اہل بدعت کے مقابلہ میں ہو: ❁
- 106 ..... سنت بھی فرض: ❁
- 107 ..... اصول کی طرح فروع میں بھی سنت کی اتباع لازم ہے: ❁
- 108 ..... اتباع رسول ﷺ کی اہمیت ❁
- 108 ..... اللہ کی محبت اور مغفرت کی ضمانت: ❁
- 108 ..... اللہ کی محبت آپ ﷺ کی اطاعت سے مقید ہے: ❁
- 109 ..... اطاعت سے جنت، معصیت سے جہنم: ❁
- 110 ..... اطاعت کے بغیر تقویٰ کیسے؟: ❁
- 112 ..... جو دعوت قبول کرے گا وہی کھائے گا: ❁
- 114 ..... لشکر سے بچ جاؤ: ❁
- 115 ..... اطاعت نبوی کا بے مثال ثمرہ: ❁
- 116 ..... اتباع رسول ﷺ سے درست فیصلے: ❁
- 116 ..... حدیث کی موجودگی میں اگر مگر نہیں چلتی: ❁
- 117 ..... مال فئی میں برابری: ❁
- 118 ..... اتباع رسول ﷺ کے عملی نمونے ❁
- 118 ..... جب سے سنا، عمل نہیں چھوڑا: ❁
- 118 ..... دن رات میں بارہ رکعتیں: ❁
- 119 ..... عملی تسلسل: ❁
- 119 ..... آسمان کے دروازے کھول دیے گئے: ❁
- 120 ..... آپ ﷺ کی پسندیدہ دعا: ❁
- 120 ..... کبھی گالی نہیں دی: ❁

- 121 ..... جب سے سنا، زکاۃ وصول کرنے والے کو راضی کر کے بھیجا: ❀
- 122 ..... سرکہ سے محبت: ❀
- 122 ..... کدو سے محبت: ❀
- 123 ..... ازار بند نصف پنڈلی تک: ❀
- 123 ..... تحریری وصیت ہمیشہ موجود رہی: ❀
- 124 ..... حدیث سنتے ہی غلام آزاد کر دیا: ❀
- 125 ..... پھر کبھی غیر اللہ کی قسم نہیں اٹھائی: ❀
- 126 ..... لاٹھی بھی گرتی تو خود پکڑتے: ❀
- 127 ..... ابو ہریرہ، نبی ﷺ کی وصیتوں پر کاربند رہے: ❀
- 127 ..... صحابہ نے سونے کی انگوٹھیاں پھینک دیں: ❀
- 128 ..... فرمانبرداری کا بے مثال نمونہ: ❀
- 129 ..... اسی وقت عمل ❀
- 129 ..... اتباع سنت کا عظیم الشان مظاہرہ: ❀
- 130 ..... سونے کی انگوٹھی: ❀
- 131 ..... فرمان مصطفیٰ ﷺ سنتے ہی بالوں اور لباس کی حالت بدل لی: ❀
- 131 ..... فرض نماز کے متصل بعد نوافل کی ادائیگی: ❀
- 132 ..... حکم رسول ﷺ سن کر ایک قدم بھی نہیں اٹھایا: ❀
- 132 ..... قباء والوں نے نماز میں قبلہ بدل لیا: ❀
- 134 ..... دوران نماز رسول ﷺ کی آواز: ❀
- 134 ..... عمر رضی اللہ عنہ نے اطاعت رسول میں دو لوٹدیوں کو آزاد کر دیا: ❀
- 135 ..... چاندی کا پیالہ پھینک دیا: ❀
- 135 ..... مسجد کی طرف اٹھنے والے ہر قدم کا ثواب: ❀

- 136 ..... نماز میں صف بندی: ❀
- 137 ..... فرمان مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے قسم توڑ دی: ❀
- 137 ..... ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھایا ہوا کھانا قے کر دیا: ❀
- 138 ..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ پست آواز سے کلام کرتے تھے: ❀
- 138 ..... قرآنی آیت پر عمل کرنے کا عجیب و غریب نمونہ: ❀
- 139 ..... محبوب جیسا عمل ❀
- 139 ..... شیطانی آلہ کی آواز: ❀
- 140 ..... جس چیز سے محبوب ﷺ نے کراہت کی: ❀
- 141 ..... مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں رستے سے دور ہو گئے: ❀
- 141 ..... مسجد قباء میں دو رکعت نماز: ❀
- 141 ..... جو رسول اللہ ﷺ کا محبوب وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا محبوب: ❀
- 142 ..... محبوب کی ہر ادا محبوب: ❀
- 143 ..... رسول اللہ ﷺ والے چار کام: ❀
- 144 ..... دس عدد نیکیوں کی طلب اور تمنا: ❀
- 145 ..... مغرب کی نماز سے پہلے دو سنتیں: ❀
- 146 ..... غزوہ ذات الرقاع: ❀
- 146 ..... میرے لیے لحد بنانا: ❀
- 147 ..... آپ کی خواہش کا احترام اور صحابہ کی زندگی: ❀
- 148 ..... محبوب جیسی ادا: ❀
- 149 ..... رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ستون کے پیچھے نماز: ❀
- 149 ..... صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذوق عبادت: ❀
- 150 ..... محبوب ﷺ کی ادائے دنواز: ❀

## ترک سنت کی سزا

- 151 ..... احد کی فتح شکست میں بدل گئی: ❁
- 152 ..... بائیں ہاتھ سے کھانے والے کی سزا: ❁
- 153 ..... نام تبدیل نہ کرنے پر پریشانی کا سامنا: ❁
- 153 ..... صحابی نے بیٹھ کر خطبہ دینے والے کو خبیث کہا: ❁
- 154 ..... ابو سعید رضی اللہ عنہ نے دھکا دے دیا: ❁
- 155 ..... کاش کہ رسول اللہ کی بات مان لیتا: ❁
- 156 ..... یہود و نصاریٰ کی تقلید: ❁
- 156 ..... ہلاکت اور تباہی کا باعث: ❁
- 157 ..... وہی اعراض کرے گا جس نے ہلاک ہونا ہے: ❁
- 158 ..... طائف میں آپ ﷺ کی مرضی نہ مانی تو نقصان اٹھایا: ❁

## اہمیت حدیث

- 159 ..... حدیث اور قرآن کی حیثیت: ❁
- 160 ..... صحابہ رضی اللہ عنہم ترک سنت کو گمراہی سمجھتے تھے: ❁
- 161 ..... سنت کی مخالفت کرنے والا خبیث: ❁
- 161 ..... معمولی سی مخالفت بھی گوارا نہیں: ❁
- 162 ..... مغرب سے پہلے دو رکعت نماز: ❁
- 162 ..... نبی ﷺ کا عمل چھوڑنا گوارا نہیں: ❁
- 163 ..... رجم کی سزا: ❁
- 164 ..... کمال جواب: ❁

164 ..... روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہ کی جائے: ❁



## سنت کی مطابقت

166 ..... نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ جیسی: ❁

167 ..... آپ نے تو یہ فرمایا تھا، اب مجھے دے دیا ہے: ❁

167 ..... اب عصر کی نماز پڑھو: ❁

168 ..... اکٹھی نماز جنازہ: ❁

169 ..... رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو کپڑے کس کے پاس تھے: ❁

169 ..... عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ نبی ﷺ کی خواہش کے مطابق تعمیر کر دیا: ... ❁

170 ..... وعظ کرنے میں رسول اللہ کی سنت کی پیروی: ❁

170 ..... میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے: ❁

171 ..... اگر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہوتا تو نہ کرتا: ❁

172 ..... اسی طرح کروں گا حتیٰ کہ آپ ﷺ سے ملاقات کروں: ❁

172 ..... رسول اللہ ﷺ نے منبر پر اسی طرح جواب دیا تھا: ❁

173 ..... عائشہ رضی اللہ عنہا خواتین کو تلبیہ کھلاتی تھیں: ❁



## اطاعت رسول کے لیے خواہشات کی قربانی

174 ..... میں گمراہ ہو جاؤں گا: ❁

175 ..... میں نے رونے کا ارادہ ترک کر دیا: ❁

176 ..... تین دن کے بعد بناؤ سنگھار کیا: ❁

- 178 ..... فرمان رسول ﷺ کی وجہ سے منع نہیں کرتے: ..... 178
- 178 ..... معاویہ رضی اللہ عنہ نے چار کونوں کو چھوٹا چھوڑ دیا: ..... 178
- 179 ..... حدیث سن کر وراثت چھوڑ دی: ..... 179
- 180 ..... جب تک یہ عالم موجود ہے مجھ سے مسئلہ نہ پوچھو: ..... 180
- 181 ..... بیوی اور جائیداد کی طرف واپس پلٹ آئے: ..... 181
- 182 ..... خانہ کعبہ کا خزانہ: ..... 182
- 183 ..... مسجد میں جہادی ٹریننگ: ..... 183
- 183 ..... سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فہم و فراست: ..... 183
- 185 ..... اور واپسی کی راہ: ..... 185
- 35 ..... اسوہ رسول ﷺ کے لیے جستجو: ..... 35
- 186 ..... غصہ کا فور اور پریشانی کا زور ..... 186
- 188 ..... حدیث سن کر جذبہ لینا شروع کر دیا: ..... 188
- 188 ..... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت: ..... 188
- 189 ..... اسی وقت پھینک دیے: ..... 189
- 189 ..... بین نہ کرنا: ..... 189
- 190 ..... دیواروں سے چٹ کر چلیں: ..... 190
- 190 ..... نبی ﷺ والے پیالے میں تبدیلی نہ کرو: ..... 190
- 190 ..... آپ ﷺ کی نگاہ عتاب کوتاڑ لیا: ..... 190
- 191 ..... نبی ﷺ کی ممنوع کردہ چیزوں سے رک جانا: ..... 191
- 192 ..... ایک ہی نداء پر شراب بہادی: ..... 192

- 193 ..... کعب بن اللہؓ نے نبی ﷺ کے کہنے پر قرض معاف کر دیا:
- 194 ..... صحابہ نے آپ ﷺ کی اتباع میں پیاز نہ کھایا:
- 194 ..... صدقہ کا حکم سن کر عورتوں نے زیور اتار دیے:
- 195 ..... اگر رسول اللہ ﷺ نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بھی نہ دیتا:
- 195 ..... عمر بن اللہؓ نے اپنی لونڈیوں کو چھوڑنے کا حکم دے دیا:
- 196 ..... اللہ کے حکم پر اپنی بہن کا نکاح سابقہ خاوند سے کر دیا:
- 196 ..... نبی ﷺ سے اپنی جان سے بھی زیادہ پیار:
- 198 ..... رسول اللہ ﷺ کے اشارے پر صحابہ نے قیدی واپس کر دیئے

### باب نمبر 9

## حدیث رسول ﷺ کے مقابلے میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں

- 199 ..... عائشہ بنت ابی بکرؓ نے ابن عباسؓ کے فتوے کو رد کر دیا:
- 199 ..... عائشہ بنت ابی بکرؓ کا عبد اللہ بن عمرو کے فتوے پر اعتراض:
- 200 ..... علی بن ابی طالبؓ نے عثمان بن عفانؓ کا فیصلہ رد کر دیا:
- 201 ..... جو مجھ سے بہتر ہے انھوں نے اس کا حکم دیا:
- 201 ..... دوران نماز بالوں کا جوڑا:
- 202 ..... عمر بن اللہؓ نے عثمان بن عفانؓ کے سامنے رسول ﷺ کا فرمان پیش کیا:
- 202 ..... سفر میں قصر نماز:
- 202 ..... رسول اللہ ﷺ کے تجھ سے زیادہ باپ تھے:
- 203 ..... ادھر ہی ٹھہرو، دینار کے بدلے درہم لے کر ہی جانا:
- 203 ..... سنت رسول ﷺ کا علم ہو جانے کے باوجود مسئلہ دریافت کرنا:
- 204 ..... اگر موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے:
- 205 ..... تورات کے اوراق:

- 206 ..... اس خبیث کی طرف دیکھو: ❀
- 206 ..... ابو موسیٰ والے فتوے سے میں گمراہ ہو جاؤں گا: ❀
- ..... اس اللہ کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں میں اس کے علاوہ ❀
- 208 ..... کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا: ❀
- 211 ..... قتل کرو گے تو نیچے اتروں گا: ❀
- 212 ..... پڑوسی کو پانچ سو درہم کم پر زمین فروخت: ❀



## مخالفین سنت سے بیزاری

- 213 ..... واویلا کرنے والی عورتوں سے بیزاری: ❀
- 213 ..... ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے بیٹے کو برا بھلا کہنا: ❀
- 214 ..... باجماعت نماز ترک کرنے پر ناراضگی: ❀
- 215 ..... حدیث کی موجودگی میں حکمت کی کتاب کا حوالہ: ❀
- 216 ..... صحابی رسول ﷺ نے کلام کرنا ترک کر دیا: ❀
- 217 ..... اذان کے بعد مسجد سے نکلنے والے پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی: ❀
- 217 ..... میرے ہاتھوں پہ مارا: ❀
- 217 ..... یہ نیزہ تو نے مجھے مارا ہے: ❀
- 218 ..... کاش چار کی بجائے مجھے دو مقبول رکعتیں مل جائیں: ❀
- 219 ..... حیض کے دوران طلاق: ❀
- 219 ..... چاند نظر نہ آتا تو پھر تمہارے وصال کا پتہ چلتا: ❀
- 220 ..... روزہ رکھنے والے نافرمان ہیں: ❀
- 221 ..... لوگوں کی بد عملی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اظہارِ افسوس: ❀
- 221 ..... ابوسعید نے مروان کو کپڑوں سے پکڑ کر کھینچا: ❀

- 222 ..... عمر رضی اللہ عنہما پر نبی ﷺ کی ناراضگی کا خوف
- باب نمبر 11
- بدعت ..... بدترین عمل**
- 225 ..... شیطان کا پسندیدہ عمل:
- 227 ..... بدعتیوں سے جہاد:
- 229 ..... سیدھا راستہ اور شیطان کے رستے:
- 230 ..... لغو کوشش سے محرومی:
- 234 ..... سب سے زیادہ مغضوب:
- 235 ..... بدعتی کی حمایت پر اللہ کی لعنت:
- 235 ..... بدعت کا اجراء لعنت کا باعث:
- 236 ..... سنت سے محرومی:
- 236 ..... بدعت ایجاد کرنے والے کی گردن پر دوسروں کے بوجھ:
- 237 ..... رسول اکرم ﷺ کے بارے جھوٹ کا انجام:
- 239 ..... بدعت اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود ہے:
- 239 ..... بدعتیوں کو مسجد سے نکال دیا:
- 240 ..... بدعتیوں کے سلام کا جواب نہیں دیا:
- 241 ..... تمام بدعات گمراہی ہیں کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی:
- 243 ..... خوبصورت پاخانہ:
- 244 ..... بدعت حسنہ:
- 246 ..... آپ ﷺ نے [سُنَّةٌ حَسَنَةٌ] کہا ہے، [بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ] نہیں کہا:
- 247 ..... سنت متعارف کرانا:

- 248 ..... [نَعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ]: ❀
- 251 ..... کیا یہ وہی بدعت ہے جس کی مذمت حدیث میں کی گئی ہے: ❀
- 254 ..... چیخ: ❀
- 255 ..... نعمت البدعة کا مطلب: ❀
- 257 ..... بدعت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم: ❀
- 260 ..... کتاب و سنت اور ہواء و بدعت: ❀
- 260 ..... الاصل فی الاشیاء الاباحۃ: ❀
- 263 ..... دین کامل ہے: ❀
- 264 ..... مصالح مرسلہ: ❀
- 266 ..... اعتقادی، فعلی اور قولی بدعات: ❀
- 266 ..... اعتقادی بدعت: ❀
- 266 ..... قولی بدعت: ❀
- 267 ..... عملی بدعت: ❀
- 267 ..... مکانی بدعات: ❀
- 268 ..... زمانی بدعت: ❀

www.KitaboSunnat.com



## اسوۂ رسول اعمال کی قبولیت کی بنیادی شرط

- 271 ..... اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود (نا قابل قبول): ❀
- 271 ..... محض اچھی نیت کافی نہیں: ❀
- 275 ..... عیسائیوں کی رہبانیت: ❀
- 275 ..... ورد اور ذکر رسول اللہ کے مطابق ہو: ❀

- 276 ..... خلاف سنت نماز غیر مقبول:
- 276 ..... غیر مسنون نماز:
- 277 ..... طاقت سے زیادہ عبادت:
- 278 ..... اپنی طرف سے جتنا مرضی مشکل کام کر لو کوئی اجر نہیں ملے گا:
- 279 ..... نبی ﷺ پر سلام بھیجنے کا محل یہ نہیں:
- 280 ..... نبی ﷺ نے اپنے طریقے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی روگردانی کو ناپسند کیا:
- 281 ..... سنت کی پیروی بدعت سے بچاتی ہے:
- 282 ..... اللہ، رسول کا ایک ہی ضمیر میں ذکر:
- 282 ..... ترتیب بھی بدلنے نہیں دی:
- 283 ..... ایک لفظ بھی بدلنے نہیں دیا:
- 284 ..... کیا بدعتی وہ فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل نہ ہوئی:
- 285 ..... اللہ کے علاوہ رب:
- 286 ..... تہتر فرقے اور یہودیت کی مماثلت:
- 288 ..... سلام کے بعد بائیں طرف سے بھی گھوم سکتا ہے:
- 289 ..... ایک جنتی صحابی:
- 289 ..... صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ٹھیک نہیں ہے:



## ترک تقلید

- 291 ..... تقلید کا لغوی معنی:
- 292 ..... تقلید کی اصطلاحی تعریف:
- 294 ..... کامیاب و کامران زمانہ بغیر تقلید کے

- 296 ..... تقلید کا رد قرآن سے: ❁
- 303 ..... تقلید کی کہانی مقلدین کی زبانی: ❁
- 307 ..... رد تقلید پر ائمہ کے اقوال ❁
- 307 ..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال: ❁
- 311 ..... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال: ❁
- 313 ..... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال: ❁
- 316 ..... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال ❁
- 318 ..... ائمہ اربعہ کا صحیح پیروکار، ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ: ❁
- 319 ..... امام مالک کے اقوال کی بجائے احادیث پر عمل: ❁
- 320 ..... امام شافعی کے اقوال کی بجائے احادیث پر عمل: ❁
- 321 ..... ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی بجائے حدیث پر عمل: ❁
- 321 ..... احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا منہج: ❁
- 322 ..... ابوحنیفہ کے اقوال چھوڑ کر بھی خفی: ❁
- 324 ..... ائمہ کی تقلید کرنے والا ان کا گستاخ ہے: ❁
- 326 ..... ابوحنیفہ اور صاحبین کا اختلاف: ❁
- 327 ..... مقلدین بھی تقلید سے بھاگ گئے: ❁
- 328 ..... جہاں تقلید ناجائز ہے، مقلدین کا اعتراف: ❁
- 331 ..... تقلید جامد ❁
- 331 ..... قرآن و حدیث چھوٹ جائے تقلید نہ چھوٹے: ❁
- 332 ..... شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ: ❁
- 333 ..... یہود کا طرز عمل: ❁
- 334 ..... ابوحنیفہ کے لیے مقام نبوت و رسالت: ❁

- 335 ..... قرآن و حدیث کے مسائل کو حق سمجھنے کے باوجود ٹھکرا دیا: ❀
- 343 ..... ائمہ ستہ رضی اللہ عنہم کا مسلک ..... ❀
- 345 ..... ائمہ عظام کا مسلک: ..... ❀
- 345 ..... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک: ..... ❀
- 347 ..... امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا رد: ..... ❀
- 347 ..... سفیان ثوری اور خفیوں کو فیوں کا رد: ..... ❀
- 348 ..... امام مجاہد کا رد: ..... ❀
- 348 ..... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا رد: ..... ❀
- 349 ..... امام شافعی کا رد: ..... ❀
- 349 ..... امام ترمذی کا مسلک: ..... ❀
- 350 ..... امام شافعی کا رد: ..... ❀
- 351 ..... امام ابوحنیفہ کا رد: ..... ❀
- 352 ..... عمل حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوگا: ..... ❀



## اختلافات کا حل

- 355 ..... رسول اللہ کا مقرر کردہ امیر: ..... ❀
- 356 ..... اختلافات کے حل پر عقلی دلائل: ..... ❀
- 358 ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اختلاف: ..... ❀
- 360 ..... تدفین رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ..... ❀
- 361 ..... سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا اختلاف: ..... ❀
- 363 ..... مانعین زکوٰۃ سے قتال: ..... ❀

- 365 ..... لشکر اسامہ کی روانگی:
- 366 ..... رسول اللہ کی وراثت:
- 367 ..... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رجوع:
- 368 ..... فیصلہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ترجیح دی:
- 369 ..... عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حق کی طرف رجوع:
- 370 ..... عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رجوع:
- 371 ..... عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا رجوع:
- 372 ..... علی رضی اللہ عنہ کا رجوع:
- 373 ..... علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قول کو چھوڑ دیا:
- 373 ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا فیصلہ۔ ایک سخت ترین آزمائش:
- 375 ..... غسل میں اختلاف کا حل:
- 376 ..... عہد کی وفا:
- 376 ..... سواری پر نماز:
- 377 ..... مسجد میں نماز جنازہ:
- 378 ..... اللہ کے حکم پر اپنی بہن کا نکاح سابقہ خاوند سے کر دیا:
- 378 ..... سواری پر وتر پڑھنا:
- 379 ..... قرآن و حدیث کے مقابلے میں عقل استعمال کرنے والے کی سزا:
- 380 ..... عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رجوع:
- 380 ..... بیوہ کی عدت:
- 381 ..... امیر معاویہ نے اپنے قول سے رجوع کیا:
- 382 ..... باپ کی بات کو جھٹلا دیا:

- 383 ..... عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا رجوع: ●
- 383 ..... امام مالک رضی اللہ عنہ کا امتحان: ●
- 386 ..... کیا میں عیسائیوں کے کنیہ سے آیا ہوں جو حدیث کے مطابق فتویٰ نہ دوں .. ●
- 387 ..... امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا رجوع: ●
- 387 ..... میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پیش کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ابوحنیفہ یہ کہا ہے: .. ●
- 388 ..... ازواج مطہرات نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے تو منع کیوں کرتا ہے؟ ●
- 389 ..... غیر شرعی شرائط: ●
- 390 ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت: ●





## باب نمبر 1

## انسانی حواس غلطی کھاتے رہتے ہیں

## وحی کی ضرورت و اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حواس بھی دیے اور عقل بھی عطا فرمائی ہے لیکن ان کے ذریعے ایک مخصوص حد تک علم حاصل ہو سکتا ہے اور اس میں غلطیوں کے امکانات بھی ہیں مثلاً ہم دن رات مشاہدہ کرتے ہیں کہ نگاہ دیکھنے میں غلطی کرتی ہے چنانچہ چاندنی رات کو جب چاند بھی نکلا ہوا ہوتا ہے، بادل بھی آسمان پر ہوتے ہیں تو دیکھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ گویا چاند دوڑ رہا ہے جبکہ حقیقت میں بادل دوڑ رہے ہوتے ہیں اسی طرح ایک گاڑی میں آپ سوار ہیں اور وہ رکی ہوئی ہے دوسری گاڑی برابر سے گزرتی ہے دیکھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہماری گاڑی دوڑ رہی ہوتی ہے حالانکہ وہ کھڑی ہوتی ہے اسی طرح ریل میں بیٹھے ہوتے جب جنگل میں درخت نظر آتے ہیں تو محسوس ایسا ہوتا ہے کہ درخت دوڑ رہے ہیں حالانکہ درخت اپنی جگہ کھڑے ہوتے ہیں تو یہ نگاہ جو حواس ظاہرہ میں سے ہے دن رات غلطی کرتی ہے اسی طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے قوت سامعہ عطا فرمائی ہے لیکن اس کا خوب تجربہ ہے کہ وہ سننے میں غلطی کرتی ہے کہنے والا کچھ کہتا ہے اور سننے والا اس کے برعکس سنتا ہے۔

قوت ذائقہ تو تبدیل ہوتی رہتی ہے ذرا سا صفراوی بخار ہو جائے تو میٹھی چیز بھی انسان کو کڑوی معلوم ہوتی ہے تو حواس کا یہ عالم ہے کہ اس میں غلطی کا بہت زیادہ امکان موجود ہے۔

جہاں تک عقل کا تعلق ہے سو آپ کو معلوم ہے کہ وہ نابالغ ہے خواہ وہ ترقی کرے

کہیں سے کہیں پہنچ جائے اس میں عدم بلوغ کی شان باقی اور برقرار رہتی ہے۔ چنانچہ ہم عقلاء کو دیکھتے ہیں کہ ہر چیز میں اختلاف کرتے ہیں شاذ و نادر ہی کسی مسئلے میں ان کا اتفاق ملے گا۔ ورنہ اختلاف ہی اختلاف ہوتا ہے عقلاء کا آپس میں اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ عقل کی رسائی منزل تک ضروری نہیں۔

معلوم ہوا کہ انسان کی فلاح و بہبود کے لیے نہ تو حواس ظاہرہ پر کلی اعتماد و انحصار کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی انسانی عقل پر کیونکہ یہ تمام چیزیں حقیقت کے کما حقہ ادراک سے عاجز ہیں۔ ان کے مقابلے میں ایک ذریعہ ”وحی“ ہے جس کے دائرہ کار کی ابتداء عقل و حواس کی حدود کے ختم ہونے کے بعد شروع ہوتی ہے اور یہ ایک ایسا محفوظ ذریعہ ہے کہ قرآن کریم نے اعلان کیا ہے: ﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ (فصلت: ۴۲) اس میں باطل کی آمیزش کا کوئی امکان نہیں۔

اللہ اور بندے کا تعلق وحی کے ذریعے:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندوں کا جو تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہیں اور بندے مخلوق، اللہ تعالیٰ مالک ہیں بندے مملوک، اللہ تعالیٰ معبود ہیں اور بندے عابد، یہ تعلق بذریعہ وحی ثابت ہوتا ہے۔ اس تعلق کے ثبوت کے بعد پھر بندوں سے ایمان، علم اور اعمال و عبادات کے مطالبے ہوتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وحی کی بحث کو کیوں مقدم کیا:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب محدثین سے جدا راستہ اختیار کیا اور اپنی کتاب کا آغاز وحی کی بحث سے کیا اس لیے کہ بے شک ”سنت“، طہارت، صلوٰۃ، اوقات صلوٰۃ، اور اسناد کی اہمیت اپنی جگہ ضرور ہے لیکن ان تمام کا مدار تو وحی پر ہے چنانچہ نماز، سنت، طہارت، اوقات کا ثبوت وحی ہی سے ہوگا۔ اسی طرح اسناد پر زور سنت کی حفاظت کی خاطر ہے جبکہ سنت کا اثبات وحی سے ہوتا ہے تو چونکہ تمام شرائع کا منبع اور مدار وحی ہے، اس لیے امام بخاری نے وحی کی عظمت

اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے ”وحی“ کی بحث سے اپنی عظیم کتاب کا افتتاح فرمایا۔  
 علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی ”صحیح“ کی ابتداء وحی سے کی ہے اور اسے ایمان پر مقید کیا ہے اس لیے کہ اس ”صحیح“ میں جو کچھ وہ ذکر کرنے والے ہیں وہ سب اس بات پر موقوف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موحی الیہ نبی ہیں اس لیے پہلے یہ ثابت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہدہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تھی کہ جو بات ہم آپ کو بتائیں آپ من وعن اسے امت تک پہنچادیں۔ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کا اختیار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ذمہ داری کما حقہ پہنچائی کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ کی وحی سے نہ کچھ چھپایا اور نہ اس میں کچھ اضافہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک امین رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ بہت بھاری ذمہ داری تھی جس کو ادا کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجمع عام سے خطاب فرمایا اور آخر میں صحابہ کرام سے اس بات کی گواہی لی کیا میں اللہ کے پیغامات تمہیں پہنچا دیے ہیں؟ تو سارے مجمع نے بیک زبان کہا: [بَلَّغْتَ وَ اَدَّيْتَ وَ نَصَحْتَ] تو آپ نے ان کی بات سن کر کہا [اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾

”اور یہ (نبی) اپنی طرف سے نہیں بولتے، وہ تو صرف وحی ہے جو نازل کی

(انجم: ۲: ۴۲)

جاتی ہے۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اپنی مرضی و خواہش سے نہیں بولتے تھے بلکہ آپ نے صرف وہی تعلیمات ارشاد فرمائیں جن کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بذریعہ وحی حکم دیا اور اگر زندگی میں چند ایک بار بتقاضائے بشریت ایسی کوئی بات سامنے آئی بھی تو اللہ رب العالمین نے فوراً وضاحت کے لیے وحی نازل فرمائی۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے شہد کے بارے میں فرمایا تھا کہ اب میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ نہیں کھاؤں گا۔“ (صحیح بخاری، تفسیر، سورۃ التحریم، ح: ۴۹۱۲)، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ (التحریم: ۱)

”اے نبی ﷺ آپ کیوں (اپنے آپ پر) حرام فرماتے ہیں، جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے۔“

حالانکہ احادیث سے واضح ہے کہ آپ ﷺ نے امت پر اسے حرام قرار نہیں دیا تھا لیکن چونکہ آپ ﷺ کی زبان حق سے نکلا ہوا ایک ایک فقرہ اور جملہ ضابطہ حیات ہے، ہر عمل مشعل رشد و ہدایت ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہتی دنیا تک کے لیے امام، مقتدا و مطاع ہیں، آپ کی اطاعت و اتباع کا حکم ہے تو لوگ کہیں آپ کی پیروی میں ایک حلال چیز کو حرام نہ کر بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت نازل فرمادی۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی خاص نگرانی میں تھے۔

آپ نے اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہیں کی:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ

حُجْزِينَ ۝﴾ (الحاقة: ۴۴ تا ۴۷)

”اور اگر (ہمارے نبی ﷺ) بعض باتیں گھڑ کر ہماری طرف منسوب کر



دیتے تو ہم ان کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم ان کی شہہ رگ کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس (کام) سے روکنے والا نہ ہوتا۔“

آج کوئی کوتاہ فہم نادان یہ ہرگز نہ سمجھے کہ یہ رب الکریم کی اپنے منتخب آخری رسول خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کو ڈانٹ ڈپٹ ہے۔ (نعوذ باللہ من سوء الفہم) ہرگز نہیں یہ ڈانٹ ڈپٹ نہیں یہ تو رب الکریم کی اپنے رسول ﷺ کے حق وصدق کی نازل کردہ ٹھوس ، واضح اور مضبوط برہان و دلیل ہے۔ آپ کے مخالفین کے الزام کا ایک دندان شکن جواب ہے جو بد بخت آپ پر بہتان طرازی کرتے تھے کہ آپ ﷺ یہ قرآن اپنی طرف سے گھڑ لائے ہیں، ان کی ناپاک زبانیں بند کرنے کے لیے ایک مسکت و لا جواب دلیل ہے جس کے سامنے وہ بالکل عاجز و بے بس ہو چکے ہیں۔ اللہ الحمد

آپ کی زبان سے ہر بات حق نکلتی ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو بات سنا کرتا اسے، یاد کر لینے کے ارادے سے لکھ لیا کرتا تھا۔ قریش کے بعض لوگوں نے مجھے اس عمل سے روکا اور کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہر بات نہ لکھا کرو جب کہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں۔ (بتقاضے بشریت) آپ کبھی خوشی میں ہوتے ہیں اور کبھی ناراضی یا غصے میں، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے لکھنا چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ نے اپنی بابرکت انگلی سے اپنے مبارک منہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

[ اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ ]

”لکھو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے منہ سے حق

بات کے سوا کچھ نہیں نکلتا ہے۔“<sup>①</sup>

سبحان اللہ! یہ عظیم مرتبہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کے کلام کا، آپ کے فرامین کا، کہ اللہ

① سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی کتاب العلم، رقم الحدیث: ۳۶۴۶، و رواہ الحاکم

فی المستدرک، کتاب العلم، الحدیث: ۳۵۷

رب العالمین نے نبی ﷺ کی زبان مبارک کو محفوظ فرما دیا تھا کہ آپ کی زبان سے حق بات ہی نکلتی تھی اور کیوں نہ ہوتا کہ آپ رہتی دنیا تک کے امام و مطاع و مقتداء ہیں۔ آپ کی زندگی بہترین نمونہ ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کو اپنی مبارک زبان سے نکلی ہوئی ہر بات کے لکھنے کا حکم دیا، حالانکہ آپ ﷺ کے سامنے یہ اشکال رکھ دیا گیا تھا کہ لوگوں کے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے مزاج گرامی پر بعض اوقات غصہ و ناراضی کے آثار ہوتے ہیں اور بسا اوقات خوشی کے۔

لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس اشکال کے باوجود اپنی ہر بات لکھنے کی اجازت دے کر گویا یہ وضاحت فرمادی کہ غصہ یا ناراضی ہو یا خوشی میری زبان سے ہمیشہ حق بات ہی نکلتی ہے ناحق بات کا تصور بھی نہ کرنا۔“ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ  
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾  
” (اے رسول ﷺ) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے  
جب تک کہ اپنے (تمام) باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان  
لیں پھر جو بھی فیصلہ آپ کریں اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں  
بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔“  
(النساء: ۶۵)

اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ہی خصوصیت ہے، آپ کے علاوہ کسی اور شخص کی بات کا انکار کفر نہیں۔ دیوبندیوں کے موجودہ دور کے ”امام اہل سنت“ مولوی سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں:

﴿جناب رسول اللہ ﷺ کی پہنچائی ہوئی اور بتائی ہوئی ہر ایک تعلیم خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت ہوتی ہے۔“  
(راہ سنت: ۲۳)

﴿اور اس کی اطاعت ہر شخص پر فرض ہوتی ہے اور اس کی پیش کردہ تعلیم کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے رسول کے سوا کسی دوسرے شخص کو اور اس کی پیش کردہ تعلیم

کو ہرگز ہرگز یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔“ (راہ سنت، ص: ۲۳، بیسواں ایڈیشن)

اس مقام پر سرفراز خان صاحب نے صاف اور صاف اور واضح الفاظ میں اس بات کا اقرار کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی شخص کا یہ منصب نہیں کہ اس کی تعلیمات کا انکار کفر ہو۔ مثلاً اگر کوئی امام ابو حنیفہ کی رائے، قیاس یا اجتہاد کا انکار کر دیتا ہے تو وہ کافر نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص امام مالک، امام شافعی، یا امام احمد بن حنبل یا کسی اور امام کی رائے و قیاس کا انکار کر دیتا ہے تو وہ کافر نہیں۔ کیونکہ لوگوں نے خود اپنی مرضی سے انھیں امام بنایا، مطاع بنایا، تقلید کے نام پر ان کی اطاعت کو اپنے آپ پر اپنی طرف سے فرض یا واجب بھی قرار دیا۔ لیکن ان کو امام ماننے والا کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ان کی رائے و قیاس کا انکار کفر ہے۔ لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مقرر کردہ امام و مطاع محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مطیع بڑے ہی یقین اور وثوق سے بانگِ دہل یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات تو دور آپ کی کسی ایک بھی ثابت شدہ تعلیم، گفتار یا عمل کا انکار کرنے والا یقیناً کافر ہے۔ حق کی یہی شان ہوتی ہے کہ اس کا انکار کفر ہی ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کا انکار اور آپ کی نافرمانی کفر ہے اور لوگوں کے مقرر کردہ امام کی پیروی و تقلید نہ کرنا کفر نہیں۔ دوسرے لوگوں کا تو کیا ذکر خود ان کے مقلدین نے بھی ان کی کئی تعلیمات اور ان کے کئی فیصلوں کو تسلیم کرنے سے علانیہ طور پر انکار کر دیا۔

### نبی اور امتی میں فرق:

سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں: ”کتاب اصول میں وہ صراحت سے یہ قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ: [الْمُجْتَهَدُ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ] <sup>①</sup>

مجتہد کی رائے خطا بھی ہو سکتی ہے اور درست بھی ہو سکتی ہے۔ وہ معصوم نہیں۔“

اسی طرح سرفراز خان صفدر صاحب اپنی ایک اور کتاب ”ازالة الريب“ میں ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد النسفی الحنفی اور شیخ احمد، المدعو ملا جیون حنفی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

① الکلام المفید: ص: ۳۳۰، ص: ۳۳۱

[ وَ إِنْ كَانَ أَخْطَا الرَّأْيُ يَنْزِلُ الْوَحْيُ لِلتَّنْبِيهِ عَلَى الْخَطَاِ وَمَا تَقَرَّرَ عَلَى الْخَطَاِ قَطُّ بِخِلَافِ سَائِرِ الْمُجْتَبِهِيْنَ فَإِنَّهُمْ إِنْ أَخْطَأُوا أَبْقَى خَطَاَهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ]<sup>①</sup>

”اور اگر آپ (ﷺ) سے خطا سرزد ہوتی تھی تو خطا پر تنبیہ کے لیے وحی نازل ہوتی تھی اور آپ کو خطا پر ہرگز برقرار نہیں رکھا جاتا تھا، بخلاف دیگر سب مجتہدین کے کیونکہ اگر ان سے خطا سرزد ہو جائے تو قیامت تک ان کی خطا باقی رہتی ہے۔“

ابوحنیفہ کی رائے بدلتی رہی ہے:

[ فَقَالَ يَوْمًا أَبُو حَنِيفَةَ لِأَبِي يُوسُفَ: وَيَحَكَ يَا يَعْقُوبُ، لَا تَكْتُبُ كُلَّ مَا تَسْمَعُ مِنِّي فَإِنِّي قَدْ أَرَى الْيَوْمَ غَدًا وَ أَرَى غَدًا وَ أَتْرُكُهُ بَعْدَ غَدٍ ]<sup>②</sup>

”ایک دن ابوحنیفہ نے ابو یوسف سے کہا تیرا برا ہوا ہے یعقوب، مجھ سے سنی ہوئی ہر بات نہ لکھا کر، اس لیے کہ میں تو آج ایک رائے رکھتا ہوں کل اسے ترک کر دیتا ہوں اور کل دوسری رائے رکھتا ہوں تو پرسوں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔“

نبوت کے مقام پر فائز ہونے کی ناکام کوشش:

بعض لوگوں نے اپنے لیے بھی اس بات کا دعویٰ کر دیا جیسا کہ دیوبندی ”قطب عالم“ رشید احمد گنگوہی صاحب کے متعلق لکھا گیا کہ: ”آپ نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے، بن لوحق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔“<sup>③</sup>

① نور الانوار مع المنار: ۲۱۸ ازالة الريب: ۸۶

② تاریخ ابن معین: ۵۰۴/۳، مطبوعہ: احیاء التراث الاسلامی

③ تذکرۃ الرشید: ۱۷/۲

کیا یہ منصب رسالت، پر ”ذاکہ“ نہیں؟ کہ جو مقام رسول اللہ ﷺ کا تھا، یہ جناب رشید گنگوہی صاحب اپنے لیے ثابت کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ (الاعراف: ۱۵۸)  
 ”اور ان کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔“

قرآن مجید تو بتاتا ہے کہ ہدایت و نجات موقوف ہے رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر۔ لیکن دیوبندیوں کے ”قطب عالم“ صاحب کا دعویٰ ہے کہ ”ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر“ کیا یہ قرآن مجید کی تعلیمات سے سراسر غفلت کا نتیجہ نہیں؟ مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

”اور ائمہ مجتہدین کے بارے میں تمام مقلدین کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کے ہر اجتہاد میں خطا کا احتمال ہے۔“<sup>①</sup>

## رسول اللہ ﷺ وحی کے بغیر مسئلہ نہیں بتاتے تھے

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں باب منعقد کیا ہے:

[مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَوْ لَمْ يَجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَ لَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾] (النساء: ۱۰۵)

”نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا جاتا اگر اس کے متعلق وحی نازل نہ ہوئی ہوتی تو آپ کہتے میں نہیں جانتا یا آپ جواب ہی نہ دیتے حتیٰ کہ وحی نازل کی جاتی اور آپ رائے اور قیاس سے کچھ نہ کہتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾

① تقلید کی شرعی حیثیت: ۱۲۵

اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بیان کی ہے:

جب تک میراث کی آیت نہیں اتری سیدنا جابر کو کچھ نہیں بتایا:

[ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ مَرِضْتُ فَجَاءَ نَبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَعُودُنِي وَ أَبُو بَكْرٍ وَ هُمَا مَاشِيَانِ فَاتَانِي وَ قَدْ أَعْمَى عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَ رَبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ أَيُّ رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقْضَى فِي مَالِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ قَالَ فَمَا أَجَابَنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَ آيَةُ الْمِيرَاثِ ]<sup>①</sup>

”جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے میں بے ہوش تھا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا، جس سے میں ہوش میں آ گیا۔ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے مال کا کیا فیصلہ کروں؟“ آپ ﷺ نے اس وقت تک کوئی جواب نہ دیا جب تک میراث کی آیت نہ اتری۔“

فائدہ = امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کر دیا ہے کہ جس چیز کے متعلق آپ ﷺ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی ہوتی تو صاف کہہ دیتے ہیں مجھے علم نہیں حتیٰ کہ اس کے متعلق وحی اترتی۔

جب تک وحی نہیں اتری روح کے متعلق کچھ نہیں بتایا:

[ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرَثٍ وَ هُوَ مُتَكِيٌّ عَلَيَّ عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

① صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب عیادة المریض، حدیث: ۵۶۵۱  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ ، فَقَالَ : مَا رَأَيْكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ ، فَقَالُوا : سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحِي إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الرَّوحُ قَالَ ﴿ وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴾ [1]

”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک دفعہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک باغ میں تھا، آپ ﷺ کھجور کی ایک چھڑی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ یہودی گزرے وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے ان (یعنی محمد ﷺ) سے روح کے بارہ میں سوال کرو۔ (ان میں سے) ایک نے کہا: ”محمد ﷺ کوئی ایسی بات نہ کہہ دیں، جو تمہیں ناگوار گزرے۔ پھر انہوں نے (فیصلہ کر کے) کہا: ”اچھا چلو سوال کرو۔“ چنانچہ یہودیوں نے آپ سے پوچھا: ”روح کیا چیز ہے؟“ نبی اکرم ﷺ خاموش رہے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے چنانچہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴾ (بنی اسرائیل ۱۷/۸۵)

”اے محمد ﷺ! لوگ آپ سے روح کے بارہ میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے روح میرے رب کا حکم ہے اور تم کو (اس بارہ میں) کم ہی علم دیا گیا ہے۔“

قرضہ معاف نہیں، یہ ابھی جبریل نے مجھے بتایا ہے:

ابوقادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر وعظ کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر باب ﴿ وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ﴾ (رقم: ۴۷۲۱)

[ إِنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ ]  
 ”جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ سب سے افضل اعمال ہیں۔“

ایک آدمی نے کھڑے ہو کر سوال کیا اے اللہ کے رسول اگر میں اللہ کے رستے میں قتل کر دیا جاؤں کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا: [ نَعَمْ! ] جی ہاں اگر تو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت سے مقابلہ کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو تیرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا کہ تو اپنا سوال دوبارہ لٹا اس نے دوبارہ پھر وہی سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ہاں تیرے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے ماسوائے قرض کے۔

[ فَإِنَّ جِبْرَائِيلَ قَالَ لِي ذَلِك ]

”یہ بات مجھے جبرائیل نے بتائی ہے۔“<sup>①</sup>

فائدہ = جب تک آپ کو جبرائیل نے نہیں بتایا تھا کہ قرضہ شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتا آپ ﷺ نے نہیں بتایا تھا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

[ فَمَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ أُوْحِيَ إِلَيْهِ بِهِ فِي الْحَالِ ]

”یہ بات اس پر محمول ہے کہ اس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی۔“

جب وحی نازل ہوئی تو کہا جبہ اتار دے:

یعنی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ حیرانہ میں تھے۔ اس شخص نے جبہ پہنا تھا اور خوشبو کی مہک اس سے آرہی تھی۔ اس نے پوچھا میں عمرہ میں کیا کروں۔ نبی ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی

① صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ کفر خطایۃ الا الذین

نازل کر دی۔ عمرؓ نے یعلیٰ بن امیہ کو کہا کیا تو خوش ہو گا کہ تو نبی ﷺ پر وحی نازل ہوتا ہوادیکھے۔ یعلیٰ بن امیہ نے کہا میں بہت پسند کرتا ہوں کہ آپ پر وحی کا نزول دیکھوں۔ نبی ﷺ ایک پردے کی اوٹ میں تھے۔ عمرؓ نے پردہ اٹھایا، یعلیٰ فرماتے ہیں میں نے آپ ﷺ پر وحی والی کیفیت دیکھی آپ خراٹے لے رہے تھے۔ جس طرح نوجوان شخص خراٹے لیتا ہے۔ جب آپ سے وحی والی کیفیت منکشف ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا: عمرؓ کے متعلق سوال کرنے والا کدھر ہے۔ آپ نے اسے فرمایا:

[ اِخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ اَثَرَ الْخُلُوقِ عَنْكَ وَاَنْقِ الصُّفْرَةَ  
وَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجَّتِكَ ]

”جبہ اتار دے خوشبو کا نشان ختم کر دے اور عمرہ میں وہی کچھ کر جو توجح میں

کرتا ہے۔“ ①

**فائدہ** = نبی ﷺ کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ حالت احرام میں اگر کوئی خوشبو لگالے تو اس کا کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے اس سوال کا جواب اپنی طرف سے نہیں بتایا آپ خاموش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وحی نازل کی۔ پھر آپ ﷺ نے اسے جواب دیا۔  
جو تلو ار تم نے مانگی تھی اب لے لو:

سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں: میرے متعلق چار آیات نازل ہوئیں ہیں۔ جب ام سعد نے حلف اٹھایا کہ میں کچھ کھاؤں پیوں گی نہیں حتیٰ کہ تو کفر کرے اپنے دین کے ساتھ۔ تین دن اس نے کچھ نہ کھایا پیا تو اسے غشی طاری ہو گئی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی:

﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۗ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا

① صحیح البخاری، کتاب الحج، بیا یفعل فی العمرة ما یفعل فی الحج، حدیث: ۱۷۸۹

(سورة العنكبوت: ۸)

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸﴾

دوسری آیت: بدر میں میرا بھائی عمیر قید ہو گیا مجھے بڑا غصہ تھا میں نے ایک کافر کو قتل کیا اور اس کی تلوار پکڑ لی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہا یہ تلوار مجھے دے دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے مال غنیمت میں رکھ دو۔ میں نے رکھ تو دی لیکن مجھے یہی تمنا تھی کاش کہ یہ تلوار مجھے مل جائے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ ۗ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ

وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۚ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنْتُمْ

مُؤْمِنِينَ ﴿۱﴾ (سورة الانفال: ۱)

جب میں بیمار ہوا میں نے رسول اللہ ﷺ کو بلوا بھیجا۔ آپ میری عبادت کو آئے میں نے کہا نہیں میں نے تیسرا حصہ آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور پھر کہا تیسرا بھی زائد ہے۔ میں انصار اور مہاجرین کی مجلس میں آیا آؤ ہم تمہیں شراب پلائیں۔ اس وقت ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ میں ان کے ساتھ ایک باغ میں گیا۔ وہاں اونٹ کی بھونی ہوئی سری تھی اور شراب کا مشکیزہ تھا۔ میں نے وہ کھایا اور پیا۔ پھر وہاں یہ گفتگو ہوئی کہ مہاجر افضل ہیں یا انصار؟ میں نے کہا مہاجرین انصار سے افضل و بہتر ہیں ایک آدمی نے اٹھ کر میرا جبراً پکڑا اور میری ناک پر مارا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۷۴۸﴾ (صحیح مسلم: ۱۷۴۸)

میں نے مال غنیمت سے ایک تلوار پکڑی اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور کہا یہ تلوار مجھے دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [ضَعُهُ] اس کو رکھ دو۔

[ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ضَعُهُ مِنْ حَيْثُ أَخَذْتَهُ ]

”پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور کہا جہاں سے اسے پکڑا ہے وہیں رکھ دو۔“

میں نے پھر کہا، آپ یہ مجھے عطا کر دیں آپ نے پھر وہی جواب دیا، جہاں سے پکڑی ہے وہیں رکھ دو۔ تین مرتبہ سعد رضی اللہ عنہ نے سوال کیا ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے وہی جواب دیا: اس کو وہیں رکھ دو۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾

”وہ آپ سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دیجیے انفال اللہ کے لیے ہے رسول کے لیے ہے۔“

پھر آپ ﷺ نے سعد کو کہا:

[ خُذْ سَيْفَكَ إِنَّكَ سَأَلْتَنِيهِ وَ لَيْسَ لِي وَ لَا لَكَ قَدْ جَعَلَهُ اللَّهُ لِي وَ جَعَلْتَهُ لَكَ ] ②

”تم اپنی تلوار پکڑ لو جو تو نے سے مجھ مانگی تھی۔ اس وقت یہ نہ تیری تھی نہ

میری، اب اللہ نے میرے لیے مقرر کر دی ہے اور میں تجھے عطا کرتا ہوں۔“

فائدہ= جب تک آسمان سے وحی نازل نہیں ہوئی آپ ﷺ نے سعد کو تلوار نہیں

دی۔ جب اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کا فیصلہ نازل کیا تب آپ ﷺ نے اسے تلوار عطا کی۔ حالانکہ اس سے پہلے سعد رضی اللہ عنہ بہت زیادہ اصرار بھی کر رہے تھے۔

اللہ کی قسم! تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا:

[ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا قَالَا إِنَّ رَجُلًا مِنَ

الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْشَدَكَ اللَّهُ

إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ وَ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ

فَأَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَ أذُنٌ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [ قُلْ ]

قَالَ : إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَضِي بِأَمْرَائِهِ وَ إِنِّي أُخْبِرْتُ إِنَّ عَلَى

② صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب الانفال، حدیث: ۱۷۴۸

ابْنِي الرَّجْمِ فَاتَّقِدْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي  
 إِنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَآنَ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا  
 الرَّجْمِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لِأَفْضَيْنَ  
 بَيْنَكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ ] الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ رَذٌّ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَ  
 تَغْرِيْبُ عَامٍ وَاعْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا [  
 قَالَ فَعَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَجِمَتْ ] ①

”ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول  
 اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کو  
 اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میرا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کیجئے۔“ مقدمے کا دوسرا  
 فریق زیادہ سمجھ دار تھا اس نے عرض کیا: ”ہاں رسول اللہ ﷺ! ہمارے درمیان  
 کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ فرمائیے، لیکن مجھے بات کرنے کی اجازت دی  
 جائے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا بات کر۔“ اس نے عرض کیا: ”میرا بیٹا  
 اس کے گھر نوکر تھا، اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا  
 تیرے بیٹے کے لئے رجم کی سزا ہے۔ میں نے اس کے بدلے سو بکریاں  
 صدقہ کیں اور ایک لونڈی آزاد کی۔ پھر میں نے علماء سے پوچھا، تو انہوں نے  
 کہا تیرے بیٹے کے لئے سو کوڑوں کی سزا اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور  
 فریق ثانی کی بیوی کے لئے سنگساری کی سزا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے  
 فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہارے  
 درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔“ فریق اول کو حکم دیا کہ ”اپنی  
 بکریاں اور لونڈی واپس لے لو تمہارے بیٹے کے لئے سو کوڑے ہیں اور ایک  
 سال کی جلاوطنی کی سزا ہے۔“ پھر ایک صحابی انیس کو حکم دیا کہ ”تم کل اس

عورت سے جا کر پوچھو، اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے سنگسار کر دو۔“ حضرت انیس رضی اللہ عنہما اگلے روز گئے۔ عورت نے زنا کا اقرار کر لیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ سنگسار کر دی گئی۔“

فائدہ= فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ] ان الفاظ پر غور کرو۔

جب آیت نازل ہوئی تو کہا تیرا حج صحیح ہے:

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں حج میں مزدوری کرتا تھا، کچھ لوگوں نے مجھے کہا تیرا حج نہیں۔ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ملا تو میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن، میں حج میں مزدوری کرتا ہوں لوگوں نے مجھے کہا ہے تیرا حج نہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کیا تو نے احرام نہیں باندھا، تلبیہ نہیں کہا؟ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا عرفات سے افاضہ نہیں کیا، جمروں کو نکلریاں نہیں ماریں؟ میں نے کہا یہ سب کام کیے ہیں تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اسی طرح کا سوال ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا:

[فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ﴾] [البقرة: ۱۹۸]

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی، تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور یہ آیت اسے پڑھ کر سنائی پھر کہا: [وَ

لَكَ حَجٌّ] ”تیرا حج صحیح ہے۔“<sup>①</sup>

اپنے گھر میں ہی عدت پوری کر:

[عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ الْفَرِيعَةَ بِنْتُ مَالِكِ

بُن سِنَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجَعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أُعْبِدٍ لَهُ أَبْقَوْا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِطَرْفِ الْقُدُومِ لِحَقَّهُمْ لِحَقَّهُمْ فَقَتَلُوهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ أُرْجَعَ إِلَى أَهْلِي فَإِنِّي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنِ يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ قَالَتْ فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِي أَوْ أَمْرِي فِدَعَيْتُ لَهُ فَقَالَ كَيْفَ قُلْتَ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي قَالَتْ فَقَالَ امْكُئِي فِي بَيْتِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ فَأَعْتَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَتْبَعَهُ وَقَضَى بِهِ [ 1 ]

”زینب بنت کعب بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن فریجہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور پوچھا: ”کیا وہ بنی خدرہ میں اپنے گھر جاسکتی ہیں؟ کیونکہ میرے خاوند کے چند غلام بھاگ گئے تھے وہ انہیں ڈھونڈنے نکلے جب طرف قدم (ایک مقام ہے مدینہ سے سات میل پر) پہنچے تو وہاں غلاموں کو پایا اور غلاموں نے میرے خاوند کو مار ڈالا چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کیا میں اپنے گھر واپس چلی جاؤں کیونکہ میرا خاوند میرے لئے کوئی مکان یا خرچ وغیرہ چھوڑ کر نہیں مرا؟“ فریجہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چلی جاؤ۔“

فریعیہ رضی اللہ عنہما کہتی ہیں: میں وہاں سے نکلی ابھی مسجد یا حجرہ میں ہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا یا کسی کو بلانے کا حکم دیا اور مجھے بلایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم نے کیا کہا تھا؟“ میں نے ساری بات دوبارہ بیان کی جو میں نے اپنے شوہر کے متعلق کہی تھی۔ حضرت فریعیہ رضی اللہ عنہما کہتی ہیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے گھر میں ٹھہری رہو حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے۔“ چنانچہ میں نے اس گھر میں چار ماہ دس دن پورے کئے۔ حضرت فریعیہ رضی اللہ عنہما کہتی ہیں جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے میرے پاس پیغام بھیجا اور مسئلہ دریافت کیا تو میں نے انہی یہی بتایا اور انہوں نے اس کے مطابق فیصلہ کیا۔“

فائدہ= فریعیہ بنت مالک نے اپنی مجبوری بھی بیان کہ اکیلی ہوں، مکان بھی شوہر کی ملکیت نہیں، خرچ بھی پاس نہیں اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت نہیں دی۔

زید بن محمد رضی اللہ عنہما سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں زید بن حارثہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ہم انہیں زید بن محمد سے پکارتے تھے۔ حتیٰ کہ قرآن نازل ہوا: ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ اقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت زیادہ انصاف ہے۔<sup>①</sup>

فائدہ= نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو اپنا متبنی بنایا ہوا تھا اور یہ دور جاہلیت میں جائز تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرضی سے اس رسم کو نہیں بدلا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا۔

جب قرآن اترتا ب طلاق کا مسئلہ بتایا:

دور جاہلیت میں عرب میں ایک دستور یہ تھا کہ مرد کو لا تعداد طلاقیں دینے کا حق حاصل تھا۔ اگر مرد چاہتا اپنی بیوی کو تنگ اور پریشان کرتا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ طلاق دی

① صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب ادعوہم لآبائہم، حدیث: ۴۷۸۲

اور عدت کے اندر رجوع کر لیا پھر طلاق دی پھر رجوع کر لیا اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہتا۔ نہ وہ عورت کو اچھی طرح اپنے پاس رکھتا اور نہ اسے آزاد کرتا کہ وہ کسی دوسرے سے نکاح کر سکے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرد اپنی عورت کو جتنی بھی طلاقیں دینا چاہتا۔ دیے جاتا اور عدت کے اندر رجوع کر لیتا۔ اگرچہ وہ مرد سو بار یا اس سے زیادہ طلاقیں دیتا جائے۔ یہاں تک ایک انصاری مرد نے اپنی بیوی سے کہا۔ اللہ کی قسم میں نہ تجھے طلاق دوں گا کہ تو مجھ سے جدا ہو سکے اور نہ ہی تجھے بساؤں گا۔ اس عورت نے پوچھا وہ کیسے؟ وہ کہنے لگا میں تجھے طلاق دوں گا اور جب تیری عدت گزرنے کے قریب ہوگی تو رجوع کر لوں گا یہ جواب سن کر وہ عورت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور اپنا یہ دکھڑا سنا لیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں تا آنکہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ ماجرا سنا لیا تو آپ بھی خاموش رہے۔

[حَتَّىٰ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّىٰ نَزَلَ

الْقُرْآنَ، ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ﴾] ①

**فائدہ** = قرآن نے بتایا کہ رجعی طلاقیں دو مرتبہ ہیں بار بار طلاق اور بار بار رجوع صرف دو مرتبہ تک ہے اس کے بعد طلاق بائنہ ہوگی عورت مرد کے پاس واپس نہیں آ سکتی سوائے ایک اتفاقی صورت کے کہ کسی اور مرد سے اس کا نکاح ہو اور وہاں بھی اس کا معاملہ نہ چل سکا اس نے طلاق دے دی یا وہ فوت ہو گیا تو عدت کے بعد پہلے شوہر کی طرف نئے نکاح سے آ سکتی ہے۔ جب تک طلاق کے متعلق آسمان سے وحی نازل نہیں ہوئی آپ نے اس پریشان الحال عورت کو کوئی جواب نہیں دیا۔ اپنی طرف سے کوئی قانون نہیں بتایا۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول تھے۔ وحی الہی کے بغیر نہیں بولتے تھے۔

خولہ جھگڑتی رہی پیغمبر ﷺ وحی کے نزول تک خاموش رہے:

جاہلیت میں دستور ہوتا تھا کہ جب میاں بیوی میں لڑائی ہو جاتی تو خاوند غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو یوں کہہ دیتا [أَنْتِ عَلَيَّ كَظْهَرِ أُمِّي] یعنی تو مجھ پر میری ماں کی

پیٹھ کی طرح ہے۔ تو اسے دائمی طلاق سمجھا جاتا تھا یہ صرف معمولی طلاق ہی نہ تھی بلکہ شدید قسم کی طلاق سمجھی جاتی تھی۔ جس کے بعد ان دونوں میاں بیوی کے مل بیٹھنے کی کوئی صورت باقی نہ رہتی تھی۔

ایک انصاری اوس بن صامت اور اس کی بیوی خولہ بنت ثعلبہ میں لڑائی جھگڑا ہوا تو اوس بن صامت نے غصہ میں آ کر یہی الفاظ کہہ دیئے جس کا فریقین میں معروف مفہوم ابدی طلاق تھا بعد میں زوجین کو شدید ندامت ہوئی اور چونکہ اولاد بھی تھی۔ لہذا اولاد کے مستقبل نے کئی خطرات سامنے لا کھڑے کیے۔ خولہ بنت ثعلبہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہوئی اور اس کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تو اس پر حرام ہو گئی ہے چونکہ ابھی ظہار کا کوئی واضح حکم نازل نہیں ہوا تھا اس پر خولہ کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میرے خاوند نے طلاق کا لفظ تو نہیں بولا تھا۔ میں نے تو جوانی اس کے پاس گزار دی اب بڑھا پا کس کے پاس گزاروں گی۔ نیز میری اولاد بھی ہے اگر میں اس سے دستبردار ہو جاؤں تو اولاد بے توجہی کا شکار ہو جائے گی اور اگر اپنے پاس رکھوں تو اخراجات کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ وہ ساتھ ہی ساتھ روتی بھی جاتی تھی اور کہتی جاتی کہ مجھے کوئی بہتر صورت بتائیے اور یہ بھی کہ اللہ میرے حق میں بہتر فیصلہ نازل فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی فریاد سن لی اور سورت مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل فرما دیں یہ اسی خستہ حالی میں واپس جا رہی تھی کہ آپ ﷺ نے اسے واپس بلا کر یہ آیتیں سنا دیں۔ جن میں صرف اسی مسئلے کا حل موجود نہ تھا، بلکہ اللہ نے اس عورت کی وجہ سے آئندہ کے لیے اس بد رسم کو مٹا کر تمام بنی نوع انسان پر رحمت فرما دی۔ چنانچہ اللہ نے صحابہ کرام کے دل میں اس عورت کی بہت قدر و منزلت پیدا فرما دی۔ ایک دفعہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں کہیں جا رہے تھے کہ خولہ مذکورہ نے راستہ ہی میں آپ کو بلایا اور کچھ بات کہنے لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے غور سے بات سننے لگے کسی نے پوچھا کیا بات ہے کہ آپ بڑی توجہ سے بات سن رہے ہیں اور اسے اتنی اہمیت دے رہے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یہ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وہ عورت ہے جس کی بات اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سن لی تھی۔ عمر کی کیا مجال کہ زمین پر اس کی بات توجہ سے نہ سنے۔

خولہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ یہ تھے:

[ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَشْكُوا إِلَيْهِ وَرَسُولُ اللَّهِ يُجَادِلُنِي فِيهِ  
وَيَقُولُ اتَّقِي اللَّهَ فَإِنَّهُ ابْنُ عَمِّكَ فَمَا بَرَحْتُ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ]

”میں آپ سے شکایت کر رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ مجھ سے جھگڑا کر رہے تھے آپ کہہ رہے، اللہ سے ڈر۔ خولہ کہتی ہیں میں مسلسل شکایت کرتی رہی حتیٰ کہ قرآن نازل ہوا۔“<sup>①</sup>

فائدہ= آپ ﷺ خولہ کو کوئی نئی بات نہیں بتا رہے تھے حالانکہ وہ بڑی پریشان تھی۔ اپنی بے بسی بیان کر رہی تھی پیغمبر سے جھگڑ رہی تھی لیکن جب تک وحی نازل نہیں ہوئی آپ ﷺ نے خولہ کو فیصلہ نہیں سنایا جب وحی نازل ہوئی تو اسے ظہار کا مکمل مسئلہ بتایا۔

اے ہلال! کوڑے کھاؤ یا گواہ لاؤ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہلال بن امیہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی بیوی کو (خولہ بنت عاصم) کو شریک بن سحما سے متہم کیا۔ آپ ﷺ نے ہلال سے فرمایا کہ چار گواہ لاؤ ورنہ حد قذف پڑے گی اپنی کمر کو کوڑوں کے لیے تیار کر لو۔ ہلال نے جواب دیا یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو بدکاری کرتے دیکھے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈتا پھرے؟ (یہ بہت مشکل ہے) لیکن آپ یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ حد پڑے گی۔ ہلال بن امیہ کہنے لگے، اس پروردگار کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے متعلق ضرور ایسا حکم نازل کرے گا جس سے میری پشت کو سزا سے بچالیں گے۔ اس کے بعد جبرائیل اترے اور ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ﴾ سے لے کر ﴿مِنْ﴾

الصَّادِقِينَ ﴿ (سورۃ نور: ۶) تک آیات نازل ہوئیں جب تک یہ آیات نازل نہیں ہوئی تھیں تب تک آپ ہلال کو تہمت کی سزا کے لیے تیار رہنے کا حکم دیتے رہے۔

بعد ازاں آپ ﷺ نے ہلال کی بیوی کو بلایا۔ پہلے ہلال نے لعان کی گواہیاں دیں۔ جب کہ آپ ﷺ ساتھ ساتھ فرما رہے تھے۔ دیکھو تم میں ایک ضرور جھوٹا ہے اور جو جھوٹا ہے وہ توبہ کرتا ہے یا نہیں۔ ہلال کے بعد اس کی بیوی کھڑی ہوئی اس نے چار گواہیاں دیں جب پانچویں دینے لگی تو لوگوں نے اسے سمجھایا کہ پانچویں گواہی تمہیں عذاب میں مبتلا کر دگی۔ یہ بات سن کر وہ ذرا جھجکی اور رکی۔

صحابہ فرماتے ہیں: ہم سمجھے کہ وہ اقرار کر لے گی مگر وہ کہنے لگی میں تمام عمر کے لیے اپنی قوم کو رسوا نہیں کر سکتی اور پانچویں گواہی بھی دے دی آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھتے رہو اگر اس کا بچہ کالی آنکھوں موٹی سرین اور موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو وہ شریک بن سماء کا نطفہ ہوگا۔ کیونکہ شریک بن سماء اس طرح کا تھا تو اس عورت کا بچہ اسی صورت کا پیدا ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ کا حکم (لعان) نہ نازل ہوتا تو میں اس عورت کو ٹھیک سزا دیتا۔<sup>①</sup>

**فائدہ** = رسول اللہ ﷺ ہلال کو یہی کہتے رہے کہ تیری پشت پر تہمت کی وجہ سے اسی کوڑے لگیں گے، کیونکہ تہمت کی یہی سزا تھی اور لعان کے متعلق ابھی کوئی حکم نہیں اترا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ جب اللہ تعالیٰ نے لعان کی آیتیں اتاریں تب ہلال تہمت کی سزا سے بری ہوئے۔

اور دیکھو غور کرو! رسول اللہ ﷺ کو پتہ بھی چل گیا کہ یہ عورت بدکار ہے اس کا بچہ زانی کے ساتھ ملتا ہے اس کے باوجود آپ ﷺ نے اسے سنگسار نہیں کیا کیونکہ اللہ کے قرآن نے لعان والی عورت کے متعلق سنگسار کا حکم نہیں دیا۔ صرف لعان کو کافی سمجھا ہے اور معاملہ اللہ کے سپرد کیا ہے: اور آپ ﷺ یہ کہتے رہے:

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۷۴۷

[لَوْ لَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِيْ وَ لَهَا شَأْنًا]

سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ کتنے پابند تھے وحی کے۔ اپنی طرف سے کوئی حد نہ لگاتے تھے نہ کسی حد کو مالتے تھے۔

قرآن اترنے سے پہلے سوال کو ہی ناپسند سمجھا:

سہل بن سعد راوی ہیں کہ عویر، عاصم بن عدی کے پاس آئے جو عویر بنی عجلان کے سردار تھے۔ ان سے پوچھا، اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی شخص کے ساتھ دیکھے تو اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اگر وہ اسے مار ڈالے تو تم لوگ بھی اس کو (قصاص) میں مار ڈالو گے پھر وہ کیا کرے۔ عاصم رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ ﷺ نے اس قسم کے سوالات کو برا سمجھا (خاموش رہے) عاصم واپس آگئے پھر جب عویر نے مسئلہ پوچھا تو کہنے لگے میں تو ایسا مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے کبھی نہ پوچھوں گا۔ آخر عویر خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی شخص کے ساتھ دیکھے تو وہ اسے مار ڈالے تو کیا آپ ﷺ (بدلے میں) اس کو مار ڈالیں گے۔ پھر آخر کیا کرے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں کو لعان کا حکم دیا جیسا کہ قرآن میں حکم تھا۔ عویر نے اپنی بیوی سے لعان کرنے کے بعد فرمایا۔ یا رسول اللہ! اگر اس عورت کو رکھوں تو میں ظالم ہوں۔ چنانچہ عویر نے بیوی کو طلاق دے دی اور بعد میں لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ جاری ہو گیا۔ لعان کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا دیکھتے رہو اس کا بچہ سانولہ کالی آنکھوں والا اور بڑے سرین اور موٹی پنڈلیوں والا ہوا تو میں سمجھوں گا عویر نے اپنی بیوی کے بارے میں سچ کہا۔ اور اگر بچہ گرگٹ کی طرح سرخ رنگ کا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ عویر نے اپنی بیوی پر ہمت لگائی پھر جب بچہ پیدا ہوا تو رسول اللہ کی بتائی ہوئی علامات کے کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مطابق عومیر سچا نکلا چنانچہ اس بچے کا نسب اس کی ماں سے ملایا گیا۔<sup>①</sup> یہ لعان مسجد میں ہوا اور سہل بن سعد کہتے ہیں، میں وہاں موجود تھا۔<sup>②</sup>

فائدہ= آپ ﷺ نے عاصم کو کوئی جواب نہ دیا بلکہ آپ ﷺ نے اس سوال کو ہی برا سمجھا جب لعان کے متعلق وحی نازل ہوئی تب آپ ﷺ نے عومیر کو لعان کا مسئلہ بتایا اور لعان کروایا۔

www.KitaboSunnat.com

جب قرآن اترتا تب کہا: اے مرشد زانیہ سے نکاح نہ کر:

عمرو بن شعیب کے دادا نے کہا کہ مرشد رضی اللہ عنہ بن ابی مرشد قیدیوں کو مکے سے مدینے لے جایا کرتے تھے مکہ میں ایک فاحشہ عورت تھی جس کا نام عناق تھا۔ اور وہ مرشد کی (اسلام لانے سے پہلے) دوست تھی مرشد رضی اللہ عنہ نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ اسے مدینہ لے جائے گا، مرشد کہتے ہیں کہ میں چاندنی راتوں میں دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتے چھتے چھپاتے مکہ آیا۔ عناق آئی اس نے میرے سائے کو دیوار کے ساتھ سرکتے دیکھا۔ جب میرے قریب آئی تو کہنے لگی۔ مرشد ہے؟ میں نے کہا ہاں مرشد ہوں، اس نے کہا: خوش آمدید آؤ میرے ہاں یہ رات گزارو۔ میں نے کہا: عناق! اللہ نے زنا حرام کر دیا ہے۔ اس نے آواز لگائی خیمہ والوں یہ وہ شخص ہے جو تمہارے قیدی اٹھا کر لے جاتا ہے۔ چنانچہ آٹھ آدمی میرے پیچھے لگ گئے۔ میں خندمہ کی راہ میں چلنے لگا اور ایک غار میں جا گھسا وہ آئے اور میرے سر پر کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے پیشاب کر دیا جو میرے سر پر پڑا۔ تاہم اللہ نے انھیں مجھے دیکھنے سے اندھا کر دیا۔ پھر وہ چلے گئے اور میں مکہ اپنے رفیق کے پاس آیا وہ ایک بھاری بھر کم آدمی تھا میں نے اسے اٹھا لیا میں اسے اٹھا کر (اخر) مقام تک پہنچا پھر میں نے اس کی مشکیں کھول دیں اور اسے اپنی پشت پر لاد لیا وہ مجھے تھکا تھکا دیتا تھا۔ حتیٰ کہ میں مدینہ پہنچ گیا اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر

② صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب انقضاء واللعان فی المسجد

سارا واقعہ سنایا پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میں عناق سے نکاح کر لوں آپ ﷺ چپ رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور: ۲۴/۳)

”زانی مرد صرف زانیہ سے یا مشرکہ عورت سے نکاح کرتا ہے، اور زانیہ عورت صرف زانی مرد یا مشرک مرد سے ہی نکاح کرتی ہے۔ اور مومنوں پر یہ حرام ہے۔“  
تب آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اس عورت سے نکاح نہ کر۔<sup>①</sup>

ہجرت کے لیے وحی کا انتظار:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایسی بستی کی طرف حکم دیا گیا جو سب بستیوں پر غالب آجائے گی لوگ اسے یرث کہتے ہیں اور یہ مدینہ ہے لوگوں کو نکال دے گی جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو اتار دیتی ہے۔<sup>②</sup>

نبی ﷺ نے ہجرت سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا آپ ابھی ہجرت نہ کریں ہو سکتا ہے اللہ مجھے بھی ہجرت کا حکم دے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے صدیق کے ساتھ ہجرت کرنے کا حکم دیا اور مدینہ کی طرف کا بھی حکم اللہ نے ہی آپ کو دیا۔ یعنی آپ ﷺ ہجرت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی وحی کے منتظر تھے۔

اللہ کی مرضی سے قتال:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
[أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.....]

① ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة النور، ۳۱۷۷

② صحیح البخاری، کتاب الحج، باب فضل المدینہ، حدیث: ۱۸۷۱  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتیٰ کہ وہ لالہ الا اللہ کی گواہی دیں اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں جب وہ ایسا کریں گے مجھ سے اپنے خون اور مال بچالیں گے مگر اسلام کے حق سے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔<sup>①</sup>

**فائدہ=** نبی ﷺ اس حدیث میں فرمایا ہے: [أُمِرْتُ] مجھے حکم دیا گیا ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں، نبی ﷺ کو حکم دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔

[لِأَنَّهُ لَا أَمْرَ لِرَسُولِ اللَّهِ إِلَّا اللَّهُ]

**مجھے حکم دیا گیا ہے میں سات اعضاء پر سجدہ کروں:**

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا:

[أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمٍ]

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں، پیشانی اور ناک پر، دو ہاتھوں، دو

گھٹنوں اور قدموں کے اطراف پر۔<sup>②</sup>

**فائدہ=** ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں، نبی ﷺ کو حکم دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ [لِأَنَّهُ لَا أَمْرَ لِرَسُولِ اللَّهِ إِلَّا اللَّهُ]

**مجھے وضوء کا حکم نماز کے لیے دیا گیا ہے:**

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی ﷺ بیت الخلاء سے نکلے تو آپ ﷺ کے پاس کھانا

پیش کیا گیا۔ صحابہ نے کہا: ہم آپ کے وضوء کے لیے پانی لاتے ہیں تاکہ آپ ﷺ وضوء

کریں آپ ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ]

① صحیح البخاری، کتاب الإیمان، حدیث: ۲۵

② صحیح البخاری، کتاب الأذان باب سجود الأنف: ۸۱۲

”مجھے وضوء کا حکم اس وقت دیا گیا ہے جب میں نماز کی طرف کھڑا ہوں۔“<sup>①</sup>  
 اللہ کے حکم کے مطابق مال کی تقسیم:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 [ مَا أُعْطِيكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ ]  
 ”نہ میں تمہیں دیتا ہوں نہ روکتا ہوں میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں۔  
 وہاں تقسیم کرتا ہوں جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔“<sup>②</sup>  
 لہسن کو اللہ نے حلال کیا ہے میں اسے حرام نہیں کر سکتا:

ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خیبر کی فتح کے وقت صحابہ بھوکے تھے اس لیے انہوں نے لہسن پیٹ بھر کر کھالیا پھر ہم مسجد میں گئے آپ کو اس کی بو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس جس نے یہ خبیث پودا کھایا ہے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

اس سے لوگوں نے کہا [حُرِّمَتْ حُرِّمَتْ] کہ لہسن حرام ہو چکا ہے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِئِ تَحْرِيمٍ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لِي وَلَكِنَّهَا شَجَرَةٌ  
 أَكْرَهُ رِيحَهَا ]

”اے لوگو! جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حلال بنا دیا ہے میں اسے حرام کیسے کر سکتا ہوں اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسا پودا ہے جس کی بو مجھے ناپسند لگتی ہے۔“<sup>③</sup>

**فائدہ=** حلال و حرام کا مسئلہ بڑا سنگین مسئلہ ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کو حلال حرام کا

① ترمذی، کتاب الأطعمہ، باب فی ترک الوضوء قبل الطعام، حدیث: ۱۸۴۷

② صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، حدیث: (۳۱۱۷)

③ کتاب السنن، کتاب المساجد، باب من لیس فیہ من لیس فیہ، واکل ثودو، قسم ہی، سب سے بڑا مفت مرکز

اختیار نہیں اسی لیے آپ نے اس موقع پر لوگوں کو متنبہ کر دیا کہ جس چیز کو اللہ نے حلال کیا ہے میں اسے حرام نہیں کر سکتا۔

وحی آئی تو کہا اجازت مل گئی ہے:

[عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْتُ سَوْدَةَ بَعْدَ مَا ضَرَبَ الْحِجَابَ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً جَمِيمَةً لَا تَخْفَى عَلَيَّ مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَاَنْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَاَنْكَافَأْتُ رَاَجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَى وَفِي يَدِهِ عَرَقٌ فَدَخَلْتُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرَقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجِي لِحَاجَتِكُنَّ ]

”ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پردے کا حکم اترنے کے بعد ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا (چادر وغیرہ اوڑھ کر) حاجت کے لیے باہر نکلیں، وہ بھاری جسامت کی عورت تھی، جو کوئی انھیں پہلے سے پہچانتا ہوتا وہ اب بھی پہچان لیتا تھا۔ خیر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! (رضی اللہ عنہا) واللہ تم تو اب بھی ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہو، ذرا دیکھ لو کیسی حالت میں تم باہر نکلی ہو۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ چاہتے کہ ازواج مطہرات گھر سے بالکل باہر ہی نہ نکلیں) یہ سن کر وہ لوٹ آئیں اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں رات کا کھانا کھا رہے تھے اور ہاتھ میں ہڈی تھی۔ پس وہ اندر آئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ ﷺ میں ضرورت سے باہر نکلی تھی لیکن عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایسی ایسی گفتگو کی (ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کہتی ہیں کہ اسی وقت وحی آنا شروع ہوئی، پھر وحی کی حالت

موقوف ہوگئی اور ہڈی آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہی تھی آپ ﷺ نے اس کو ہاتھ سے رکھا نہیں تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم (عورتوں) کو ضرورت سے (کام کاج کے لیے) باہر نکلنے کی اجازت دی گئی ہے۔“

**فائدہ=** آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہما کے کہنے سے عورتوں کو باہر نکلنے سے منع نہیں کیا یہاں تک آپ پر وحی نازل ہوئی، آپ نے وحی کے مطابق حکم دیا اور عورتوں کو باہر نکلنے کی ہی اجازت دی۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ منع کرتے ہیں:

انس بن مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے آکر کہا گدھے پکا کر کھائے جا رہے ہیں آپ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے وہ دوبارہ پھر آیا آپ ﷺ پھر خاموش رہے وہ تیسری مرتبہ آیا اس نے کہا گدھے ختم ہو گئے ہیں آپ ﷺ نے ایک منادی کو حکم دیا کہ ندا لگاؤ۔

[ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهٰيٰنٰكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمْرِ الْاَهْلِيَّةِ ] ①

”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔“

اسی وقت ہنڈیاں ٹاڈیں گئیں۔

**فائدہ=** آپ ﷺ نے دو مرتبہ جواب نہ دیا کیونکہ گھریلو گدھوں کے متعلق ابھی کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اور آپ ﷺ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے تھے۔ اسی لیے آپ منادی کو حکم دیا کہ آواز یہ لگاؤ اللہ اور اس کے رسول یہ حکم دیتے ہیں یعنی آپ ﷺ نے یہ حکم اللہ کے حکم سے دیا۔

حج صرف ایک مرتبہ فرض ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خيبر: ٤١٩٩

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا پس تم حج کرو ایک آدمی نے کہا:

[ اَكُلُ عَامًا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ]

”اے اللہ کے رسول کیا ہر سال حج کریں؟“

آپ خاموش ہو گئے، اس نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا لیکن آپ ﷺ خاموش رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کہہ دیتا جی ہاں تو تم پر واجب ہو جانا تھا اور تم سے اس کی طاقت نہیں ہوتی تھی۔ پھر آپ نے کہا جن کاموں میں تم کو رخصت دیتا ہوں تم اس کو قبول کرو تم سے پہلے لوگ کثرت سوال اور انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تم جتنی طاقت رکھتے ہو اس پر عمل کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روکو تو تم بھی اس کو چھوڑ دو۔<sup>①</sup>

فائدہ = اس شخص نے تین مرتبہ سوال دہرایا۔ آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا کیونکہ اس کے متعلق آپ ﷺ کو وحی نہیں آئی تھی جب وحی آئی تو آپ نے جواب دیا۔

مغیث رضی اللہ عنہ، بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے رو رہے تھے:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ کا شوہر غلام تھا جس کا نام مغیث تھا (اس کی حالت یہ تھی) گویا کہ میں اب اسے دیکھ رہا ہوں وہ (بیچارہ) اس کے پیچھے روتا پھر رہا ہے اور اس کے آنسو داڑھی پر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں تو رسول اللہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! کیا آپ کو مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے عداوت پر تعجب نہیں آتا؟ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: [لَوْ رَأَيْتَنِي] اے بریرہ! تو اس کے پاس چلی جا (تو اچھا ہے) اس نے کہا [يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَأْمُرُنِي] یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے یہ حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) میں تو صرف سفارش کرتا ہوں۔ تو اس پر (بریرہ) نے جواب دیا: [فَلَا سَاحَاجَةَ لِيْ فِيْهِ] پھر مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔<sup>②</sup>

① صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، حدیث: ۱۳۳۷

② صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب شفاعة النبی ﷺ فی زوج بریرة: ۵۲۸۳

**فائدہ** = شریعت میں مسئلہ یہ ہے کہ عورت اگر آزاد ہو اور اس کا شوہر غلام ہو تو اسے اختیار ہے اگر مرد کے پاس رہنا چاہتی ہے اگر غلام مرد سے آزاد ہونا چاہتی ہے تو آزاد ہو جائے نبی ﷺ نے بریرہ سے اس کا شرعی حق سلب نہیں کیا صرف مشورہ دیا ہے سختی نہیں کی زبردستی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے ناراض نہیں ہوئے:

جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جبرائیل کچھ عرصہ نبی ﷺ کے پاس تشریف نہ لائے تو قریش کی ایک عورت نے کہا تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ﴾

”آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ناراض ہوا ہے۔“<sup>①</sup>

وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ فوت ہوئے تو ام ایمن نے رونا شروع کر دیا۔ اسے کہا گیا کہ تو کیوں روتی ہے اس نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتی ہوں کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں:

[وَلَكِنْ إِنَّمَا أُبْكِي عَلَى الْوَحْيِ الَّذِي انْقَطَعَ عَنَّا مِنَ السَّمَاءِ]

”لیکن میں تو اس لیے رورہی ہوں کہ آسمان سے وحی منقطع ہو گئی ہے۔“<sup>②</sup>



① صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب ترك القيام للمريض، حدیث: ۱۱۲۵

② مسند احمد: ۱۳۱۷۹ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## باب نمبر 2

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیث کے بغیر عمل نہیں کیا (تحقیق کے بغیر عمل نہ کرنا)

اہل حدیث کا منہج یہ ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرے اگر کسی مسئلے میں حدیث یا حدیث کا علم نہیں تو اس کے متعلق علم حاصل کرے پھر عمل کرے، یاد رکھنا پیش آمدہ مسئلے کے متعلق آیت یا حدیث تلاش کرنی ہے کسی کی بات اور عمل نہیں دیکھنا۔

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے مزاج میں یہ تبدیلی اور انقلاب پیدا کر دیا تھا کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنی مرضی، اپنے دل کی خواہش کو اختیار نہیں کرنا بلکہ اسلام پر عمل کرنا ہے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس مسئلہ کا علم ہوتا اسی کے مطابق عمل کرتے اور جس کا علم نہ ہوتا اس کے لیے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے پھر عمل کرتے، مسئلہ کی تحقیق کیے بغیر عمل نہیں کرتے تھے اور مسئلے کی تحقیق کے لیے ان کے پاس معیار اللہ کے قرآن کی آیت اور رسول اللہ کی حدیث ہوتی تھی۔ ذیل میں اس کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

طاعون زدہ علاقے میں جانے کے لیے حدیث نبوی کی تلاش:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہما شام جا رہے تھے (آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار بھی تھے) جب آپ رضی اللہ عنہما مقام سرغ میں پہنچ گئے تو انھیں لشکروں کے امراء حضرت ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ آ کر ملے انھوں نے کہا امیر المؤمنین شام میں تو بواء (عمواس کی طاعون) پھیل چکی ہے (آپ شام نہ جائیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میرے پاس مہاجرین اولین کو لے کر آؤ، وہ لائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہما نے ان سے مشورہ لیا کہ شام میں بواء پھیل چکی ہے (ہمیں وہاں جانا چاہیے یا نہیں؟) بعض مہاجرین نے کہا کہ ہم کو چلے جانا چاہیے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہما ایک عظیم مقصد کے تحت نکلے ہیں اس لیے ہمیں آپ کی

واپسی اچھی نہیں لگتی لیکن اس کے برعکس بعض نے کہا امیر المومنین آپ کے ساتھ عظیم لوگوں میں باقی ماندہ لوگ اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ ہیں آپ کا ان عظیم لوگوں کو وباء کے علاقے میں لے جانا اچھا نہیں لگتا۔

(جب کسی نے بھی اس سلسلے میں حدیث نبوی نہ سنائی تو) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم چلے جاؤ، وہ چلے گئے تو فرمایا میرے پاس انصار کو لے آؤ، میں انھیں بلا کر لایا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بھی مشورہ لیا انھوں نے بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کیا تو انھیں بھی واپس لے جانے کا کہا پھر فرمایا: میرے پاس قریش کے ان بزرگوں کو لاؤ جو ہمارے ساتھ آئے ہوئے ہیں جنھوں نے فتح مکہ (کے سال) ہجرت کی تھی جب وہ آئے تو انھوں نے متفقہ طور پر کہا کہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور انھیں وباء میں نہ جھونکیں۔

تب عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ کل میں واپس چلا جاؤں گا لہذا صبح کو واپسی کی تیاری کرو۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا امیر المومنین! کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! یہ بات کوئی اور شخص کہتا لیکن آپ سے ایسی بات کی توقع نہیں تھی۔ سنو: [يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعْمَ نَفَرٌ مِّنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ]

”ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ کر جا رہے ہیں۔“ یہ بتاؤ! کہ اگر آپ کے اونٹ ہوں انھیں آپ چرانے کے لیے کسی ایسی وادی میں لے کر جائیں جس کا ایک حصہ بنجر اور دوسرا سرسبز ہو اگر آپ انھیں سرسبز حصے میں چرائیں گے تو یہ اللہ کی تقدیر سے ہوگا اگر انھیں بنجر زمین میں چرائیں گے تو یہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہوگا۔

اتنے میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تشریف لائے جو اپنے کسی کام سے گئے ہوئے تھے تو انھوں نے فرمایا اس معاملے کے حل کے لیے میرے پاس رسول کریم ﷺ کا فرمان موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

[ إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَ أَنْتُمْ

بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِّنْهُ [

”جب تم کسی علاقے میں وبا کا سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی علاقے میں وباء

پھیل جائے اور تم اس علاقے میں موجود ہو تو پھر اس سے بھاگ کر نہ نکل جاؤ۔“

[ فَحَمِدَ اللَّهُ عَمْرُثُمَّ انْصَرَفَ ]

”عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی تو اللہ کی حمد کی اور واپس تشریف لے آئے۔“<sup>①</sup>

فائدہ= حدیث رسول سن کر کتنے زیادہ خوش ہوئے ایک مسلمان کی یہی شان ہونی چاہیے۔

سب سے زیادہ سخت مسئلہ:

علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ آئے انھوں نے کہا

ہم میں سے ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی اور اس کا حق مہر مقرر نہیں کیا اور نہ

اس سے جماع کیا ہے اور وہ آدمی فوت ہو گیا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

[ مَا سَأَلْتُ مِنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ هَذِهِ

فَأَتُوا غَيْرِي ]

”جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں مجھ سے اس سے زیادہ سخت

مسئلہ نہیں پوچھا گیا تم میرے علاوہ کسی اور سے پوچھ لو۔“

انھوں نے ایک ماہ تک اس میں اختلاف کیا بالآخر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہنے

لگے ہم اگر آپ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ نہ پوچھیں تو کس سے مسئلہ پوچھیں آپ ﷺ نبی اکرم ﷺ

کے عظیم صحابہ میں سے ہیں اور اس شہر میں ہم آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو جانتے بھی نہیں۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

[ سَأَقُولُ فِيهَا بِجَهْدِ رَأْيِي فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللَّهِ وَحَدَهُ لَا شَرِيكَ

لَهُ وَإِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ بُرَاءٌ ]

① صحیح البخاری، کتاب الطب، باب ما يذكر في الطاعون، رقم: ۵۷۲۹

”میں مکمل غور و فکر کر کے آپ کو بتاتا ہوں اگر وہ درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اگر خطا ہوئی تو میری طرف سے ہے اور شیطان کی طرف سے ہے اللہ اور اس کے رسول اس سے بری ہے۔“

میرا خیال ہے اس عورت کو دوسری عورتوں کے برابر حق مہر دیا جائے نہ زیادہ نہ کم اور اسے خاوند کی میراث سے حصہ بھی دیا جائے اور خاوند کی وفات پر چار مہینے دس دن عدت بھی گزارے۔

اشجع قبیلے کے کچھ لوگ بھی وہاں موجود تھے انھوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں آپ ﷺ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے قبیلے کی عورت کے متعلق فیصلہ کیا تھا اسے بروع بنت واشق کہا جاتا ہے۔ علقمہ کہتے ہیں:

[فَمَا رُئِيَ عَبْدُ اللَّهِ فَرِحَ فَرِحَةً يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِإِسْلَامِهِ]

”عبد اللہ بن مسعود اپنے اسلام لانے کے بعد اتنے خوش کبھی نہیں ہوئے جتنے اس وقت خوش ہوئے۔“<sup>①</sup>

فائدہ = عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اس مسئلے میں حدیث نہیں تھی تو انھوں نے ایک ماہ تک فتویٰ نہیں دیا اور جب دینے لگے تو پہلے یہ کہا اگر درست ہوا تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہوئی تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔

تم بکریاں تقسیم نہ کرو جب تک رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ پہنچ جاؤ:

[عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَصَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُصَيِّقُوهُمْ فَلِدَّغَ سَيْدٌ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ

① نسائی، کتاب النکاح، باب اباحۃ التزویج بغیر نکاح، رقم: ۳۳۵۸، ترمذی، ۱۱۴۵،

بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ آتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِعٌ وَ سَعِينَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُرْقِي وَ لَكِنِ وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعَلًا فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَاَنْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَ يَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَكَانَمَا نُشِطُ مِنْ عِقَالٍ فَاَنْطَلَقَ يَمْشِي وَ مَا بِهِ قَلْبَةٌ قَالَ فَأَوْفُوهُمْ جُعَلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ااقْسِمُوا فَقَالَ الَّذِي رَقِيَ لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِي كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَاقْدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرُوا لَهُ فَقَالَ هَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقِيَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمْ ااقْسِمُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [ 1 ]

”سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے کچھ اصحاب کسی سفر میں گئے یہاں تک کہ عرب کے قبیلوں میں سے کسی قبیلہ میں جا کر اترے اور ان سے دعوت (مہمان نوازی) طلب کی مگر انھوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا پھر اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا تو لوگوں نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا پھر کسی نے کہا کہ تم ان لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کے پاس جاؤ شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہو چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے لوگو! ہمارے سردار کو سانپ نے کاٹ

1 صحیح البخاری، کتاب الإمارة، باب ما يعطى فى الرقية، رقم: ۲۲۷۶

لیا ہے ہم نے ہر قسم کی تدبیر کی مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہے؟ تو صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی نے (خود ابوسعید رضی اللہ عنہ نے) کہا ہاں اللہ کی قسم! میں دم کرتا ہوں مگر اللہ کی قسم ہم لوگوں نے تم سے دعوت طلب کی اور تم لوگوں نے ہماری مہمان نوازی نہ کی لہذا میں تمہارے لیے دم نہ کروں گا یہاں تک کہ تم ہمارے لیے کچھ اجر ت مقرر کرو چنانچہ ان لوگوں نے کچھ بکریوں پر ان کو رضا مند کر لیا پھر ان میں سے ایک شخص (ابوسعید رضی اللہ عنہ) گئے اور ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ پڑھ کر پھونک دیا تو فوراً ہی وہ شخص تندرست ہو گیا گویا اس کے بندھن کھول دیے گئے اور وہ اٹھ کر چلنے لگا (ایسا معلوم ہوا کہ) اسے کوئی بیماری نہ تھی۔ (ابوسعید رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان کی وہ اجر ت جس پر ان کو راضی کیا تھا دے دی، پھر بعض لوگوں نے کہا کہ اس کو بانٹ لو مگر جنھوں نے دم کیا تھا انھوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو یہاں تک کہ ہم نبی ﷺ کے پاس پہنچ جائیں اور اس واقعہ کا آپ ﷺ سے ذکر کریں پھر دیکھیں کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ چنانچہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ دم ہے؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا (اب جو کچھ ملا ہے اس کو) بانٹ لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگاؤ۔ پھر نبی ﷺ مسکرائے۔“

**فائدہ=** صحابہ کرام مسافر تھے بھوکے بھی تھے کھانے کے لیے پاس کچھ بھی نہیں تھا پہلے ان سے کھانا طلب بھی کیا تھا۔ اب جب مل گیا تو کھایا نہیں جب تک رسول اللہ ﷺ سے پوچھ نہیں لیا۔

## میاں بیوی کی جدائی:

[ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةَ لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزْرِيٍّ فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا أَعْلَمُ أَنَّكَ أَرْضَعْتِنِي وَلَا أَخْبَرْتِنِي فَرَكَبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ وَ قَدْ قِيلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَ نَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ ]<sup>①</sup>

”سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ انھوں نے ابو إہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا، اس کے بعد ایک عورت نے آ کر بیان کیا کہ میں نے عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور اس لڑکی کو جس سے عقبہ نے نکاح کیا ہے، دودھ پلایا ہے (پس یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں ان میں نکاح درست نہیں) عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے (اس سے) پہلے کبھی مجھے (اس بات کی) کی اطلاع دی۔ پھر عقبہ (مکہ سے) سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ گئے اور آپ ﷺ سے (یہ مسئلہ) پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (اب) کس طرح (تم اس سے ازدواجی تعلق قائم رکھو گے؟) جب کہ یہ (بات) کہہ دی گئی ہے پس عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ (اور) اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔“

فائدہ= نبی ﷺ کے ایک ہی جملے [ كَيْفَ وَ قَدْ قِيلَ ] نے میاں بیوی میں جدائی پیدا کر دی۔ آپ ﷺ نے یہ بات اشارے میں کہی واضح الفاظ میں اسے جدائی کا حکم نہیں دیا لیکن عقبہ کا ایمان اس درجہ کا تھا کہ اشاروں پر ہی فوراً عمل کے لیے تیار ہو گئے۔ امام

① صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الرحلة الى المسألة، رقم: ۸۸۰

بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پر باب منعقد کیا ہے: [الرحلة الى المسئلة]

کیا میں اپنی مشرکہ ماں سے حسن سلوک کروں؟

عروہ فرماتے ہیں: اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میری ماں (قیلہ بنت عبد العزی) مشرکہ تھی اور وہ میرے پاس آئی وہ میرے اچھے سلوک کی طلبگار تھی میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئی اور عرض کی یا رسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہے اور وہ ہے کافرہ تو کیا میں اس سے صلہ رحمی کروں؟ (یا اسے اپنے سے دور رکھوں؟)

آپ ﷺ نے فرمایا: [صِلِيْ أُمَّكِ] "اپنی ماں سے اچھا سلوک کرو۔" ①

فائدہ = ماں مشرکہ تھی، حسن سلوک کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھنا ضروری سمجھا۔

لونڈی کا ذبیحہ کوئی نہ کھائے، جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ لوں:

[عَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرَعَى بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ جَارِيَةً لَنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَّرَتْ حَجْرًا فَذَبَحَتْهَا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَأْكُلُوا حَتَّى أَسْأَلَ النَّبِيَّ أَوْ أُرْسِلَ إِلَيَّ النَّبِيِّ مَنْ يَسْأَلُهُ وَ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ أَوْ أُرْسِلَ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا] ②

”سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس کچھ بکریاں تھیں جو سلع (نامی پہاڑ) پر چرا کرتی تھیں تو ہماری ایک لونڈی نے ہماری کسی بکری کو مرتے ہوئے دیکھا تو اس نے ایک پتھر کو توڑ کر اس بکری کو اس پتھر سے ذبح کر دیا تو سیدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو نہ کھاؤ جب تک میں نبی ﷺ سے نہ پوچھ لوں یا (یہ کہا کہ) نبی ﷺ کے پاس کوئی آدمی بھیجوں جو (اس بارے

① مسلم: کتاب الزکوٰۃ، باب فضل النفقة، رقم ۱۰۰۳

② بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا بصر الراعی، رقم: ۲۳۰۴

میں پوچھ کر آئے) چنانچہ اس نے نبی ﷺ سے اس کی بابت دریافت کیا تو آپ ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم فرما دیا۔“  
**فائدہ** = جب تک نبی ﷺ سے تسلی و تشفی نہیں کی عورت کا ذبیحہ نہیں کھایا اور جب آپ نے فرما دیا تو اب کھانے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔

..... آپ ﷺ نے کہا صدقہ واپس نہ لو:

[ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِي وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدَرَاهِمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْتِهِ ]<sup>1</sup>

”امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا سوار کے لیے دیا تو جس شخص کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اس کی کچھ قدر نہ کی، میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو خرید لوں (کیونکہ) میں نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ اس کو ارزانی کے ساتھ فروخت کر دے گا لہذا میں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نہ خریدو اگرچہ تمہیں وہ ایک درہم کا ہی کیوں نہ دے بے شک اپنے صدقہ کا واپس کر لینے والا ایسا ہے جیسے اپنی تہ کا کھانا والا۔“

**فائدہ** = عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صدقہ کو خریدنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھنا ضروری سمجھا، فقط اپنی رائے اور سوچ سے عمل نہیں کیا۔ ایک مومن کی یہی شان ہونی چاہیے کہ وہ کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لے۔ یعنی ہم پہلے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو دیکھیں پھر عمل کریں۔

1 صحیح البخاری، کتاب الزکاة باب هل يشتري الرجل صدقة، رقم: 1490

## جنین کے مسئلہ میں حدیث کی تلاش:

[ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَشَارَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّاسَ فِي مَلَاصِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِيهِ بِغُرَّةِ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنِّي بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ ، قَالَ: فَشَهِدَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ]<sup>①</sup>

”مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ نے پیٹ کے بچے کی دیت کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا، تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اس پر ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا حکم دیا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اپنی بات پر گواہ لاؤ۔“ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کی تصدیق کی۔ (اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے سنت رسول ﷺ کے مطابق فیصلہ فرمادیا۔)

فائدہ= عمر رضی اللہ عنہ کو جس مسئلے کے متعلق علم نہیں ہوتا تھا اس کے متعلق علم حاصل کرتے لوگوں سے پوچھتے اور اس میں کوئی عار نہیں سمجھتے تھے۔ یہی اہل حدیث کا منہج ہے۔

## ماحول کے مطابق معاملات کی تحقیق:

[ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَسَأَلَهُ عَنْ أُشْرِبَةَ تُصْنَعُ بِهَا فَقَالَ وَ مَا هِيَ قَالَ الْبِتُّعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لِأَبِي بُرْدَةَ مَا الْبِتُّعُ قَالَ نَبِيذُ الْعَسَلِيِّ وَالْمِزْرُ نَبِيذُ الشَّعِيرِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ]<sup>②</sup>

① مسلم کتاب القسامة، باب دية الجنين حديث: ۱۶۸۳

② صحيح البخاری، کتاب المغازی، باب بعث ابی موسیٰ، رقم: ۴۳۴۳

”سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں یمن کی طرف بھیجا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے شرابوں کے بارے میں دریافت کیا جو وہاں بنتی تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کون کون سی شرابیں ہیں؟ تو انھوں نے بتایا کہ شہد اور جو کی شرابیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ کرنے والی چیز حرام ہے۔“

فائدہ = ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یمن جانے سے پہلے وہاں کے معاملات کی رسول اللہ ﷺ سے مکمل وضاحت طلب کر لی تاکہ شریعت کے مطابق عمل کیا جائے۔

طلب حدیث کے لیے دوسروں کی معاونت:

[ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ ]<sup>①</sup>

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری مذی بہت نکلا کرتی تھی تو میں نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ نبی ﷺ سے (اس کا حکم) پوچھیں۔ چنانچہ انھوں نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس (کے نکلنے) میں صرف وضوء ہے۔“

فائدہ = علی رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ خود اس لیے نہیں پوچھا تھا کہ آپ کے نکاح میں نبی ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا تھی۔ حیاء ضرور تھی لیکن مسئلہ پوچھنے میں غفلت نہیں کی بلکہ کسی کو بھیج کر مسئلہ پوچھنا پڑا تب بھی پوچھا۔

اے اللہ کے رسول ﷺ! انصار مجھے ابو القاسم نہیں کہتے:

[ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا

① بخاری، کتاب العلم، باب من استجبا فأمر غيره، رقم: ۱۳۲

نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ أَحْسَنَتِ الْأَنْصَارُ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْنُوا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ] ①

”سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم میں سے ایک شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ انصار نے کہا کہ ہم تجھے ابو القاسم (کبھی) نہ کہیں گے اور (اس مبارک کنیت سے) تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کریں گے، تو وہ شخص نبی ﷺ کے پاس گیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، میں نے اس کا نام قاسم رکھا تو انصار کہتے ہیں ہم تجھ کو ابو القاسم نہ کہیں گے اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کریں گے، تو نبی ﷺ نے فرمایا انصار نے اچھا کیا۔ میرا نام رکھ لو مگر میری کنیت نہ رکھو کیونکہ قاسم تو میں ہی تو ہوں“ (قاسم کا مطلب ہے تقسیم کرنے والا)

فائدہ= صحابی رسول ﷺ نے بات سن کر غفلت نہیں کی، ضد بھی نہیں کی جیسا کہ ہمارا حال ہے بلکہ فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے پھر جو آپ ﷺ نے فرمایا اس پر عمل کیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے جستجو:

[ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوْلَ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَيَّ الْحَدِيثِ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

① صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَ

لِلرَّسُولِ﴾ رقم: ۳۱۱۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ [ ①

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ بہر مند آپ کی شفاعت سے کون ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مجھے یقین تھا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہ پوچھے گا، اس وجہ سے کہ میں نے تمہاری حرص حدیث (کے دریافت کرنے) پر دیکھ لی ہے۔ (تو سن لو!) سب سے زیادہ بہرہ مند میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو اپنے خالص دل سے یا اپنے خالص جی سے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہہ دے۔“

فائدہ= جو بات ذہن میں آئے اس کے متعلق بھی مسئلہ فوراً پوچھ لینا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے اس وجہ سے ابو ہریرہ کی تعریف فرمائی۔

فرمان رسول ﷺ کے لیے جستجو:

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے خط میں لکھا کہ میرے پاس ایسی چیز لکھ بھیجو جو آپ نے محمد ﷺ سے سنی ہو۔

مغیرہ بن شعبہ نے ان کے پاس لکھ بھیجا کہ نبی کریم ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

[ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَ لَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَ لَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ]

اور یہ بھی لکھا:

[ إِنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قَيْلٍ وَقَالَ وَ كَثْرَةَ السُّؤَالِ وَ إِضَاعَةَ الْمَالِ وَ

① صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث، رقم: ۹۹

كَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَادِ الْبَنَاتِ وَمَنْعِ وَهَاتٍ [ 1 ]  
 ”آپ ﷺ بے ثبوت باتوں اور مال ضائع کرنے اور ماؤں کی نافرمانی  
 کرنے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور منعِ وَهَاتِ (یعنی خود کوئی چیز کسی کو  
 نہ دے لیکن لینے کے لیے ہر وقت تیار رہے) سے منع فرمایا کرتے تھے۔

قتل سے پہلے پوچھ لو کیا جائز بھی ہے؟

[ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذَهَبِيَّةٍ فِي أَدِيمٍ  
 مَقْرُوظٍ لَمْ تُحْضَلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ  
 عَيْنَةَ بْنِ بَدْرِ وَأَفْرَعِ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ بْنِ الْحَيْلِ وَالرَّابِعِ إِمَّا عُلْقَمَةَ  
 وَ إِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقُّ  
 بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُونِي وَ  
 أَنَا أَمِينٌ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَبْرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ  
 فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ  
 اللَّحِيَّةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْأُزَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ  
 قَالَ وَيْلَكَ أَوْ لَسْتُ أَحَقُّ أَهْلِي الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللَّهَ قَالَ ثُمَّ وَلِي  
 الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أُضْرِبُ عَنْقَهُ قَالَ لَا  
 لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا  
 لَيْسَ فِي قَلْبِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ! إِنِّي لَمْ أُؤْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ  
 قُتُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشَقَّ بُطُونَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٌّ فَقَالَ

إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضَيْضِي هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَأَظْنُهُ قَالَ لَيْسَ أَدْرَكْتُهُمْ لِأَقْتُلَنَّهُمْ قَتَلَ ثُمُودَ [ ۱ ]

”سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن سے سونے کا ایک ٹکڑا صاف کئے ہوئے چمڑے میں رکھ کر بھیجا ابھی وہ سونا مٹی سے جدا نہیں کیا گیا تھا۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس اور زید (عرف) خیل اور چوتھا علقمہ یا عامر بن طفیل۔ آپ ﷺ کے صحابیوں میں سے کسی نے کہا کہ ہم اس مال کے ان سے زیادہ مستحق ہیں۔ نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے؟ حالانکہ میں اس کا امانتدار ہوں جو آسمانوں میں ہے اور میرے پاس آسمان کی خبر صبح و شام آتی ہے پھر کہتے ہیں کہ ایک شخص دھنسی ہوئی آنکھوں والا، جس کے رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھی، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، سر منڈا اور اونچی ازار باندھے ہوئے کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ سے ڈرو۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تجھے ہلاک کرے کیا میں ساری زمین والوں میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا نہیں ہوں؟ پھر وہ شخص چلا گیا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔“ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بولے کہ بہت سے نمازی (منافق ہوتے ہیں) ہیں جو زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگا کر دیکھوں اور نہ یہ (حکم دیا) کہ میں ان کے پیٹ چیروں۔ پھر آپ ﷺ نے

● صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب علی بن ابی طالب، رقم: (۴۳۵۱)

اس کی طرف دیکھا جب کہ وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا، پھر کہا کہ اس شخص کی نسل سے وہ قوم نکلے گی جو قرآن کو مزے سے پڑھیں گے، حالانکہ وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ دین سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسے کہ تیر شکار (کے جسم) سے پار نکل جاتا ہے۔ (راوی کہتا ہے) میں گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی کہا کہ اگر وہ قوم مجھے ملے تو میں انہیں قوم شمود کی طرح قتل کر دوں۔“

**فائدہ=** خالد بن ولید کو اس کی گستاخانہ باتیں سن کر غصہ تو آیا، لیکن آپ ﷺ سے پوچھنے تک غصہ کو قابو میں رکھا۔

**کیا خاوند کو صدقہ دوں؟**

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور صدقہ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو صدقہ کرو پھر آپ ﷺ خواتین کے پاس گئے انہیں فرمایا:

[ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَلَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ ]

”اے خواتین کی جماعت تم صدقہ کرو کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو پڑا ہوا دیکھا ہے (اس لیے صدقہ کر کے اپنے کو جہنم سے آزاد کراؤ۔“

خواتین نے آپ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ! ہمارے جہنم میں زیادہ جانے کا کیا سبب ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: [ تَكْثُرُنَّ اللَّعْنَ وَ تَكْفُرُنَّ الْعَشِيرَ ] تم بددعائیں زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی نافرمانی کرتی ہو (اور عورت میں یہ بات ہوتی ہے کہ) اس کا دین اور عقل ناقص ہوتا ہے لیکن ذہن و فطین مرد کے عقل و شعور کو مات دے جاتی ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔

جب آپ ﷺ اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے تو سیدہ زینب، جو کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگنے لگیں۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یا رسول اللہ! زینب (آئی) ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون سی زینب؟ کیونکہ زینب نام کی کئی عورتیں تھیں، تو عرض کی گئی کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا ان کو اجازت دے دو ان کو اجازت دے دی گئی (جب وہ آئیں تو) انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے آج (ہم عورتوں کو) صدقہ دینے کا حکم دیا ہے اور میرے پاس کچھ زیور ہیں میں چاہتی ہوں کہ اسے خیرات کر دوں مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میری اولاد اس صدقے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[صَدَقَ ابْنُ مَسْعُودٍ زَوْجِكِ وَوَلَدُكَ أَحَقُّ مَنْ تَصَلَّقَتْ بِهِ عَلَيْهِمْ]

”ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے تمہارا شوہر اور تمہارے بچے تمہارے صدقے

کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اس لیے تم انہیں صدقہ دے سکتی ہو۔“<sup>①</sup>

فائدہ = زینب رضی اللہ عنہا کو جب یہ مسئلہ درپیش آیا تو فوراً رسول اللہ ﷺ کی چوکھٹ پر

حاضر ہوئی اور آج کے مسلمان کی بھی یہی شان ہونی چاہیے۔



## باب نمبر 3

## دین کامل ہے

اللہ عزوجل کی اپنے بندوں پر نعمتیں اس کثرت سے ہیں کہ نہ انھیں کسی دائرہ میں محدود کیا جاسکتا ہے اور نہ شمار کیا جاسکتا ہے اور سب سے بڑی نعمت جو اللہ تعالیٰ نے آخری زمانے کے جن و انس پر فرمائی یہ ہے کہ ان میں اپنا معزز و محترم رسول سیدنا محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ انھوں نے وہ پیغام اور وہ دین جسے دے کر انھیں بھیجا گیا تھا مکمل اور تام شکل میں لوگوں تک پہنچا دیا۔ امام محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا قول ہے:

[ مِنْ اللَّهِ الرَّسَالَةَ وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ الْبَلَاغُ وَعَالَيْنَا التَّسْلِيمُ ]

”رسالت کا پیغام اللہ عزوجل کی طرف سے ہے، رسول اللہ ﷺ کے ذمہ اسے پہنچانا تھا اور اسے تسلیم کرنا ہمارا فریضہ ہے۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ قول صحیح بخاری کی کتاب التوحید کے باب قول اللہ تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ کے آغاز میں تعلقاً ذکر کیا ہے۔<sup>①</sup>

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کامل و مکمل نازل ہوا ہے:

انسان اپنے گھر بار اور زندگی میں جس چیز کا بھی ضرورت مند ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں (۱) نص (۲) اشارہ (۳) منطوق (۴) یا مفہوم کے ذریعے بیان کر دیا ہے۔

﴿وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا﴾

”اور ہر چیز کی ہم نے تفصیل بیان کر دی ہے۔“

① ۱۳/۵۰۳، مع فتح الباری قبل ج: ۷۵۳۰

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: ۸۹)

”اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔“

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ

رَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

”آج میں نے تمہارے لیے دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں

اور تمہاری لیے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا۔“

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا

الطَّاغُوتِ﴾ (النحل: ۳۶)

”اور ہم نے ہر جماعت میں پیغمبر بھیجا تا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں کی

عبادت سے اجتناب کرو۔“

نیز فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ

أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَ الْحِكْمَةَ وَ إِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (آل عمران: ۱۶۴)

”اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انھیں میں سے ایک پیغمبر کو مبعوث

فرمایا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور کتاب و

حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور یقیناً یہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔“

قرآن کریم پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین کے اصول اور فروع

بیان کر دیے ہیں۔ توحید کی تمام اقسام بیان کی ہیں یہاں تک کہ مجلسوں کے آداب اور

اجازت طلب کرنے کے احکام بھی بیان فرمادیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول:

﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجْلِسِ  
فَأَفْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ﴾ (المجادله: ١١)

”اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو تم  
جگہ کشادہ کرو واللہ تمہیں کشادگی دے گا۔“

﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى  
تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ  
تَذَكَّرُونَ﴾ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى  
يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ  
بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (النور: ٢٧، ٢٨)

”اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو  
یہاں تک تم اجازت لے لو، اور ان کے رہنے والوں پر سلام کر لو، یہ تمہارے  
لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو ۵ سو اگر ان گھروں میں تم کسی کو نہ پاؤ  
تو مت داخل ہو یہاں تک تمہیں اجازت حاصل ہو جائے اور اگر تمہیں کہا  
جائے کہ تم واپس لوٹ جاؤ تو تم واپس چلے جاؤ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ  
ہے اور اللہ خوب جاننے والا ہے۔ جو تم عمل کرتے ہو۔“

حتیٰ کہ لباس کے آداب بھی بیان فرمائے:

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ  
عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ﴾ (النور: ٦٠)

”اور عورتوں میں سے بیٹھ رہنے والیاں جو نکاح کی امید نہیں رکھتی سوان پر

کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ زینت کو نہ دکھاتے ہوئے اپنے کپڑے (پردے) کو  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اتار دیں مراد یہ ہے کہ وہ اپنے چہرہ کا پردہ ختم کر دیں۔“

﴿يَأْتِيهَا النَّبِيُّ قُلًّا لِّأَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ وَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيَّهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذِينَ وَ كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۹)

”اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادریں ڈالا کریں یہ زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں پھر انہیں تنگ نہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔“

(جلباب، اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جس سے عورت اپنا سر، بدن، اور سینہ ڈھانکتی ہے۔)

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾

(النور: ۳۱)

”اور وہ (چلتے وقت) اپنے پاؤں کو زمین پر (زور سے) نہ ماریں کہ (لوگوں کو) ان کے سنگار کی خبر ہو جس کو وہ چھپاتی ہیں۔“

﴿وَلَيْسَ الْبِرَّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَ لَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اتَّقَى وَ اتَّقَى الْبُيُوتَ مِنْ أَسْبَابِهَا﴾ (البقرة: ۱۸۹)

”اور نیکی یہ نہیں ہے تم اپنے گھروں میں پیچھے سے آؤ لیکن نیکی اس کی ہے جو اللہ سے ڈرے اور تم اپنے گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔“

اس کے علاوہ اور بہت سی آیات ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دین (ہر چیز کو) شامل کرنے والا اور کامل ہے جس طرح اس میں زیادتی کی گنجائش نہیں ہے اس طرح اس میں کمی کرنا بھی جائز نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: ۸۹)

”اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کی وضاحت کرنے والی ہے۔“

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے کامل و مکمل دین لوگوں تک پہنچایا:

اور جو کام رسول اللہ ﷺ کے ذمہ تھا وہ بھی کامل ترین طریقہ سے انجام پا چکا جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ فَهَلْ عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴾ (النحل: ۳۵)

”تو کیا پیغمبروں کے ذمہ احکام کی کھلی تبلیغ کے سوا کچھ اور بھی ہے؟“

نیز فرمایا:

﴿ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴾ (النور: ۵۴)

”اور پیغمبر کے ذمہ واضح طور پر پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کا پیغام ہی مبین ہے اور قرآن بھی مبین ہے:

﴿ أَوْ لَمْ يَتَفَكَّرُوا سَكَنَ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جَنَّةٍ ۗ إِنَّ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴾

(الاعراف: ۱۸۴)

﴿ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴾

(المائدة: ۱۵)

﴿ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۗ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۗ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۗ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۗ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۗ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۗ ﴾

(الشعراء: ۱۹۰ تا ۱۹۵)

آپ ﷺ نے نماز کے متعلق فرمایا:

[صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي] <sup>①</sup>

”نماز پڑھو جیسا مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے۔“

① صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة، رقم: ۶۳۱ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

حج کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: [يَلْبِئْهَا النَّاسُ خُذُوا مَنَاسِكَكُمْ] ①  
”مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو۔“

اور مشرکین میں سے ایک آدمی نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تمہارا نبی تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے حتیٰ کہ قضائے حاجت کے آداب کی بھی تعلیم دیتا ہے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[نَعَمْ ، لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِعَاطِئِ أَوْ بُولٍ ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ ، أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ ، أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بَرَجِيعٍ أَوْ عَظْمٍ] ②

”ہاں تحقیق آپ ﷺ نے پاخانہ اور پیشاب کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنے سے ہمیں منع کیا ہے اور تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے، دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء، ہڈی یا گوبر کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع کیا ہے۔“

۳۔ آپ ﷺ نے کوئی چیز نہیں چھپائی:

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنْتُ مُتَكِنًا عِنْدَ عَائِشَةَ رضي الله عنها فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ! ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ قُلْتُ مَا هُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ۔ قَالَ: وَ كُنْتُ مُتَكِنًا فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْظِرِيْنِي وَلَا تَعْجَلِيْنِي۔ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ تَعَالَى- ﴿وَلَقَدْ رَأَاهُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ﴾ (التكوير= ۸: ۲۳) ﴿وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةَ أُخْرَى﴾ (النجم= ۵۳: ۱۳) فَقَالَتْ أَنَا أَوَّلُ هَذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ جِبْرَائِيلُ لَمْ أَرَهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ

① نسائی، کتاب مناسک الحج، رقم: ۳۰۶۲

② مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السطیابۃ، رقم: ۲۶۲ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَأَيْتَهُ مُنْهَبِطًا مِّنَ السَّمَاءِ سَادًّا عِظْمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ - فَقَالَتْ: أَوْلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ (الانعام=۶: ۱۰۳) أَوْلَمْ تَسْمَعْ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا .....﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَلَىٰ حَكِيمٍ﴾ (الشورى=۴۲: ۵۱) قَالَتْ: وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَتَمَ شَيْئًا مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ - وَاللَّهُ يَقُولُ ﴿يَأْتِيهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ﴾ (المائدة: ۶۷) قَالَتْ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُخْبِرُ بِمَا يَكُونُ فِي غَدٍ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ وَاللَّهُ يَقُولُ ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ (النمل=۲۷: ۶۵) ❶

مسروق (تابعی) سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ مجھ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اے ابو عائشہ! (ابو عائشہ مسروق کی کنیت تھی) تین باتیں ایسی ہیں کہ کوئی اگر ان میں سے ایک بات بھی کرے گا تو اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بولے گا۔ مسروق کہتے ہیں: میں نے کہا: وہ کونسی ہیں؟ انھوں نے کہا:

❶ جس نے یہ سمجھا کہ محمد ﷺ نے پنے رب کو دیکھا ہے اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا ہے۔ مسروق کہتے ہیں کہ میں (ٹیک لگائے ہوئے تھا کہ یہ سن کر

❶ مسلم، کتاب الایمان: باب معنی قول اللہ: ﴿وَلَقَدْ رَأَهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ (النجم=۵۳: ۱۳) وَ

هَلْ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ رَبَّهُ لَيْلَةَ الْإِسْرَاءِ، رقم الحديث: ۱۷۷

سیدھا ہو کر بیٹھ گیا) میں نے کہا: اے ام المؤمنین! مجھے بات کرنے کا موقعہ دیجیے اور جلدی نہ کیجیے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: ”محمد ﷺ نے اس کو آسمان کے صاف کھلے کنارے پر دیکھا۔“ اور ”البتہ تحقیق اس نے تو اس کو دوسری مرتبہ بھی دیکھ لیا ہے۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس امت میں سب سے پہلے مجھے شرف حاصل ہے کہ میں نے اس آیت کے متعلق رسول اللہ سے سوال کیا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ (یعنی ان آیتوں میں ”ہ“ ضمیر واحد غائب سے مراد) جبرائیل ہیں۔ میں نے ان کو ان کی اس صورت میں جس میں ان کی تخلیق ہوئی ہے۔ صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔ (جن کا ذکر ان دو آیتوں میں ہے) میں نے اس کو دیکھا کہ آسمان سے اتر رہے تھے اور زمین و آسمان کے درمیان سارے خلا کو بھرے ہوئے تھے۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کیا تو نے (اے مسروق) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتی جب کہ وہ آنکھوں کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور وہ بڑا باریک بین خبر رکھنے والا ہے۔“ اور کیا تو نے یہ بھی فرمان نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کسی انسان کے بس میں نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعے یا پردے کی آڑ سے یا فرشتے کو ارسال کر کے..... آخر تک یعنی..... وہ بڑا بلند اور حکمت والا ہے“ تک آیت پڑھی۔

جس نے یہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی چیز اللہ کی کتاب سے چھپائی ہے۔ اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اے رسول (ﷺ) اس کو آگے پہنچا دو جو میں نے تیری طرف نازل فرمایا ہے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تو نے رسالت کا حق ادا نہ کیا۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کل کی بات بتا دیتے ہیں۔ (آئندہ کے

حالات کی خبر دے دیتے ہیں) اس نے بھی اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ”اے پیغمبر! کہہ دے کہ غیب کوئی نہیں جانتا۔ نہ کوئی آسمانوں میں رہنے والا اور نہ کوئی زمین پر رہنے والا۔ (بلکہ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں [لَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ كَاتِمًا شَيْئًا لَكُنَّا هَذِهِ] ”اگر رسول اللہ ﷺ وحی سے کوئی چیز چھپاتے تو آپ یہ آیت ضرور چھپاتے۔“ ﴿أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَهُ .....﴾

لوگوں کے لیے راہ عمل:

باقی رہا بندوں کا فریضہ، تو وہ تسلیم اطاعت ہے۔ اس بارے میں لوگ تقسیم ہوئے ہیں، ایک تو وہ ہیں جو توفیق سے بہر مند ہو کر راہ حق کی اتباع کرنے والے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو توفیق سے محروم راہ حق سے بھٹک کر دوسرے راستوں پر چل نکلے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ أَنْ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

”اور یقیناً میرا سیدھا راستہ یہی ہے پس تم اسی پر چلنا اور دوسرے راستوں پر نہ چلنا کہ یہ تمہیں اللہ کی راہ سے الگ کر دیں گے۔ اللہ تمہیں ان باتوں کا حکم دیتا ہے تاکہ تم پر ہیزار گار بنو۔“

(الانعام: ۱۵۳)

شریعتِ اسلامیہ کے تین اوصاف ”بقاء، عموم، کمال“:

یہ شریعت جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے معزز و محترم رسول سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے تین صفات کی حامل ہے بقاء، عموم اور کمال۔

## [1] بقاء:

یہ شریعت قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ  
وَحَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ (الاحزاب: ۴۰)

”محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں۔“ (یعنی ان پر نبوت ختم)

① بخاری و مسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے نبی ﷺ کو سنا، فرما رہے تھے: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر لے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے، اور میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا تو اللہ ہے۔ اور یہ امت اللہ کے حکم پر قائم رہے گی ان کی مخالفت کرنے والا انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ (قیامت کا دن) آجائے گا۔①

② نبی کا فرمان ہے: ”نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ (ہم آخری ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے)۔②

اس حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا، ہم سب سے آخر میں ہیں۔ اس کا مطلب ہے یہ شریعت قیامت تک ہے اس کے بعد کوئی شریعت اور امت نہیں آئے گی۔

فائدہ= آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ نئے نبی کی ضرورت تب پیش آتی ہے جب آسمانی ہدایت وقت کے تقاضاؤں کو پورا نہ کرتی ہو۔ لیکن شریعت اسلامیہ قیامت تک ہر ضرورت کو پورا کرنے والی ہے اس لیے آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں لہذا اب کوئی کذاب ہی ہوگا جو نبوت کا دعویٰ کرے۔

① بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا، رقم: ۷۱، مسلم (۱۰۳۷)

② بخاری، کتاب الجمعة باب فریض الجمعة، حدیث: ۲۳۸

عموم: ۲

آپ کی دعوت ثقلین یعنی جن وانس کے لیے عام ہے اور وہی آپ کی امت یعنی امت دعوت ہیں اس لیے ہر جن و انسان کو آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک اس دین حنیف میں داخل ہونے کی دعوت دے دی گئی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو معبود فرمایا ہے۔

چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

① ﴿ وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾ (یونس: ۲۵)

” اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔“

فائدہ = اس آیت کریمہ میں امت دعوت کی طرف بھی اشارہ ہے اور امت اجابت (جو دعوت حق قبول کر چکے) کی طرف بھی ﴿ وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ ﴾ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے، میں امت دعوت مراد ہے یعنی وہ ہر ایک کو بلاتا ہے۔ یہاں مفعول اس لیے حذف کیا گیا ہے کہ جملہ عموم کا فائدہ دے اور فرمان الہی:

﴿ وَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾

” اور جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے“ میں امت اجابت مراد ہے۔ اس لیے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے سیدھی راہ پر آنے کی توفیق مرحمت فرمائی انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کی اور آپ کے دین حنیف میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا اور مسلمان ہو گئے۔ امت اجابت کے لیے ہدایت کا حاصل ہونا محض اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے ہے اور اس طرح سیدھے راستے کی طرف آنا یہ ہدایت یافتگان کے لیے

اللہ کی توفیق ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ﴾

”(اے محمد ﷺ) آپ جسے چاہتے ہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔“  
(القصص: ۵۲)

جہاں تک اس ہدایت کا تعلق ہے جس کا مطلب رہنمائی اور ارشاد ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے اپنے فرمان الہی میں اس کا اثبات کیا ہے۔

﴿ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴾

”(اے محمد ﷺ) آپ سیدھا راستہ دکھاتے ہیں“

اس کا معنی ہے کہ آپ رہنمائی کرتے ہیں راہ دکھاتے ہیں۔ آپ کی دعوت کے عموم و شمول کے دلائل میں سے عزوجل کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ

فَأْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيُّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَتِهِ

وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴾

(الاعراف: ۱۵۷)

”(اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے! اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا

رسول ہوں، جس کے پاس آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے، اس کے سوا

کوئی معبود (برحق) نہیں، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے، لہذا تم اللہ پر اور اس کے

رسول امی نبی پر ایمان لاؤ، جو (خود بھی) اللہ اور اس کے (تمام) کلمات پر

ایمان لاتا ہے، اور تم اس کی پیروی کرو، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔“

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

[ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٍّ وَ

لَا نَصْرَانِيٍّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ

أَصْحَابِ النَّارِ [ ❶ ]

”اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان لوگوں میں سے کوئی بھی یہودی ہو یا نصرانی میرے متعلق سن لے اور پھر اس حالت میں مر جائے کہ مجھے جس دین کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنمی ہوگا۔“  
اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے:

﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ﴾ (ہود: ۱۷)

”اور ان جماعتوں میں سے کوئی اس کا منکر ہو تو اس ٹھکانہ دوزخ کی آگ ہے۔“

❷ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (السبأ: ۲۸)

”ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

❸ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

”اور نہیں ہم نے بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت کرنے کے لیے۔“

❹ ﴿إِن هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ﴾ (التکویر: ۲۷)

”یہ تو سارے جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔“

❺ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ (الفرقان: ۱)

”بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تاکہ تمام

جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔“

❶ صحیح مسلم کتاب الایمان ، باب وجوب الایمان برسالة نبینا، رقم: ۱۵۳

آپ ﷺ کا فرمان ہے: [أَعْطَيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنْ قَبْلِي] ”مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں:.....

[نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، سِيرَةُ شَهْرٍ]

① ایک مہینہ کی مسافت سے میری مدد کی گئی ہے۔ (دشمن ایک مہینہ کی مسافت پر ہو تو

اس پر آپ ﷺ کا رعب و دبدب، ہیبت کی دھاک بیٹھ جاتی ہے۔)

[وَجَعَلْتُ لِي الْأَرْضَ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا]

② میرے لیے ساری زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے جس کسی کو نماز کا

وقت پالے وہ وہاں نماز پڑھ لے۔

[وَ أَحَلَّتْ لِي الْمَعَانِمَ وَ لَمْ تَحِلْ لِأَحَدٍ قَبْلِي]

③ میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کی گئیں تھیں۔

[وَ أُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ]

④ مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔

[وَ كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَ يُبْعَثُ إِلَى النَّاسِ خَاصَّةً]

⑤ انبیاء خاص قوم کی طرف آتے تھے اور مجھے تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا

ہے۔<sup>①</sup>

آپ ﷺ کی دعوت جنوں کو بھی شامل ہے:

﴿وَ إِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجَنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا

حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿٦٠﴾

قَالُوا يَقَوْمُنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا

① صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿فَلَمَّا تَجِدُوا مَا نَا فَتَيْمِنُوا صَعِيدًا

طَبَا﴾، رقم: ۳۳۵

لَمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٣٢﴾  
 يَقَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَ  
 يُجْرِمَكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ  
 بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَ لَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَئِكَ فِي  
 ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٣٠﴾

(الاحقاف: ۲۹-۳۲)

” اور جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تمہاری طرف متوجہ کیا کہ قرآن  
 سنیں تو جب وہ اس کے پاس آئے تو آپس میں کہنے لگے خاموش ہو جاؤ۔  
 جب قراءت تمام (پوری) ہوئی تو وہ اپنی برادری کے لوگوں کی طرف انھیں  
 نصیحت کرنے کے لیے چلے گئے۔ کہنے لگے کہ اے ہماری قوم! ہم نے ایک  
 کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل  
 ہوئی ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے اور سچا دین اور سیدھا راستہ بتاتی ہے۔ اے  
 قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول کر لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ  
 تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دکھ دینے والے عذاب سے پناہ دے گا۔  
 اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول نہ کرے گا تو وہ زمیں میں  
 اللہ کو عاجز نہیں کر سکے گا اور نہ اس کے سوا اس کے حمایتی ہوں گے یہی لوگ  
 صریح گمراہی میں ہیں۔“

نیز اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمن میں فرمایا:

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾

”تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاتے ہو۔“

اس میں بھی خطاب انسانوں اور جنوں کو ہے۔ ﴿رَبِّكُمَا﴾ میں ”کما“ تثنیہ کی ضمیر

ثقلین جن وانس کی طرف ہے۔ یہ آیت اس سورت میں اگتیس (۳۱) مرتبہ ذکر ہوئی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز



اور سنن ترمذی میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ان پر سورہ رحمن اول سے لے کر آخر تک پڑھی، ان لوگوں نے خاموشی سے سنی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنوں سے ملاقات کی۔ رات یہ سورت جنوں کے سامنے تلاوت کی تو ان کا جواب تمہارے جواب سے اچھا تھا میں جب بھی اس آیت پر پہنچتا۔

﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ﴾

”تم اپنے رب کی کون سی نعمتوں کو جھٹلاتے ہو۔“

تو وہ کہتے:

[لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعْمِكَ رَبَّنَا نَكْذِبُ فَلَكَ الْحَمْدُ]

”اے ہمارے رب! ہم تیری نعمت میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلاتے اور سب

حمد تیرے لیے ہے۔“<sup>①</sup>

اسی طرح قرآن کی سورہ الجن میں بھی اللہ تعالیٰ نے جنوں کے کچھ اقوال ذکر فرمائے ہیں:

﴿قُلْ أَوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ .....﴾

﴿کامل و مکمل﴾

اس شریعت کا تیسرا وصف اس کی کاملیت ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب عزیز میں

ارشاد فرمایا:

① ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

(المائد: ۳)

وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

② الترمذی: ۳۲۹۱، و هو حدیث حسن وللحدیث شواهد عند البزار كشف الاستار:

۷۴/۳، ح: ۲۲۶۹، تفسیر الطبری: ۷۲/۲۷، وغیرهما۔ تفسیر ابن جریر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی

روایت سے اس کا ایک شاہد بھی ہے اس کی تخریج کے لیے ملاحظہ ہو، محدث الالبانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ

صحیحہ (۲۱۵۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

” آج میں نے تمہارے لیے دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہاری لیے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا۔“  
اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① [ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَىٰ مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ ]<sup>1</sup>

www.KitaboSunnat.com

”یقیناً میں تمہیں ایسے صاف اور واضح رستے پر چھوڑ رہا ہوں جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح ہے، ہلاک ہونے والا ہی اس راستے سے ٹیڑھا ہو سکتا ہے۔“

② مشرکین میں سے ایک آدمی نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو کہا کہ تمہارا نبی تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیتا ہے حتیٰ کہ قضائے حاجت کے آداب کی بھی تعلیم دیتا ہے تو سلمان رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

[ نَعَمْ ، لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ ، أَوْ أَنْ نَسْتَجِبِيَ بِأَقْلٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ ، أَوْ نَسْتَجِبِيَ بِالْيَمِينِ ، أَوْ أَنْ نَسْتَجِبِيَ بَرَجِيعٍ أَوْ عَظِيمٍ ]<sup>2</sup>

”ہاں تحقیق آپ ﷺ نے پاخانہ اور پیشاب کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنے سے ہمیں منع کیا ہے اور تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے، دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء، ہڈی یا گوبر کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع کیا ہے۔“

یہ ثبوت ہے کہ شریعت مکمل ہے اور ایسے تمام امور کو شامل کیا ہے جن کی امت کو ضرورت ہوتی ہے حتیٰ کہ قضائے حاجت کے آداب تک سکھا دیے گئے ہیں۔

③ صحیح مسلم ہی میں سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① ابن ابی عاصم: ۴۷-۴۹، سنن ابن ماجہ، اتباع سنة الخلفاء راشدین، ح: ۴۳، صحیح

② کتاب وسلمت کتاب الوضوء فیہما لکھنؤ کے مطبعہ دارالعلوم اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

[إِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرٍ مَا يَعْلَمُهُ وَيُنذِرُهُمْ شَرًّا مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ] ①

”جو بھی نبی ہوا اس کے ذمہ تھا کہ جو بھلائی بھی وہ جانتا ہے اپنی امت کی اس کی طرف رہنمائی کرے اور جس جس برائی کو جانتا ہے اس سے انھیں ڈرائے۔ (یعنی آپ ﷺ کوئی نیکی چھپا کر اس دنیا سے نہیں گئے دین کی سب باتیں امتیوں کو بتادیں۔)

⑤ صحیح بخاری میں ہے کہ ابو الجویریہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (مشروب) باذق کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے کہا محمد ﷺ اس سے پہلے فرما گئے: جو نشہ آور ہے وہ حرام ہے۔ نیز فرمایا: مشروب وہ ہے جو حلال اور طیب ہو اور حلال اور طیب کے بعد حرام اور خبیث کے سوا کچھ نہیں۔ ②

باذق مشروب میں سے ایک نشہ آور قسم ہے مطلب یہ ہے کہ یہ نبی ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی شریعت نے اس کا اور اس کے علاوہ تمام انواع کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اور یہ آپ ﷺ کے فرمان: [مَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ] جو نشہ لائے وہ حرام ہے“ کا عموم ہے اس حدیث کا عموم دلالت کرتا ہے کہ ہر نشہ آور چیز خواہ وہ آپ ﷺ کے زمانہ میں تھی یا بعد میں بنی ہو مائع، جامد اور ٹھوس ہو حرام ہے جو نشہ آور نہ ہو وہ حلال ہے۔

سگریٹ جو بعد کے زمانہ میں ایجاد ہوا اس کے بارے میں بھی وہی کہا جائے گا جو بادہ کے بارے میں کہا جا چکا ہے کہ شریعت اپنے عموماًت سے اس کی حرمت پر دلالت کرتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾

”اور آپ طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام کرتے ہیں۔“ (الاعراف: ۱۵۷)

① مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الاوّل، ح: ۱۸۴۴

② صحیح بخاری کتاب الأشربة، باب الباذق وما نہی عن کل مسکر حدیث: ۵۵۹۸

اور یہ طیبات میں سے نہیں بلکہ خبائث میں سے ہے اس لیے حرام ہی ہوگا، مزید برآں یہ ایسے امراض کا سبب بنتا ہے جو موت کے منہ میں لے جاتے ہیں اس میں مال کا ضیاع ہے اور اس کی بدبو لوگوں کی ایذا رسانی کا ذریعہ بنتی ہے یہ تمام امور اس کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔

① سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: رسول اللہ ﷺ ہمیں چھوڑ کر گئے تو اپنے پروں سے اڑنے والا کوئی پرندہ نہ تھا جس کے بارے میں ہمارے پاس علم نہ ہو۔<sup>①</sup>

② حرام جاندار اور پرندوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

[ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ ]<sup>②</sup>

”رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والے جانور اور پتھر (سے شکار کرنے والے پرندوں) سے منع کیا۔“

آپ ﷺ کا یہ فرمان دلیل ہے کہ ہر پرندہ جو پتھوں سے شکار کرتا ہے وہ حرام ہے اور یہ حدیث آپ ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے جو احکام میں سے ہیں۔

جانوروں اور پرندوں کے متعلق آپ ﷺ نے ایک سنہری اصول ہمیں بتا دیا کہ ہر والا جانور اور پتھر سے شکار کرنے والا پرندہ حرام ہے۔

ہر حرام جانور کا نام اگر آپ بتاتے تو پھر قیامت تک آنے والے ہر جانور کے نام کے لیے ایک بہت بڑی کتاب کی ضرورت ہوتی تھی اور ہر حرام پرندے کے نام کے لیے الگ کتاب کی ضرورت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک ہی اصول میں ہر حرام جانور اور ہر حرام پرندے کی وضاحت فرمادی۔

① ابن حبان رقم الحدیث: ۶۵، موارد الظمان ۱/۱۴۷، ح: ۷۱

② صحیح مسلم، کتاب الصيد والذبائح، باب تحریم اکل کل ذی نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ: ۱۹۳۴ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اسی طرح آپ نے جو خبریں دیں ان میں بھی جامعیت ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد:

[لَوْ أَنْتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقْنَاكُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا] ❶

اور یہ ان احادیث میں سے ایک ہے جن کا ابن رجب نے اربعین نووی میں اضافہ کیا ہے۔

### شریعت اسلامیہ کے دو عموم:

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف ”اعلام الموقعین“ (۳۷۵/۴) میں شریعت کی کاملیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ قاعدہ اہم ترین اور مفید ترین ضابطہ ہے اور یہ ایک ہی بات پر مشتمل ہے اور وہ ہے بندوں کے لیے ضروری علوم، معارف اور اعمال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا عموم و اشتمال اور یہ کہ انھوں نے اپنی امت کو اپنے بعد کسی کا ضرورت مند نہیں رہنے دیا۔ ان کی ضرورت صرف یہ ہے کہ ان تک کوئی وہ شریعت پہنچائے جو آپ لے کر آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں دو عموم پائے جاتے ہیں اور دونوں محفوظ ہیں یعنی ان میں کوئی تخصیص لاحق نہیں ہوتی۔ ❶ ایک عموم تو ان کے مخاطبین کے اعتبار سے ہے اور ❷ دوسرا عموم ان کی امت کی ضروریات کے اعتبار سے کہ اس میں دین کے اصول و فروع سب بیان کر دیے گئے ہیں۔ تو آپ کی رسالت کافی شافی اور عام ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی اور کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور آپ پر ایمان اس وقت مکمل نہیں ہوتا جب تک ان دونوں اعتباروں سے آپ کی رسالت کے عموم پر ایمان نہ لائے۔ مکلفین میں سے کوئی آپ کے دائرہ رسالت سے باہر نہیں اور علوم و اعمال حقہ جن کی امت کو ضرورت ہو ان سب سے کوئی بھی آپ کی رسالت سے باہر نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آسمان کی

❶ ترمذی، کتاب الزہد، باب فی التوکل علی اللہ: ۲۳۴۴، و قال حسن صحیح، ابن

حبان: ۲۵۴۸، الحاکم: ۳۱۸/۴، و قال هذا حدیث صحیح الإسناد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فضاء میں اپنے پروں سے اڑنے والا کوئی پرندہ نہ تھا جس کے باے میں امت کو علم نہ رہا ہو۔ اور انھیں ہر چیز سکھا دی حتیٰ کہ قضائے حاجت، مباشرت کرنے، سونے جاگنے، نشست و برخاست کے لیے، سوار ہونے، سواری سے اترنے، سفر و حضر، خاموشی اور کلام، خلوت و میل جول، امیری و غریبی، صحت و بیماری کے آداب، زندگی اور موت سے متعلق تمام احکام بیان کیے، اس کے ساتھ ساتھ عرش فرشتوں، جنوں اور جنت جہنم کے اوصاف قیامت کے احوال اور اس میں ہونے والے واقعات اس طرح بیان کرتے کہ کوئی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو اور ان لوگوں کو ان کے معبود برحق کا تعارف مکمل طریقے سے کرایا کہ گویا وہ اسے اس کی صفات کمال و جلال کے ذریعے سے دیکھ رہے ہوں اور مشاہدہ کرتے ہوں۔

انبیاء ﷺ اور ان کی امتوں کا تعارف اور ان کے مابین ہونے والے واقعات اس طرح بتائے کہ گویا یہ ان میں موجود ہوں۔ اور خیر و شر کے چھوٹے بڑے ایسے راستے بتائے جو آپ سے پہلے کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتائے، موت اور اس کے بعد پیش آنے والے برزخی احوال اور ان میں پیش آنے والے بدن اور روح کے لیے ثواب و عذاب کی ایسی تفصیل بیان فرمائی جو آپ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کی۔

اسی طرح آپ ﷺ نے توحید، نبوت، آخرت کے دلائل اور اہل کفر و ضلال کے تمام فرقوں کی تردید اس تفصیل سے کی کہ انھیں جان لینے کے بعد کسی اور کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہاں انھیں صرف اس کی ضرورت ہے جو آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب اور آپ ﷺ کے فرمودات ان تک پہنچائے اور ان میں سے جو ان کے لیے واضح نہ ہو اس کی وضاحت کر دے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کو جنگوں میں کی جانے والی تدابیر اور حکمت عملی سے بھی روشناس کرایا اور بتایا کہ دشمن کے سامنے کس طرح جانا چاہیے اور یہ کہ فتح و ظفر تک پہنچنے کے راستے کون سے ہیں جنہیں سمجھ اور اچھی طرح جان کر ان کا کما حقہ خیال رکھا جائے تو کوئی دشمن ان کے سامنے ٹھہرنے کی سکت ہی نہ رکھے اسی طرح

آپ ﷺ نے اپنی امت کو ابلیس کی تمام چالبازیوں اور اس کے مکر و فریب دہی کے طریقوں سے آگاہ کر دیا جنہیں اختیار کر کے وہ ان پر حملہ آور ہوتا ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ اس کے مکر و تدبیر سے محفوظ کس طرح رہا جاسکتا ہے اور اس کے شر کو دور رکھنے کے طریقے بتا دیے جن پر اضافہ ناممکن ہے۔

اسی طرح افراد امت کو ان کے اپنے باطن کے احوال و اوصاف اور اس کے پوشیدہ اسرار کے متعلق ایسی باتیں بتا دیں جن کے ہوتے انھیں مزید کسی چیز کی ضرورت نہیں اسی طرح آپ ﷺ نے معاش سے متعلق ایسی باتیں بتا دیں جن کو سمجھ کر ان پر عمل کر لیں تو ان کی دنیا با عظمت طریقے سے ختم ہو جائے۔

غرضیکہ آپ دنیا و آخرت کی مکمل بھلائی کے ساتھ تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں آپ کے سوا کسی کا محتاج نہیں رہنے دیا تو یہ کیسے گمان کیا جاتا ہے کہ آپ کی وہ شریعت جس سے اعلیٰ و اکمل شریعت دنیا میں کوئی بھی نہیں، ناقص ہے اور اسے کسی ایسی سیاست لانے کی ضرورت ہے جو اسکی تکمیل کر سکے، اس میں قیاس کی ضرورت ہے یا حقیقت یا معقولات کے نام پر کسی خارجی چیز کی ضرورت ہے جو پہلے سے اس میں نہیں ہے، جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گویا یہ گمان رکھتا ہے کہ لوگوں کو آپ کے بعد کسی اور رسول کی ضرورت ہے۔ اور اس کی کم نصیبی ہے کہ وہ اس فہم سے بے خبر ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے اصحاب کو بہرور فرمایا تھا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر اکتفاء کیا، اسے کافی سمجھا اور اس کی بدولت اس کے سوا ہر چیز سے مستغنی ہو گئے اور انہوں نے اس کے ذریعے دلوں کو فتح کیا اور ملکوں کو بھی۔ اور آئندہ نسلوں کو یہ پیغام دے کر گئے یہ چیز ہمیں ہمارے رسول اللہ ﷺ سوچ کر گئے تھے اور ہم تمہیں سوچ رہے ہیں۔

سیدنا عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ

فرماتے ہوئے بنا:

[ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَىٰ مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ ] ①

” (لوگو!) میں تمہیں ایسے دین پر چھوڑے جا رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔ میرے بعد اس سے صرف وہ شخص گریز کرے گا جسے ہلاک ہونا ہے۔“

یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسے دین پر چھوڑا جس کی راتیں بھی دن کی طرح روشن ہیں۔ اس میں کہیں اندھیرا نہیں، روشنی ہی روشنی ہے۔ روشنی میں ہر چیز واضح نظر آتی ہے، کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی کہ جس کا دیکھنا مشکل ہو۔ اس طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کو جس دین پر چھوڑا اس دین کی ہر بات انتہائی روشن ہے، واضح ہے اس میں کہیں پیچیدگیاں، موٹگافیاں اور الجھنیں نہیں ہیں، نہ ہی یہ بہت زیادہ مشکل اور کانٹوں بھری وادی ہے، جیسا کہ بعض لوگ کہتے اور سمجھتے ہیں:

اس قدر روشن اور اتنے آسان دین سے وہی شخص دور ہوگا وہی روگردانی کرے گا جو اپنی ہلاکت، بربادی اور تباہی چاہتا ہو۔

جس قدر ہو سکے نبی ﷺ کی اتباع کی جائے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تب تک تم بھی مجھے چھوڑے رکھو (یعنی جب تک میں خود کچھ نہ کہوں تب تک تم مجھ سے سوال کرنے سے احتیاط کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء سے سوالات کی کثرت اور انبیاء سے اختلاف کے باعث ہلاک ہو گئے۔

﴿فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ﴾

① سنن ابن ماجہ، ح: ۴۳، إسناده صحيح

① مَا اسْتَطَعْتُمْ

”جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کر دوں تو اس سے باز آ جایا کرو اور جب کسی کام کا میں تمہیں حکم کر دوں تو حتی الوسع اس پر عمل درآ مد کیا کرو۔“



① صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب السنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ، رقم:

## باب نمبر 3

## اتباع رسول ﷺ

## اتباع کا لغوی معنی:

ابن منظور ”لسان العرب“ میں لکھتے ہیں:

[ قَالَ الْفِرَاءُ = الْإِتْبَاعُ أَنْ يَسِيرَ الرَّجُلُ وَ أَنْتَ تَسِيرُ وَرَاءَهُ وَ إِذَا قُلْتَ اتَّبَعْتُهُ فَكَأَنَّكَ قَفَوْتَهُ ]

”فراء (لغت و نحو کے امام) نے کہا کہ اتباع کے معنی یہ ہے کہ کوئی شخص آگے آگے چل رہا ہو اور آپ اس کے پیچھے پیچھے چلیں اور آپ کہیں کہ میں نے اس کی اتباع کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کے پیچھے پیچھے اور اس کے نقش قدم پر چلے۔“

امام ابوالحسن الآمدی بیان کرتے ہیں:

”متابعت کبھی کسی کے قول کی ہوتی ہے اور کبھی کسی کے فعل کی، کسی کے قول کے اتباع کا معنی تو یہ ہے کہ اپنے متبوع کی اس طرح فرمانبرداری کی جائے جس طرح اس کے قول کا تقاضا ہو اور کسی کے فعل کی اتباع کا معنی یہ ہے کہ اس کے فعل کو اس طرح کیا جائے جس طرح وہ کرتا ہے اور اس لیے کیا جائے کیوں کہ وہ کرتا ہے۔“<sup>①</sup>

فائدہ = گائے کے بچے کو تبعیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسے جب کھولا جاتا ہے تو وہ سیدھا دوڑتا ہوا اپنی ماں کے پاس جاتا ہے۔ لہذا صحیح تابع وہی ہوتا ہے جو سیدھا متبوع کی طرف دوڑ کر جائے اور ادھر ادھر کسی کی طرف توجہ نہ کرے۔

① احکام فی اصول الاحکام ۱/۶۱-۶۲

## اتباع اور اطاعت میں فرق:

اطاعت کا لفظ ”طوع“ سے ماخوذ ہے طوع کے معنی دل کی خوشی سے کسی کا حکم ماننے کے ہیں اس کا مقابل کرہا آتا ہے جس کے معنی ناگواری کے ہیں طوعاً و کرہاً (خوشی اور ناخوشی)۔  
اطاعت کا مفہوم ہوا دل کی خوشی اور قلبی پسندیدگی کے ساتھ کسی کا حکم ماننا اور اس کی پیروی کرنا۔

اتباع سے مراد ہے کسی کے نقش قدم پر چلنا پسند یا ناپسند کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔ یعنی جو کام جس طرح کیا گیا ہے خواہ وہ آپ کو پسند ہو یا ناپسند اسے بالکل ویسے ہی کیا جائے، اس طرح اتباع کا معنی اطاعت سے وسیع تر ہے اس میں اطاعت بھی شامل ہے۔  
سنت کا لغوی معنی:

سنت کا لغوی معنی راستہ ہے جس پر چلا جائے اور جو متواتر چلنے کی وجہ سے صاف اور واضح ہو گیا ہو یا اس سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر عمل کیا جائے خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔  
[الطَّرِيقَةُ الْمَسْلُوكَةُ حَسَنَةٌ كَانَتْ أَوْ سَيِّئَةً]  
یہ لغوی معنی ہے لیکن عرف اور شرع کے اندر الطَّرِيقَةُ الْمَسْلُوكَةُ الْمَحْمُودَةُ ہوتا ہے۔ سنت کا لفظ تین مقامات پر بولا جاتا ہے۔

❶ احکام      ❷ دلائل      ❸ بمقابلہ بدعت

## ❶ احکام:

احکام کے اندر اگر سنت کا اہتمام ہو تو جمہور علماء کے نزدیک یہ معنی ہوں گے کہ یہ چیز فرض اور واجب نہیں۔ مندوب اور مستحب ہے اگر اس کو اختیار کیا جائے تو ثواب ہے اس کے ترک سے گناہ نہیں۔ احناف نے سنت کی یہ تعریف کی ہے۔

[مَا وَاطَّبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ مَعَ تَرْكِهِ أَحْيَانًا]

سنت کا لفظ مستحب اور مندوب کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے یعنی وہ کام جس کے بارے میں حکم اس انداز سے دیا گیا ہے کہ اس کا کرنا پسندیدہ ہے۔ یہ استعمال فقہاء کے ہاں ہے اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

[لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَىٰ أُمَّتِي لِأَمْرَتِهِمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوءٍ] <sup>①</sup>  
 ”اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دے دیتا۔“

پس بے شک مسواک کے لیے استحبابی حکم تو موجود ہے، یہ حکم بطور ایجاب اس لیے نہیں دیا گیا کہ اس میں امت کی مشقت کا ڈر تھا۔

◀ أدلہ:

ادلہ کے اندر جب سنت کا لفظ استعمال ہو تو تعریف یہ ہوگی۔

[مَا صَدَرَ عَنِ النَّبِيِّ غَيْرَ الْقُرْآنِ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ تَقْرِيرٍ]  
 ”قرآن کے علاوہ جو کچھ بھی آپ سے صادر ہوا ہے قول، فعل، تقریر“

کتاب و سنت میں جو کچھ وارد ہے وہ آپ کی سنت ہے اور یہی آپ کا طریقہ ہے جس پر آپ ﷺ کاربند تھے۔ آپ کا فرمان ہے:

[فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي] <sup>②</sup>

”جو میری سنت سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں۔“

علامہ محمد بن عبد الہادی سندھی سنن ابن ماجہ کے باب [اتباع السنۃ] کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

[يَحْتَمِلُ أَنَّهُ أَرَادَ بِالسُّنَّةِ مَا هُوَ أَحَدُ الْأَدِلَّةِ الْأَرْبَعَةِ الْمَذْكُورَةِ]

① صحیح البخاری: ۸۸۷، مسلم: ۲۵۲، البخاری: قبل ح: ۱۹۳۴، تعلیقاً واللفظ لہ

② صحیح البخاری: ۵۰۶۳، مسلم: ۱۴۰۱

فِي كُتُبِ الْأُصُولِ وَ هِيَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَ إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ -  
والقياس والسنة بهذا المعنى تَشْتَمِلُ قَوْلُهُ ﷺ فِعْلُهُ وَ تَقْرِيرُهُ  
فَكُلُّ ذَلِكَ مِنَ الْأَدِلَّةِ الَّتِي تُثَبِّتُ بِهَا الْأَحْكَامَ الشَّرْعِيَّةَ وَ يَجِبُ  
عَلَى النَّاسِ اتِّبَاعُهَا ]

سنت حدیث کے معنی میں ہے جب اس لفظ کا عطف کتاب پر ہو۔ آپ کا یہ فرمان:  
«يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ اعْصَمْتُمْ بِهِ فَلَنْ تَضِلُّوا  
أَبَدًا، كِتَابُ اللَّهِ وَ سُنَّةُ نَبِيِّهِ ﷺ»<sup>①</sup>

”لوگو! میں تم میں وہ کچھ چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر اسے مضبوطی سے تھام لو  
گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔“  
نیز فرمایا:

[إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُمَا كِتَابُ اللَّهِ  
وَ سُنَّتِي]<sup>②</sup>

”میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں ان کے ہوتے ہوئے تم کبھی گمراہ نہ ہو  
گے، اللہ کی کتاب اور میری سنت۔“

اور جب بعض علماء بعض مسائل کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ مسائل کتاب، سنت  
اور اجماع سے ثابت ہیں تو اس وقت سنت کا لفظ اسی معنی میں ہوتا ہے۔

❖ بدعت یا اہل بدعت کے مقابلہ میں ہو:

جب سنت یا اہل سنت کا لفظ بدعت یا اہل بدعت کے مقابلہ میں ہو تو معنی یہ ہوگا کہ  
وہ بدعت یا اہل بدعت نہیں۔

① المستدرک: ۱/۹۳، ح: ۳۱۸

② المستدرک: ۱/۳۹، ح: ۳۱۹

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

[ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسِيرَىٰ اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ إِيَّاكُمْ وَ مُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ]<sup>①</sup>

”تم میں سے جو میرے بعد زندگی گزارے گا وہ بہت اختلاف دیکھے اس لیے میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر کاربند رہنا، اسے مضبوطی سے تھامنا اور دانتوں سے پکڑ لینا اور (دین میں) نو ایجاد کاموں سے بہت اجتناب کرنا کیونکہ (دین میں) ہر نو ایجاد کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔“

اور اسی قبیل سے یہ بھی ہے کہ بعض محدثین کا عقیدہ کے موضوع پر اپنی تالیفات کا نام سنت رکھنا ہے۔ مثلاً: السنۃ: تالیف محمد بن نصر المروزی، السنۃ تالیف ابن ابی عاصم، السنۃ: تالیف لاکائی) سنت بھی فرض:

مصطلحات سے قبل کے زمانہ میں فرض پر سنت کا لفظ بول لیتے تھے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مغرب کے دو نفلوں کے لیے حکم دیا تو فرمایا:

[ «صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ، صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ» ] قال فی الثالثة «لِمَنْ شَاءَ»

”مغرب سے پہلے نماز پڑھو، مغرب سے پہلے نماز پڑھو“ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو چاہتا ہے۔“

آپ نے تیسری مرتبہ [لِمَنْ شَاءَ] اس لیے کہا کہ کہیں لوگ انہیں فرض ہی نہ سمجھ

① ابوداؤد: ۴۶۰۷ یہ الفاظ اسی کے ہیں، ترمذی: ۲۶۷۶، ابن ماجہ: ۴۳-۴۴، اور ترمذی نے کہا:

لیں۔ یہاں سنت فرض کے معنی میں ہے، کیونکہ [لَمَنْ شَاءَ] کہنے کے باوجود سنت ہی ہیں۔  
 انور شاہ کشمیری نے ”العرف الشذی“ جس کو مولانا چراغ دین صاحب نے لکھا ہے  
 میں فرماتے ہیں: [وَرُبَّمَا نَجِدُ لَفْظَ السُّنَّةِ فِي حَقِّ الْفَرَائِضِ أَيْضًا وَنَظَائِرُهَا  
 كَثِيرَةٌ لَا تُحْصَى] ①

اور راوی نے وضاحت فرمائی: [كَرَاهِيَةٌ أَنْ يَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً]

اصول کی طرح فروع میں بھی سنت کی اتباع لازم ہے:

کتاب و سنت کے دلائل کے مطابق جس طرح رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع  
 عقیدے سے متعلقہ امور میں واجب ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

[ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسِيرِي اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ  
 سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ ] ②

”تم میں سے جو میرے بعد زندگی گزارے گا وہ بہت اختلافات دیکھے گا اس  
 صورت میں میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم  
 پکڑے رکھنا۔“

بعینہ اسی طرح فروعی مسائل جن میں اجتہاد جائز ہے دلیل ظاہر ہو جانے پر ان میں  
 بھی سنت کی اتباع لازم ہے اس امت کے سلف نے اسی طرح کی نصیحت کی جن میں ائمہ  
 اربعہ یعنی ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور امام احمد شامل ہیں، ان کی نصیحت ہے کہ دلیل سے  
 ثابت شدہ موقف کو اختیار کرنا چاہیے اور یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث وارد ہو تو  
 اس کے خلاف ہونے کی صورت میں ان کے اقوال ترک کر دیے جائیں۔

① العرف الشذی: ۲/۹

② سنن ابی داؤد کتاب ۱۱۰۰، باب فی لزوم السنة: ۴۶۰۷، مسند احمد: ۴/۱۲۷، ج: ۱۷۱۴۵،

## اتباع رسول ﷺ کی اہمیت

اللہ کی محبت اور مغفرت کی ضمانت:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَ

الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾ (آل عمران: ۳۲)

”اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے

گا، بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے۔“

کس قدر فضیلت ہے، اتباع رسول ﷺ کی کہ آپ کی اتباع کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ قابل قبول نہیں۔ اس دعویٰ کے صدق کے لیے جس دلیل کی ضرورت ہے وہ دلیل رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے۔

اللہ کی محبت آپ ﷺ کی اطاعت سے مقید ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ (البقرة: ۱۶۵)

”جو لوگ ایمان والے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت اللہ سے رکھتے ہیں۔“

اور اللہ کی محبت مشروط ہے، مقید ہے رسول اللہ ﷺ کی اتباع و اطاعت کے ساتھ، آپ ﷺ کی پیروی کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی محبت کا لازمی تقاضا ہے اور لازمی شرط ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اتباع کریں اور جب ہم اتباع کریں گے تو خالق کائنات مالک

ارض وسموات بذات خود ہم سے محبت کرے گا اور ہمارے گناہوں کو بھی بخش دے گا اور پھر جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اس کی کیا شان ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ تَعَالَى الْعَبْدَ نَادَى جِبْرَائِيلَ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحِبُّ فَلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانًا فَأَحْبُوْهُ يُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِي الْأَرْضِ]

”جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو بلاتا ہے۔ (اور بتاتا ہے) کہ اللہ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔ پس تو بھی اس بندے سے محبت کر پھر جبریل بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر جبریل (علیہ السلام) آسمان والوں (فرشتوں) میں منادی (اعلان) کراتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے، پس تم بھی اس سے محبت کرو۔ آسمان والے (فرشتے) بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس شخص کے لیے زمین میں بھی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔“ (صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: ”إِنِّي أَحَبُّ فَلَانًا“ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں) <sup>①</sup>

یہ عظیم مرتبہ و مقام کیسے حاصل ہوتا ہے؟ [فَاتَّبِعُونِي] یعنی رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے۔ یہ فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ کی اتباع و اطاعت کی۔

اطاعت سے جنت، معصیت سے جہنم:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى]

① صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة: ۲۲۰۹، و صحیح مسلم: ۲۶۳۷



”میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ) کون انکار کرے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔“<sup>①</sup>

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

[مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ يَعَصِنِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ]<sup>②</sup>

”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔“

اطاعت کے بغیر تقویٰ کیسے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا  
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾  
(الحشر: ۷)

”اور جو تمہیں رسول (ﷺ) دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز رہو اور تم اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔“

اس آیت مبارکہ کا حکم عام ہے کہ جو حکم بھی رسول اللہ ﷺ دیں اس پر عمل کرنا ہے اور جس چیز سے بھی منع فرمائیں اس سے رک جانا ہے۔ اس تسلسل میں تقویٰ کا حکم دینا ظاہر کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرنا اور آپ کی نافرمانی نہ کرنا تقویٰ کا لازمی تقاضا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنا، آپ کے حکم کو قبول نہ کرنا اور آپ ﷺ کی نبی اور ممنوعہ امور کی خلاف ورزی کرنا اللہ رب العزت کے عذاب کا موجب

① صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ: ۷۲۸۰

② صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فی وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیتہ، ح: ۱۸۳۵

ہے۔ جیسا کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ المختصر قرآن مجید کی اس آیت اور دیگر آیات سے ہمیں یہی حکم ملتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مکمل اطاعت و فرمانبرداری کریں زندگی کے تمام امور میں خواہ ان کا تعلق اعتقادات سے ہو، فروعات سے ہو، معیشت و تجارت سے ہو، سیاسیات سے ہو، عائلی و خانگی امور سے ہو، ہر معاملے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مکمل پیروی کرنی ہے۔ ہمیں یہ اختیار قطعاً نہیں کہ ہم کہیں فلاں فلاں کے فرامین یا فیصلوں پر عمل کرنا ہے ہرگز نہیں اس کا تصور بھی نہیں کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

[ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ]<sup>①</sup>

”جس نے میری سنت سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔“

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾  
(النور: ۶۳)

پس (رسول اللہ ﷺ) کے امر کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔  
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾  
(النساء: ۶۵)

” (اے رسول ﷺ) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے (تمام) باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو بھی فیصلہ آپ کریں اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں

① صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، ح: ۷۰۶۳

بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔“

اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ہی خصوصیت ہے، آپ کے علاوہ کسی اور شخص کی بات کا انکار کفر نہیں۔ دیوبندیوں کے موجودہ دور کے ”امام اہل سنت“ مولوی سرفراز خان صدر صاحب لکھتے ہیں:

”جناب رسول اللہ ﷺ کی پہنچائی ہوئی اور بتائی ہوئی ہر ایک تعلیم خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت ہوتی ہے۔“ (راہ سنت: ۲۳)

”اور اس کی اطاعت ہر شخص پر فرض ہوتی ہے اور اس کی پیش کردہ تعلیم کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے رسول کے سوا کسی دوسرے شخص کو اور اس کی پیش کردہ تعلیم کو ہرگز ہرگز یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔“ (راہ سنت، ص: ۲۳، میسواں ایڈیشن)

جو دعوت قبول کرے گا وہی کھائے گا:

[عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: جَاءَتِ الْمَلَائِكَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ۔ فَقَالُوا: إِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا، فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ۔ فَقَالُوا: مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَادُوبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ أَحَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَآكَلَ مِنَ الْمَادُوبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَادُوبَةِ۔

فَقَالُوا: أَوْلُوها لَهُ يَفْقَهُها فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ۔ فَقَالُوا: الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى

مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ - وَمُحَمَّدًا فَرُقَ بَيْنَ النَّاسِ [1]

”سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس کچھ فرشتے آئے۔ آپ سوئے ہوئے تھے۔ ایک کہنے لگا: آپ سو رہے ہیں۔ دوسرا کہنے لگا (پھر کیا ہوا) آپ کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتا ہے۔ وہ کہنے لگے: اس نبی کی ایک مثال ہے ان کے لئے وہ مثال بیان کر دو۔ پھر ایک کہنے لگا وہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ تو دوسرے نے کہا: بلاشبہ آپ کی صرف آنکھیں سوئی ہیں جب کہ دل جاگ رہا ہے۔ (لہذا وہ آپ کی بات سنیں گے، آپ بیان کریں) انہوں نے کہا: اس نبی کی مثال اس آدمی کی طرح ہے کہ جو ایک گھر تعمیر کرتا ہے اس میں ایک دعوت (طعام) کا بندوبست کرتا ہے پھر ایک آدمی کو بھیجتا ہے (کہ لوگوں کو اس کھانے کی دعوت دے)۔ اب جو آدمی اس دعوت دینے والے کی بات مان لیتا ہے وہ تو گھر میں داخل ہو جاتا ہے اور کھانا تناول کر لیتا ہے، جو اس دعوت دینے والے کی بات نہیں مانتا وہ نہ تو گھر میں داخل ہو پاتا ہے نہ کھانا کھا سکتا ہے۔“

وہ پھر کہنے لگے: اب اس کی تشریح بھی کرو تا کہ وہ اس مثال کو سمجھ سکیں ایک کہنے لگا وہ تو سوئے ہوئے ہیں تو دوسرا بولا کہ آپ کی محض آنکھیں سوئی ہوئی دل بیدار ہے۔ وہ کہنے لگے: گھر سے مراد جنت ہے۔ دعوت دینے والے محمد ﷺ ہیں۔ (گھر بنانے والے اور کھانے کا بندوبست کرنے والے سے مراد اللہ تعالیٰ ہے) لہذا جو کوئی محمد کی بات مانے گا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی بات مانی۔ جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے تحقیق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

1 صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة: باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ

کی۔ محمد ﷺ تو (اچھے اور برے، مسلمان اور کافر، جنتی اور جہنمی کے درمیان) فرق کرنے والے ہیں۔“

لشکر سے بچ جاؤ:

[ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ يَا قَوْمِ! إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بَعَيْنِي وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ۔ فَالْتَجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ فَادَّجَوْا وَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَفَنَجَّوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاكَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ ۱ ]

”سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری مثال اور جو چیز مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی قوم کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: اے میری قوم! میں نے (دشمن کے) لشکر کو اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے، بے شک میں ننگا (واضح، کھلم کھلا) ڈرانے والا ہوں۔ لہذا (اپنا بندوبست کر لو اور) اپنا بچاؤ کر لو۔ کچھ لوگ تو اس کی بات مان لیتے ہیں اور راتوں رات ہی اپنا بندوبست کر کے اطمینان سے اس جگہ سے چل پڑتے ہیں، وہ تو نجات پا جاتے ہیں۔ (جب کہ) کچھ لوگوں نے اس کی بات نہ مانی وہ اپنی جگہ پر ہی رہے۔ (دشمن

① صحیح البخاری = کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة۔ باب الإقتداء بسنن رسول الله ﷺ رقم الحدیث: ۶۸۵۴، وصحیح مسلم، کتاب الفضائل: باب شفقتہ ﷺ علی امتہ رقم

کے) لشکر نے صبح صبح ان کو آیا۔ انہیں ہلاک کر دیا اور ان کو تہس نہس کر ڈالا۔ یہ اس کی مثال ہے کہ جس نے میری بات مانی اور جو چیز میں لے کر آ یا ہوں اس کو تسلیم کیا۔ اور یہی مثال ہے اس کی جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق چیز میں لے کر آیا ہوں اس کو جھوٹ جانا۔

اطاعت نبوی کا بے مثال ثمرہ:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا کہ جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یہ دعا پڑھے:

[ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ اَجْرِنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَاخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا ]

”ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ مجھے میری اس مصیبت کا اجر عطا فرما اور (اس نقصان کے) عوض اس سے اچھی چیز عطا فرما۔“

جب (میرے خاوند) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے (دل میں) کہا کہ (بطور خاوند) ابو سلمہ سے کونسا مسلمان بہتر ہوگا (ابو سلمہ کا گھرانہ وہ) گھرانہ ہے جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سب سے پہلے ہجرت کی تھی۔ میں نے یہ دعا پڑھی تو (اس کے نتیجے میں) اللہ تعالیٰ نے میرا خاوند اللہ کے رسول ﷺ کو بنا دیا۔

[فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟]

(ایک روایت میں ہے پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ) بھلا محمد ﷺ سے بھی کوئی بہتر

ہو سکتا ہے؟<sup>①</sup>

① مسلم، کتاب الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة رقم: ۹۱۸ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## اتباع رسول ﷺ سے درست فیصلے:

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بھیج رہے ہیں میں نو عمر ہوں قضا کا مجھے علم نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے دل کو راہ راست پر رکھیں گے اور تیری زبان کو استقامت بخشیں گے۔ جب تو فیصلہ کرے تو ایک فریق کی بات سن کر کبھی فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو جس طرح پہلی کی بات سنی ہے۔

[فَلَا تَقْضِينَ حَتَّى تَسْمَعَ مِنَ الْآخِرِ] <sup>①</sup>

اس سے تیرے سامنے صحیح فیصلہ آجائے گا۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں ہمیشہ اسی طرح فیصلہ کرتا رہا۔ مجھے قضا میں پھر کبھی شک نہیں پڑا۔

## حدیث کی موجودگی میں اگر مگر نہیں چلتی:

ایک آدمی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کو بوسہ دینے کے متعلق سوال کیا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا: [رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَسْتَلِمُهُ وَيُقْبِلُهُ] میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے آپ اسے چھوتے تھے اور بوسہ دیتے تھے۔ اس شخص نے کہا اگر بھیڑ زیادہ ہو۔ اگر میں مغلوب ہو جاؤں تو پھر؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا:

[إِجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمِينِ] اپنی اگر مگر یمن میں رکھ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے ہوئے اور چھوتے ہوئے دیکھا ہے بس۔ <sup>②</sup>

**فائدہ=** ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ جواب اس لیے دیا تھا کہ وہ اپنی رائے کو حدیث کے خلاف پیش کر رہا تھا تو اس کو بتا دیا جب حدیث رسول آجائے تو اسی کو قبول کرو اور رائے سے بچ جاؤ اور اگر مگر کی باتیں نہ کرو۔

① سنن ابی داؤد، کتاب الأقضية، باب كيف القضاء، حدیث: ۳۵۸۲

② صحیح البخاری، کتاب الحج، باب تقبيل الحجر: حدیث: ۱۶۱۱  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل یہ تھا وہ حجر اسود کو ضرور چھوتے تھے اگرچہ خون آلود ہو جاتے۔ (فتح الباری) سبحان اللہ۔ عمل بالحدیث کا کمال نمونہ ہے۔

### مال فئی میں برابری:

ابو الجویرة الجرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں روم کی زمین میں ایک سرخ رنگ کا مٹکا پایا اس میں دینار تھے۔ ہمارے قافلے کے امیر نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی تھے جو بنی سلیم قبیلہ سے تھے۔ ان کا نام معن بن یزید رضی اللہ عنہ تھا۔ میں وہ مٹکا ان کے پاس لے آیا انھوں نے وہ مٹکا قافلے والوں کے درمیان برابر تقسیم کر دیا اور مجھے بھی اتنا ہی دیا جتنا دوسرے آدمی کو دیا۔ پھر مجھے کہا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ آپ ﷺ نے فرمایا زائد حصہ خمس نکالنے کے بعد دیا جائے گا تو میں تجھے ضرور دیتا۔ پھر انھوں نے اپنے حصے سے مجھے دینا چاہا تو میں نے انکار کر دیا۔<sup>1</sup>

یہ مال مال فئی تھا اس لیے اس سے خمس نہیں نکلتا تھا لہذا سب کو برابر دیا۔ عمل بالحدیث سے صحابہ کرام کو کوئی چیز نہیں روکتی تھی۔

<sup>1</sup> سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی النفل من الذهب والفضة، حدیث: ۲۷۵۳  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## اتباع رسول ﷺ کے عملی نمونے

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں جس میں اتنی صفائی ہو  
ادھر فرمان محمد ﷺ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

جب سے سنا، عمل نہیں چھوڑا

صحابہ کرام جب رسول اللہ ﷺ کا کوئی فرمان سن لیتے تو پھر ساری زندگی اس کو اپنی  
زندگی کا نصب العین بنا لیتے۔ آئیے! اس کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:  
دن رات میں بارہ رکعتیں:

ام حبیبہ فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا:

[ مَنْ صَلَّى اِنَّتِيْ عَشْرَةَ رَّكْعَةً فِيْ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ بِنِيْ لَهٗ بِهِنَّ نِيَّتٌ فِي  
الْحَجَّةِ ]

”جو ایک دن اور رات میں بارہ رکعتیں (چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو ظہر  
کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو صبح کی نماز سے پہلے) ادا  
کرے گا تو اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیا جائے گا۔“

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

[ فَمَا تَرَ كُنْهَنْ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ]

”جب سے میں نے یہ حدیث نبی ﷺ سے سنی تب سے اب تک میں نے (یہ  
سنی) نہیں چھوڑی۔“

## عملی تسلسل:

اس حدیث کی سند اس طرح ہے:

[ حدیثنا محمد بن عبد اللہ بن نمیر حدیثنا ابو خالد یعنی سلیمان بن

حیان عن داؤد بن ابی ہند عن النعمان بن سالم عن عمرو بن اوس

قال حدیثی عنبسة بن ابی سفیان ]

اس سند میں کمال یہ ہے کہ اس کے تمام راوی اس پر عمل کرتے رہے ہیں جب سے

اس نے سنا ہے:

[ قَالَ عُنْبَسَةُ فَمَا تَرَ كُتُبَهُنَّ مِنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَقَالَ

عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ مَا تَرَ كُتُبَهُنَّ مِنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عُنْبَسَةَ وَقَالَ

النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ مَا تَرَ كُتُبَهُنَّ مِنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَمْرِ بْنِ أَوْسٍ ]

( حدیث کے راوی ) حضرت عنبہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ حدیث ام

حبیبہ سے سنی تب سے اب تک میں نے بھی یہ سنتیں نہیں چھوڑیں۔ عمرو بن اوس کہتے ہیں

جب سے میں نے عنبہ سے یہ حدیث سنی ہے اب تک میں نے بھی یہ رکعتیں نہیں

چھوڑیں۔ نعمان بن سالم کہتے ہیں جب سے ہم نے عمرو بن اوس سے سنا ہے اب تک میں

نے بھی یہ سنتیں نہیں چھوڑیں۔<sup>①</sup>

آسمان کے دروازے کھول دیے گئے:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے

ایک شخص نے (نماز شروع کی اور) یہ دعا پڑھی:

[ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ]

(جب آپ ﷺ نے نماز ختم کر لی تو) پوچھا کہ یہ دعا کس نے پڑھی تھی؟

① مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبة، رقم: ۲۸ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ایک شخص نے کہا میں نے پڑھی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[عَجِبْتُ لَهَا فَتَحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ]

”اس دعا کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے (کہ یہ دعا سیدھی

عرش معلیٰ پر پہنچی) مجھے اس پر تعجب ہوا۔“

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

[فَمَا تَرَ كُتُهْنَ مُنْذُ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ يَقُولُ ذَلِكَ]

”جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا تھا تب سے اب تک

اس دعا کو میں نے کبھی بھی نہیں چھوڑا۔“<sup>①</sup>

آپ ﷺ کی پسندیدہ دعا:

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کون سی دعا سب سے زیادہ

پڑھا کرتے تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ دعا سب سے زیادہ پڑھتے تھے:

[اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ]

”یا اللہ! ہمیں دنیا میں بھی خیر و بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی خیر و بھلائی

سے نواز، اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔“

قتادہ فرماتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ جب بھی دعا کا ارادہ کرتے یہی دعا پڑھتے اور اگر کوئی

اور دعا کرنا چاہتے تو تب بھی اس دعا کو اس میں شامل کر لیتے۔<sup>②</sup>

کبھی گالی نہیں دی:

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

① مسلم، کتاب المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام والقراءة، رقم: ۴۰۱

② صحيح مسلم، كتاب الذكرو الدعاء، باب فضل الدعاء باللهم آتانا في الدنيا.....، رقم: ۲۶۹۰

”میں نے ایک آدمی دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ کہتا ہے، لوگ اسے قبول کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ چنانچہ میں نے دو مرتبہ کہا: [يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَيْكَ السَّلَامُ] ”اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: [عَلَيْكَ السَّلَامُ] نہ کہو کیونکہ یہ مردوں کے لیے سلام ہے، لہذا تم [السَّلَامُ عَلَيْكَ] کہو۔ میں نے کہا: کیا واقعی آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں میں اسی اللہ کا رسول ﷺ ہوں کہ جسے تم اپنی مصیبت میں پکارتے ہو اور وہی تمہاری مصیبت دور کرتا ہے۔ اگر تمہارے ہاں قحط سالی ہو، تو تم اسے پکارتے ہو اور وہی تمہارے لیے سبزہ اگاتا ہے اور جب تم کسی صحرا اور جنگل میں اپنی اونٹنی گم کر بیٹھتے ہو اور اس اللہ کو پکارتے ہو اور وہ تمہاری سواری تمہیں واپس لوٹا دیتا ہے۔“

میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے کہا: [لَا تَسْبَنَّ أَحَدًا] ”کسی کو گالی نہ دینا۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

[فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَا بَعِيرًا وَلَا شَاةً] <sup>①</sup>

”اس کے بعد سے آج تک میں نے کسی آزاد، غلام، اونٹ، بکری وغیرہ کو بھی کبھی گالی نہیں دی۔“

جب سے سنا، زکاۃ وصول کرنے والے کو راضی کر کے بھیجا:

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور شکایت کی کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے عالمین ہم پر زیادتی کرتے ہیں (کہ زیادہ زکوٰۃ

① ابو داؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی السبیل الازار، رقم: ۴۰۵۰  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

لیتے ہیں) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ]

”تم زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو راضی کر کے بھیجا کرو۔“

جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[مَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ]

[الْأَهُوَ عَنِّي رَاضٍ] <sup>①</sup>

”جب سے میں نے آپ ﷺ سے یہ فرمان سنا تب سے مجھ سے زکوٰۃ وصول

کرنے کے لیے آنے والا عامل ناراض ہو کر نہیں پلٹا۔“

سرکہ سے محبت:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی ﷺ نے اپنے گھر والوں سے سالن کے متعلق

پوچھا تو گھر والوں نے کہا، ہمارے پاس صرف سرکہ ہے۔ آپ نے سرکہ منگوا کر کھانا

شروع کر دیا۔ اور فرمایا: [نَعْمَ الْأَدَامُ الْبَحْلُ] سرکہ بہترین سالن ہے۔

جابر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: [فَمَا زِلْتُ أَحِبُّ الْحِلَّ مِنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ نَبِيِّ

اللَّهِ ﷺ] جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سرکہ کے متعلق سنا ہے میں ہمیشہ اس

سے محبت کرتا رہا ہوں۔ طلحہ فرماتے ہیں، جب سے میں نے جابر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث سنی

ہے، ہمیشہ سرکہ سے محبت کرتا ہوں۔ <sup>②</sup>

کدو سے محبت:

انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نبی ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک درزی غلام کے

پاس گیا۔ اس نے ایک بڑے تھال میں شریڈ ڈال کر پیش کیا اور اپنے کسی کام کے

① مسلم، کتاب الزکوٰۃ باب إِرْضَاءِ السُّعَاةِ، رقم: ۹۸۹

② مسلم، کتاب الحل باب فضيلة الحل: ۲۰۵۱

لیے چلا گیا۔

[فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْعَ الدَّبَائِ فَجَعَلْتُ أَتَّبِعُهُ فَأَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ  
قَالَ فَمَا زِلْتُ لَهْدَامَتِ الدَّبَائِ] <sup>1</sup>

نبی ﷺ نے اس برتن سے کد و تلاش کر کر کے کھانا شروع کیے تو میں نے بھی کد و ڈھونڈ کر آپ کے سامنے رکھنے شروع کر دیے پھر اس کے بعد میں ہمیشہ کد و سے محبت کرتا رہا ہوں۔

ازار بند نصف پنڈلی تک:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور تہ بند لٹک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [يَا عَبْدَ اللَّهِ اِرْفَعْ إِزَارَكَ] اے عبد اللہ! اپنے تہ بند کو لو پر کر۔“ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: [فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُ] ”میں نے اوپر کیا نبی ﷺ نے فرمایا اور اوپر کر میں نے اور اوپر کیا۔“ [فَمَا زِلْتُ أَحْمَرَاهَا بَعْدُ] اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے تہ بند کو نصف پنڈلی تک اونچا رکھتا۔ <sup>2</sup>

سبحان اللہ کیسی اطاعت شعاری ہے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہے  
ادھر فرمان مصطفیٰ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

تحریری وصیت ہمیشہ موجود رہی:

اسلامی عقیدہ کے مطابق موت لازمی ہے، موت کب آئے گی؟ کہاں آئے گی؟ اور کس حال میں آئے گی، کسی کو معلوم نہیں اس لیے کتاب و سنت میں حقوق العباد کے سلسلہ میں بطور خاص تاکید کی گئی ہے کہ ان کو فی الفور ادا کر دیا جائے۔ لین دین اور قرض وغیرہ

<sup>1</sup> صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب الشريد، ۵۴۲۰

<sup>2</sup> مسلم، کتاب اللباس، والزينة، حدیث: ۲۰۸۶

کی ادائیگی میں عجلت سے کام لیا جائے، کیوں کہ اندیشہ اس بات کا ہے کہ کہیں اچانک موت آجائے اور ایک بندہ مومن اپنے کسی فرض کی ادائیگی کا موقع نہ پاسکے اس سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کا ایک تاکید حکم یہ ہے:

[ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهٗ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيْتُ ثَلَاثَ لَيَالٍ اِلَّا وَ  
وَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ ]<sup>①</sup>

”کوئی مسلمان اگر کسی چیز کی وصیت کرنا چاہتا ہے تو وصیت کو تحریری شکل میں لائے بغیر اس کے لیے تین راتیں گزارنا جائز نہیں۔“

اس حدیث کے راوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

[ مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَلِكَ اِلَّا  
وَ عِنْدِي وَصِيَّتِي ]<sup>②</sup>

”رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث پاک کے سننے کے بعد مجھے پر کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ میرے پاس تحریری وصیت موجود نہ ہو۔“

آج حقوق و معاملات کے کتنے جھگڑے ہیں، جو محض اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ مرنے والے نے اپنے پیچھے کوئی ایسی تحریر نہیں چھوڑی جس سے اس کے وارثین اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کر سکیں، نبی اکرم ﷺ کا ہر فرمان خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ سے متعلق ہو ہمارے لیے اس کی اطاعت و اتباع ضروری ہے ایک جلیل القدر صحابی نے اپنے اسوہ سے ہمیں بتایا کہ احادیث رسول پر کس طرح سے عمل کیا جاتا ہے؟

حدیث سنتے ہی غلام آزاد کر دیا:

سعید بن مرجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ

① صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا، مسلم، کتاب الوصیة، ۲۷۳۸

② مسلم، کتاب الوصیة، ۶۲۷۶

اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[ مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِنْهُمَا أَرْبَا مِنْهُ مِنَ النَّارِ ]  
 ”جو مسلمان کسی غلام کو آزاد کرے گا، اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم کی آگ سے محفوظ فرما دیں گے۔“

سعید بن مرجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے میں نے یہ حدیث سنی تو سننے کے بعد میں علی بن حسین رضی اللہ عنہما (زین العابدین) کے پاس گیا اور ان سے یہی حدیث بیان کی تو انہوں نے فوراً اپنا ایک غلام آزاد کر دیا جب کہ وہ غلام انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دس ہزار درہم کا خریدا تھا۔<sup>①</sup>

..... پھر کبھی غیر اللہ کی قسم نہیں اٹھائی:

[ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعَنِي النَّبِيَّ ﷺ أَحْلِفُ بِأَبِي فَقَالَ يَا عُمَرُ! لَا تَحْلِفُ بِأَبِيكَ إِحْلِفُ بِاللَّهِ وَلَا تَحْلِفُ بِغَيْرِ اللَّهِ قَالَ فَمَا حَلَفْتُ بَعْدَهَا إِلَّا بِاللَّهِ - قَالَ وَرَأَيْتُ أَبُولُ قَائِمًا، فَقَالَ يَا عُمَرُ! (لَا) تَسْبُلُ قَائِمًا! فَمَا بُلْتُ بَعْدَ قَائِمًا ]

”عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی نے عمر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ اپنے باپ کی قسم اٹھا رہے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا اے عمر! اپنے باپ کی قسم نہ اٹھا۔ اللہ کی قسم اٹھا۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پس اس کے بعد میں نے صرف اللہ کی قسم اٹھائی۔ اور آپ نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ پس اس کے بعد میں کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔“

① صحیح مسلم: کتاب العتق، باب فضل العتق، رقم: ۱۵۰۹

لاٹھی بھی گرتی تو خود پکڑتے:

عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم سات یا آٹھ یا نو صحابہ نبی ﷺ کے ہاں حاضر خدمت تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کرتے؟ کیونکہ ہم تھوڑا عرصہ پہلے بیعت کر چکے تھے اس لیے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تو بیعت کر چکے ہیں، آپ ﷺ نے پھر دوبارہ فرمایا کہ تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کرتے ہو؟ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم تو بیعت کر چکے ہیں آپ نے پھر فرمایا کہ تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے؟ چنانچہ ہم نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھا دیے اور ساتھ عرض کیا کہ ہم تو یا رسول اللہ پہلے بیعت کر چکے ہیں اب کس بات پر بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

[ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَالصَّلَاةِ الْخَمْسِ وَتَطِيعُوا اللَّهَ..... ]

”اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور پانچوں نمازیں ادا کرو گے اور اللہ کی اطاعت کرو گے۔“

(راوی کہتا ہے) [وَأَسْرَ حِكْمَةً خَفِيَّةً] پھر آپ ﷺ نے آہستہ سے کہا:

[ وَلَا تَسْأَلُونَ النَّاسَ شَيْئًا ]

”لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔“

راوی کہتا ہے:

[ فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أَوْلِيَاكَ النَّفَرِ سَقَطَ سَوْطَ أَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ

أَحَدٌ يُنَاوِلُهُ آيَاهُ ]

اس بیعت میں شریک) کچھ لوگوں کو میں نے دیکھا تھا کہ اگر ان کی لاٹھی (سواری

وغیرہ سے) گر جاتی تھی تو وہ کسی کو یہ نہ کہتے تھے کہ لاشی اٹھا کر پکڑا دو۔<sup>①</sup>

ابو ہریرہ، نبی ﷺ کی وصیتوں پر کاربند رہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ کے نبی ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت کی تھی میں جب تک زندہ رہوں گا انھیں نہیں چھوڑوں گا۔

① [صِيَامٌ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ] (ہر مہینے تین روزے رکھوں گا۔)

② [وَرَكْعَتِي الضُّحَى] ”چاشت کی نماز پڑھتا رہوں گا۔“

③ [أَنْ أُوتَرَ قَبْلَ أَنْ أُنَامَ] وتر پڑھنے سے پہلے نہ سوؤں گا۔<sup>②</sup>

فائدہ = شیطان بڑا ہی بے ایمان ہے وہ انسان ایک نیکی دکھا کر دوسری نیکی سے پھیر دیتا ہے وہ کہتا ہے رات کو تہجد پڑھنی ہے اس وقت وتر پڑھ لینا پھر جب رات کا وقت ہوتا ہے تھکی لگا کر سلا دیتا ہے تہجد سے بھی گیا اور وتر سے بھی محروم کر دیا لہذا ایسے افراد جن کے لیے رات کو بیدار ہونا مشکل ہو وہ وتر اول رات ہی پڑھ لیا کریں۔

صحابہ نے سونے کی انگوٹھیاں پھینک دیں:

[عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا

مِنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنِّي

اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ وَقَالَ إِنِّي لَنْ أَلْبَسَهُ أَبَدًا فَنَبَذَ

النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ<sup>③</sup>]

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی،

① مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب النهی عن المسئلة، رقم ۱۰۴۳

② صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صیام ایام البيض، حدیث: ۱۹۸۱، مسلم، کتاب

صلاة المسافرین، وقصرها، رقم ۷۲۱

③ صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بانعال النبی، رقم: ۷۲۹۸

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کی (دیکھا دیکھی) انگوٹھیاں بنوائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی۔“ (تم نے بھی بنوائیں) چنانچہ آپ ﷺ نے انگوٹھی اتار کر پھینکی اور فرمایا: ”اب میں کبھی استعمال نہیں کروں گا۔“ (آپ کی اتباع میں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔“

فائدہ= نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے معنی پر سونے کی انگوٹھی پہن کر بڑا فخر اور غرور کرتے ہیں۔ یہ معنی کی انگوٹھی ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کے لیے سونا حرام کر دیا ہے حرام کا ارتکاب کر کے فخر کس بات پر۔

### فرمانبرداری کا بے مثال نمونہ:

سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عمر رضی اللہ عنہما کو کوئی تحفہ دینا چاہتے تو وہ عرض کرتے یا رسول اللہ! یہ تحفہ اس کو دیں جو مجھ سے زیادہ اس کا ضرورت مند ہو حتیٰ کہ ایک دن آپ ﷺ، عمر رضی اللہ عنہما کو مال دینے لگے تو انھوں نے فرمایا: یا رسول اللہ! مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دیں تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مال لے لو اور اسے اپنے پاس رکھو یا پھر صدقہ کر دو جو مال آپ کو ملے اور آپ کو اس کی لالچ نہیں ہے اور نہ ہی آپ نے وہ مانگ کر لیا ہو اسے لے لیا کرو اور جو آپ کو نہ ملے تو اس کی لالچ نہ رکھا کرو۔ سالم رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

[كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا أُعْطِيَ]

”آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کوئی چیز مانگتے نہیں تھے اگر کوئی چیز (خود بخود بغیر لالچ کے) مل جایا کرتی تھی تو اسے واپس نہیں کرتے تھے۔“<sup>①</sup>

① مسلم، کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الأخذ لمن أعطى من غير مسألة، حدیث: ۱۰۴۵

## اسی وقت عمل

اتباع سنت کا عظیم الشان مظاہرہ:

[ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ ، قَالَ [ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى الْفَاءِ نِعَالِكُمْ؟ ] قَالُوا رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَالْقَيْنَا نِعَالَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [ إِنَّ جَبْرِيلَ أَتَانِي فَاخْبَرَنِي أَنَّ فِيهَا قَدْرًا ] أَوْ قَالَ [ أَدَى ] وَقَالَ [ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَدْرًا أَوْ أَدَى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا ]<sup>①</sup>

”ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران نماز آپ ﷺ نے جوتے اتار کر بائیں جانب رکھ دیئے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ رسول اکرم ﷺ نے نماز ختم کی، انہوں نے دریافت فرمایا، تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”ہم نے چونکہ آپ ﷺ کو جوتے اتارتے دیکھا، لہذا ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے جبرائیل علیہ السلام نے آ کر بتایا: ”میرے جوتوں میں غلاظت ہے۔“ یا کہا: ”تکلیف دہ چیز ہے۔“ (لہذا میں نے جوتے اتار دیئے) پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحت فرمائی: ”جب مسجد میں

① ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب الصلاة في النعل، حدیث: ۶۵۵  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

نماز پڑھنے آؤ تو پہلے اپنے جوتوں کو اچھی طرح دیکھ لیا کرو، اگر ان میں غلاطت ہو تو اسے صاف کرلو، پھر ان میں نماز پڑھو۔“

**فائدہ** = صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت اور تزکیہ نفس اس کمال کو پہنچ چکا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل دیکھ کر کسی حکمت اور مصلحت کا انتظار نہیں کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا علم نہیں تھا کہ آپ ﷺ نے جوتے کیوں اتارے بس یہ علم ہوا کہ آپ ﷺ نے اتار دیے ہیں انھوں نے بھی اتار دیے۔

**سونے کی انگٹھی:**

[ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى خَاتِمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ وَقَالَ [ يَعْمُدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ ] فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُذْ خَاتِمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا آخُذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ]<sup>①</sup>

”عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ (کی انگلی) میں سونے کی انگٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: ”تم سے کوئی سونے کی انگٹھی پہن کر گویا آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس آدمی سے کہا گیا انگٹھی اٹھا لو اور اس سے کوئی (دوسرا) فائدہ حاصل کر لو (یعنی اپنی بیوی یا بہن کو دے دو یا فروخت کر دو) صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اللہ کی قسم! جس انگٹھی کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہے اسے کبھی نہ اٹھاؤں گا۔“

① مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم خاتم الذهب علی الرجال، حدیث: ۲۵۹۵

فرمان مصطفیٰ ﷺ سنتے ہی بالوں اور لباس کی حالت بدل لی:

عَنِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِرَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمُ الْأَسَدِيُّ لَوْ لَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ] فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا فَعَجِلَ فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ<sup>①</sup>

”صحابی رسول ﷺ ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر خریم اسدی کے بال لمبے نہ ہوتے اور تہ بند نیچے لٹکانہ ہوتا تو بہت اچھا آدمی تھا۔“ رسول اللہ ﷺ کی یہ بات خریم اسدی تک پہنچی، تو خود ہی چھری لے کر کانوں تک اپنے بال کاٹ دیئے اور تہبند نصف پنڈلیوں تک اونچا کر لیا۔“

فرض نماز کے متصل بعد نوافل کی ادائیگی:

سائب بن اخت نئیر فرماتے ہیں کہ میں نے مقصورہ کے مقام پر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی جب سلام پھیرا تو میں اسی جگہ پر (جہاں میں نے فرض پڑھے تھے) نفل پڑھنے شروع کر دیے جب معاویہ رضی اللہ عنہ (اپنی منزل میں) داخل ہوئے تو مجھے بلوا بھیجا میں گیا تو فرمایا پھر ایسا نہ کرنا جب تو جمعہ کی نماز پڑھ لے تو جب تک کوئی بات نہ کر لے یا جگہ کو بدل نہ لے تب تک کوئی دوسری نماز نہ ملانا:

[فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذَلِكَ أَنْ لَا نُوَصِّلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتَّى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ]<sup>②</sup>

”کیونکہ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا تھا کہ جب تک ہم (دو قسم کی نمازوں

① ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ما جاء في البال الإزار، حدیث: ۴۰۸۹

② مسلم، کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة، رقم: ۸۸۳ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی آزاد و اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کے درمیان) کوئی بات نہ کر لیں یا جگہ نہ بدل لیں تب تک دوسری نماز نہ ملائیں۔“  
فائدہ= کسی مصلحت کے لحاظ کیے بغیر خلاف سنت کام سے فوراً روک دیا۔

حکم رسول ﷺ سن کر ایک قدم بھی نہیں اٹھایا:

[ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اسْتَوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ: [إِجْلِسُوا] فَسَمِعَ ذَلِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَلَسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ [تَعَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ] ①

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ (خطبہ دینے کے لئے) منبر پر تشریف لائے تو فرمایا: ”لوگو! بیٹھ جاؤ۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سنا تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: ”عبداللہ! مسجد کے اندر آ کر بیٹھو۔“

فائدہ= صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی بات سن کر فوراً عمل کے لیے تیار ہو جاتے تھے، کسی قسم کی مصلحت، حکمت ان کے رستے میں رکاوٹ نہیں بنی تھی وہ فرمان رسول کے مقابلے میں عقل کو ایک سائڈ پر کر دیتے تھے۔

قباء والوں نے نماز میں قبلہ بدل لیا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (جب ہجرت کر کے) مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنے ننھیال میں، جو انصار سے تھے ان کے ہاں رہائش اختیار کی اور آپ ﷺ نے (مدینہ آنے کے بعد) سولہ مہینے یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی مگر آپ ﷺ کو یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کا قبلہ کعبہ ہو جائے۔ (جب قبلہ تبدیل ہو گیا) سب سے پہلی نماز جو آپ ﷺ نے (کعبہ کی طرف منہ کر کے)

① ابوداؤد، کتاب الصلاة، باب الامام یکلّم الرجل فی خطبته، رقم: ۱۰۹۱

پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ نماز میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک شخص چلا گیا اور کسی مسجد کے قریب سے گزرا تو دیکھا کہ وہ لوگ (بیت المقدس کی طرف منہ کر کے) نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے کہا:

[ أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ مَكَّةَ ]

”میں اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے۔“<sup>①</sup>

(یہ سنتے ہی) وہ لوگ جس حالت میں تھے اسی حالت میں کعبہ کی طرف پھر گئے اور جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے تو یہود اور (جملہ) اہل کتاب بہت خوش ہوتے تھے مگر جب آپ ﷺ نے اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا تو یہ انہیں بہت ناگوار گزارا۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کے دور میں وفات پائی یا کچھ لوگ اس دوران شہید ہو گئے تو صحابہ نے قبلہ تبدیل ہونے کے بعد کہا کہ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہوئے وفات پا گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ (البقرة: ۱۴۳)

”اللہ تمہارے ایمان (یعنی نماز کو ضائع نہیں کرے گا۔“<sup>②</sup>

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ”فتح الباری“ میں فرماتے ہیں: تحقیق یہ ہے کہ بیت اللہ کی طرف سب سے پہلی نماز آپ ﷺ نے ظہر کی پڑھی ہے بنو سلمہ کے قبیلے میں جب بشر بن براء بن معرور فوت ہوتے ہیں اور مسجد نبوی میں سب سے پہلی نماز عصر کی پڑھی ہے۔

① صحیح البخاری، رقم: ۴۱

② صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الصلاة من الایمان، رقم: ۴۰

## دوران نماز رسول ﷺ کی آواز:

ابوسعید رضی اللہ عنہ بن معقل فرماتے ہیں: میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے آپ کو جواب نہ دیا (بلکہ نماز مکمل کرنے کے بعد گیا) میں نے کہا یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا (اسی وجہ سے دیر ہو گئی) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا۔

﴿اَسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ﴾ (الانفال: ۲۴)

جب بھی رسول تمہیں زندگی بخش چیز کی طرف بلائیں تو جواب دو (نبی ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اگر تم نماز بھی پڑھ رہے ہو اور رسول ﷺ بلائیں تو نماز کو توڑ کر جواب دینا ہوگا) پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے میں آپ کو ایک ایسی سورت سکھانا چاہتا ہوں جو قرآن کی سورتوں میں سے (اجر کے لحاظ سے) بڑی ہے پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب باہر نکلنے ہی والے تھے میں نے کہا کہ آپ نے مجھ سے سورت سکھانے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا؟ تو آپ نے فرمایا (وہ سورت) الحمد للہ رب العالمین ہے یہ سورت سبع مثانی ہے (بار بار پڑھی جانے والی ہے) اور قرآن عظیم ہے۔<sup>①</sup>

فائدہ= یہ واقعہ دو صحابیوں رضی اللہ عنہما سے پیش آیا ہے، بخاری شریف میں ابوسعید بن معقل کا ذکر ہے ورتزندی میں ابی بن کعب کا ذکر ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں یہ دونوں الگ الگ واقعے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی، فتح الباری)

عمر رضی اللہ عنہ نے اطاعت رسول میں دو لونڈیوں کو آزاد کر دیا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کو جنگ حنین میں دو لونڈیاں ملیں ان کو مکہ کے کسی گھر میں رکھا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدیوں کو احسان کرتے ہوئے چھوڑ دیا لوگ گلیوں میں دوڑ رہے تھے جس کی وجہ سے شور ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے

① صحیح البخاری کتاب التفسیر باب اولو سمیت ام الكتاب، رقم: ۴۷۷۴



فرمایا کہ دیکھو یہ شور کیسا ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو رہا کر دیا ہے ان کا شور ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[اِذْهَبْ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ]

”جاؤ میرے حصے کی دو لونڈیوں کو بھی آزاد کر دو۔“<sup>①</sup>

### چاندی کا پیالہ پھینک دیا:

ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں، حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں رہتے تھے۔ (وہاں کے امیر تھے) انھوں نے پانی مانگا۔ اس بستی کے بڑے آدمی نے چاندی کے پیالے میں پانی پیش کیا، حذیفہ نے اس پیالے کو پھینک دیا اور کہا: [إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا نَهَيْتُهُ فَلَمْ] میں نے اسے منع بھی کیا ہے اس میں پانی نہ دیا کر۔ نبی ﷺ نے ہم کو ریشم پہننے سے اور سونے چاندی کے برتنوں میں پینے سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے یہ برتن کافروں کے لیے دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔<sup>②</sup>

### مسجد کی طرف اٹھنے والے ہر قدم کا ثواب:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد کے ارد گرد کچھ پلاٹ خالی ہو گئے تو (قبیلہ) بنو سلمہ نے (مدینے کی بیرونی آبادی سے) مسجد کے پاس خالی پلاٹوں میں منتقل ہونا چاہا لیکن جب نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تم مسجد کے قریب آنا چاہتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ!

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[يَا بَنِي سَلَمَةَ دِيَارُكُمْ تُكْتَبُ اِثَارُكُمْ دِيَارُكُمْ تُكْتَبُ اِثَارُكُمْ]

① صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما کتبان النبی یعطى المؤلفه، رقم: ۳۱۴۴  
باب الجهاد باب ۹۳

② صحیح البخاری، کتاب الأشربة، باب الشرب فی ابیة الفضة، حدیث: ۵۶۳۲

”اے بنو سلمہ! اپنے (موجود) گھروں میں ہی رہو (جب تم مسجد میں نماز کے لیے چل کر آتے ہو) تو تمہارے قدموں (کا ثواب) لکھا جاتا ہے اے بنو سلمہ اپنے گھروں میں ہی رہو تمہارے قدموں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے کہ بنو سلمہ نے کہا:

[ مَا كَانَ يَسْرُنَا اَنَا كُنَّا تَحْوِلُنَا ]

”اب ہمیں مسجد کے پاس منتقل ہو جانا اچھا نہیں لگتا۔“<sup>①</sup>

نماز میں صف بندی:

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[ اَقِيْمُوا صُفُوْفَكُمْ فَاِنِّي اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي ]

”تم صفوں کو درست کر لیا کرو کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[ وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَ قَدَمَهُ بِقَدَمِهِ ]<sup>②</sup>

”فرمان نبوی ﷺ سن کر ہماری یہ حالت ہو گئی کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے ساتھ والے کے کندھے سے اپنا کندھا اور اس کے قدم کے ساتھ قدم ملا دیتا تھا۔“

**فائدہ=** آج لوگ یہ تو بہت کہتے ہیں کہ نبی ﷺ آگے سے بھی پیچھے دیکھتے تھے لیکن اس بات کی طرف ان کی بالکل توجہ نہیں کہ اس کی وجہ اور سبب کیا ہے۔ آپ ﷺ تو اس وجہ سے دیکھتے کہ کیا پیچھے والوں نے صف بندی صحیح اور درست کر لی ہے۔ آج ہم صف بندی کو درست نہیں کرتے اور معجزے کا شور مچاتے رہتے ہیں۔

① مسلم، کتاب المساجد، باب فضل الصلوة المكتوبة في جماعة، رقم ۶۶۵

② صحيح البخاری، کتاب الاذان باب الزايق المنكب، رقم: ۷۲۵

فرمان مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے قسم توڑ دی:

تمیم بن طرفہ کہتے ہیں ایک سائل نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما سے خادم خریدنے کے لیے کچھ خرچہ مانگا، عدی بن حاتم نے کہا میرے پاس سوائے ذرع اور خود کے کچھ بھی نہیں۔ میں تجھے لکھ دیتا ہوں میرے گھر والوں سے وہ لے لے۔ وہ سائل اس سے ناراض ہو گیا کہ (میں نے اتنا کم نہیں لینا) اس سے عدی بن حاتم غصے میں آگئے اور کہا: [وَاللّٰهِ مَا غَطِيْتُكَ شَيْئًا] اللہ کی قسم! میں تجھے کچھ بھی نہیں دوں گا۔ کچھ دیر کے بعد وہ آدمی ذرع اور خود پر ہی راضی ہو گیا تو پھر عدی نے کہا:

[أَمَّا وَاللّٰهِ لَوْ لَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ عَلٰی

يَمِينٍ ثُمَّ رَأَىٰ أَتَقَىٰ لِلّٰهِ مِنْهَا فَلْيَأْتِ التَّقْوَىٰ مَا حَنَسْتُ يَمِينِي] <sup>1</sup>

”اللہ کی قسم! اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ آپ نے فرمایا جو شخص کوئی قسم اٹھائے پھر اس سے زیادہ اللہ کے تقویٰ والی چیز دیکھے تو وہ تقویٰ والا کام کرے تو میں کبھی بھی قسم نہ توڑتا۔“

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھایا ہوا کھانا قے کر دیا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر کا ایک غلام تھا جو روزانہ مقرر کردہ خراج ابو بکر رضی اللہ عنہما کو ادا کیا کرتا تھا اور آپ اس کے لائے ہوئے خراج سے کھایا کرتے تھے ایک دن وہ کھانے کی کوئی چیز لایا آپ نے اس میں سے کچھ کھالیا تب غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں میں نے ایک شخص کی کہانت کی (یعنی نجومیوں کی طرح بتایا کہ بری قسمت میں کیا ہوگا) میں کہانت جانتا تو نہیں تھا لیکن میں نے ٹکا لگایا تھا (لیکن اس کا

<sup>1</sup> صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمیناً فرای غیرہا خیراً منها، حدیث:

وہ کام اس طرح ہو گیا جیسے میں نے بتایا تھا) آج وہ مجھے ملا اور اس نے میری کہانت کا انعام دیا تو یہ کھانا اس میں سے لایا ہوں جسے آپ نے کھالیا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں انگلی ڈالی اور الٹی کر ڈالی۔<sup>①</sup>

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پست آواز سے کلام کرتے تھے:

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ جب بنو تمیم کا ایک قافلہ آیا، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما میں سے ایک نے اقرع بن حابس کا نام پیش کیا تو دوسرے نے کسی دوسرے شخص کا نام (امارت وغیرہ کے لیے) پیش کیا، حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تمہارا مقصد میری مخالفت ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا مقصد آپ کی مخالفت نہیں ہے، اس سلسلے میں دونوں کی آوازیں اللہ کے رسول کے سامنے بلند ہونے لگیں تو اللہ احکم الحاکمین نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ

النَّبِيِّ.....﴾

(الحجرات: ۲)

”اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر بلند نہ کیا کرو.....“  
کہیں تمہارے اعمال تباہ نہ ہو جائیں۔“

راوی کہتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتنی پست آواز سے بات کیا کرتے تھے نبی کریم ﷺ کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا (عمر! کیا کہہ رہے ہو؟)<sup>②</sup>

قرآنی آیت پر عمل کرنے کا عجیب و غریب نمونہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عیینہ بن حصن اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے اور حضرت حر بن قیس، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب لوگوں میں سے (اور حضرت عمر کی

① صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ایام الجاهلیة، رقم: ۳۸۴۲

② صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب لا ترفعوا، اصواتکم، رقم: ۴۸۴۵

مجلس شوریٰ کے ممبر تھے) عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے لوگ کچھ نوجوان اور کچھ ادھیڑ عمر تھے لیکن تھے سب قرآن کے حافظ اور قاری۔ عیینہ نے حضرت حر سے کہا کہ کیا آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے میرے لیے ملاقات کی اجازت لے سکتے ہو؟

انھوں نے کہا ہاں میں آپ کے لیے اجازت لوں گا پھر انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، عیینہ نے جاتے ہی حضرت عمر سے کہا اے خطاب کے بیٹے! آپ ہمیں نہ کچھ دیتے ہیں اور نہ ہی ہمارے فیصلے انصاف سے کرتے ہو۔ (وہ ابھی اتنا کہہ پایا تھا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور سزا دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن حضرت حر بن قیس نے عرض کی امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (نبی کائنات ﷺ) کو حکم فرمایا ہے:

﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴾

”آپ معاف کر دیا کریں اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں (کی باتوں) کی پرواہ نہ کیا کریں۔“

(الاعراف: ۱۹۹)

امیر المؤمنین یہ بھی جاہل ہی تو ہے۔

راوی کہتا ہے اللہ کی قسم! جب حضرت حر نے یہ آیت تلاوت کی تو ان کا غصہ کافور ہو گیا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت مبارکہ تھی کہ قرآنی آیات پر فوراً عمل کیا کرتے تھے۔<sup>①</sup>

## محبوب جیسا عمل

شیطانی آلہ کی آواز:

[عَنْ نَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِرْمَارًا قَالَ فَوَضَعَ إِصْبَعِيهِ عَلَى أُذُنِيهِ وَنَأَى عَنِ الطَّرِيقِ وَقَالَ لِي يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ

① صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء، بسنن رسول اللہ ﷺ، رقم: ۷۲۸۶

شَيْئًا قَالَ فَقُلْتُ لَا، قَالَ: فَخَرَجَ إِصْبَعِيهِ مِنْ أُذُنِيهِ وَقَالَ كُنْتُ  
مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعَ مِثْلَ هَذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا - قَالَ نَافِعُ :  
فَكُنْتُ إِذَا ذَاكَ صَغِيرًا [1]

”نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بانسری کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں اور راستے کی دوسری سمت کافی دور نکل گئے اور مجھ سے پوچھا: ”اے نافع! کیا کچھ سن رہے ہو؟“ میں نے عرض کیا: ”نہیں!“ تب انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں سے نکالیں اور فرمایا: ”میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، رسول اللہ ﷺ کی بانسری کی آواز سنی اور ایسے ہی کیا (جیسے میں نے اب کیا ہے) حضرت نافع نے یہ بھی بتایا کہ اس وقت میں چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔“

جس چیز سے محبوب علیہ السلام نے کراہت کی:

[ عَنْ أَبِي أَيُّوبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا  
أَتَى بِطَعَامٍ أَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَيَّ وَ إِنَّهُ بَعَثَ إِلَيَّ يَوْمًا  
بِفَضْلِهِ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا لِأَنَّ فِيهَا ثُومًا فَسَأَلْتُهُ أَحْرَامٌ هُوَ؟ قَالَ [لَا  
وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ] قَالَ فَإِنِّي أَكْرَهُهُ مَا كَرِهْتُ [2]

”ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اس سے تناول فرمانے کے بعد میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک روز آپ ﷺ نے برتن جوں کا توں کھائے بغیر میری طرف بھیج دیا کیونکہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: ”کیا لہسن حرام ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! لیکن میں اس کی بو کی وجہ سے

① ابوداؤد، کتاب الأدب، باب کراہیۃ الغناء والزر، حدیث: ۴۹۲۴

② مسلم، کتاب الاشریۃ، باب اباحۃ أکل الثوم، حدیث: ۲۰۵۳

اسے پسند نہیں کرتا۔“ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: ”پھر جو چیز آپ ﷺ پسند فرماتے ہیں، میں بھی اسے ناپسند فرماتا ہوں۔“

مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں رستے سے دور ہو گئے:

[عَنْ مُجَاهِدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي سَفَرٍ فَمَرَّ بِمَكَانٍ فَحَادَّ عَنْهُ فَسُئِلَ لِمَ فَعَلْتَ؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلْتُ هَذَا فَفَعَلْتُ] <sup>①</sup>

”مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں جا رہے تھے ایک جگہ سے گزرے، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راستے سے دور ہٹ گئے۔ ان سے پوچھا گیا: ”آپ نے ایسا کیوں کیا؟“ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے، اس لئے میں نے ایسا کیا ہے۔“

مسجد قباء میں دو رکعت نماز:

عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ نبی ﷺ ہر ہفتے مسجد قباء میں سوار ہو کر اور کبھی پیدل جایا کرتے تھے (اور اس میں دو رکعت پڑھا کرتے تھے) عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے (اس سنت پر عمل کرتے ہوئے ہر ہفتے جایا کرتے تھے اور وہاں جا کر دو رکعت ادا کیا کرتے تھے) <sup>②</sup>

جو رسول اللہ ﷺ کا محبوب وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا محبوب۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بنو تمیم کے متعلق تین فضیلتیں سنی ہیں میں ان سے بہت محبت کرتا ہوں، آپ نے ان کے متعلق فرمایا تھا:

① [هُمُ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَالِ] یہ لوگ میری امت میں دجال پر سب سے زیادہ

① احمد مسند عبد اللہ بن عمر، حدیث: ۴۸۵۵

② صحیح البخاری، روایت فیصل المصلا، فی حوائج المسلمین، اسلام آباد، مکتبہ المدینہ، ص ۱۰۱، ۱۰۲

سخت ہیں۔“

❖ جب ان کے صدقات مدینے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا [هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا] یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔

❖ ان کے قبیلے کی ایک عورت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: [أَعْتَقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ] عائشہ! اسے آزاد کر دے، یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔<sup>①</sup>

**فائدہ** = دور جاہلیت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوم اور بنو تمیم کے درمیان بڑی عداوت تھی۔ لیکن اطاعت اور فرمانبرداری کا تقاضا یہی ہے کہ جاہلیت کی عداوتوں اور نفرتوں کو ختم کر کے رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر دل و جان سے محبت کی جائے۔ سبحان اللہ کیا شان تھی۔ صحابی رسول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی۔

**محبوب کی ہر ادا محبوب:**

[ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا كَانَ حِينَ رَاحَ رُحْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَى الْإِمَامَ فَصَلَّى مَعَهُ الْأُولَى وَالْعَصْرُ ثُمَّ وَقَفَ مَعَهُ وَأَنَا وَأَصْحَابِي لِي حَتَّى أَفَاضَ الْإِمَامُ فَأَفْضُنَا مَعَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الْمُضِيِّقِ دُونَ الْمَازِمِينَ فَأَنَاخَ وَأَنْخَنَا وَنَحْنُ نَحْسَبُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُصَلِّيَ فَقَالَ غَلَامُهُ الَّذِي يَمْسِكُ رَاحِلَتَهُ إِنَّهُ لَيْسَ يُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا انْتَهَى إِلَى هَذَا الْمَكَانِ قَضَى حَاجَتَهُ فَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَقْضِيَ حَاجَتَهُ ]<sup>②</sup>

① صحیح البخاری، کتاب العتق، رقم: ۲۵۴۳

② کتاب وسنت، مفتی عبداللہ مین عکھی، جامعہ والی آرڈو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

”انس بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا جب وہ کہیں جاتے تو میں بھی ان کے ساتھ جاتا۔ یہاں تک کہ ہم امام کے پاس پہنچے اور اس کے ساتھ نماز ظہر و عصر (جمع کر کے) ادا کیں۔ پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وقوف فرمایا، تو میں اور میرے ساتھیوں نے بھی ان کے ساتھ وقوف کیا۔ یہاں تک کہ امام (عرفات سے) واپس لوٹے تو ہم بھی ان کے ساتھ واپس لوٹے یہاں تک کہ اسی تنگ راستے پر پہنچے جو مازین (جگہ کا نام) سے پہلے ہے۔ وہاں پہنچ کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے سواری بٹھا دی اور ہم نے بھی اپنی سواریاں بٹھا دیں۔ ہمارا خیال تھا کہ اب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھیں گے لیکن جو ملازم ان کی سواری پر متعین تھا، اس نے بتایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز نہیں پڑھنا چاہتے بلکہ نبی اکرم ﷺ یہاں پہنچ کر حاجت ضروریہ سے فارغ ہوئے تھے، چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی جگہ حاجت ضروریہ سے فارغ ہونا پسند کرتے تھے۔“

رسول اللہ ﷺ والے چار کام:

عبید بن جریج نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا، ابو عبد الرحمن آپ چار کام ایسے کرتے ہیں میں نے وہ کسی اور کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا وہ کون سے کام ہیں۔ ابن جریج نے کہا:

[رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيْنَ]

① آپ بیعت اللہ کے صرف دو کونوں کو چھوتے ہیں۔

[رَأَيْتُكَ نَلْبَسُ النِّعَالَ السَّبِيَّةَ]

② اور آپ سستی جوتے پہنتے ہیں۔

[رَأَيْتُكَ تَصْبِغُ بِلِصْفُرَةٍ]

③ آپ بالوں کو زرد رنگ سے رنگتے ہیں۔

④ لوگ ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی تلبیہ کہنا شروع کر دیتے ہیں [وَ كَمْ تَهَلَّ أَنْتَ حَتَّى

كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ] اور آپ یوم الترویہ (آٹھ ذوالحجہ) کو تلبیہ کہتے ہیں۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا یہ چاروں کام میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے

دیکھا ہے۔ آپ ایسا کرتے تھے اس لیے میں ایسا کرتا ہوں۔<sup>①</sup>

[سببیتہ] چڑے کا وہ جوتا جس پر بال نہ ہو۔

دس عدد نیکیوں کی طلب اور تمنا:

ہمیشہ با وضو رہنے اور دوسری نماز کے وقت از سر نو وضو کرنے کی فضیلت متعدد

احادیث میں بیان ہوئی ہے، ابو غطفیف ہذلی کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

کے پاس موجود تھا جب ظہر کی اذان ہوئی تو آپ نے وضو کر کے نماز ادا فرمائی، پھر عصر کی

اذان ہوئی دوبارہ وضوء فرمایا، یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو عبد

اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

[كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ تَوَضَّأَ عَلَيَّ طَهَّرَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ

عَشْرَ حَسَنَاتٍ] <sup>②</sup>

”رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی نے با وضوء ہونے کے باوجود

وضوء کیا تو اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔“

اسی طرح اسماء بنت زید بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے عبد اللہ

بن حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہما کے ذریعہ حکم عام دیا کہ ہر نماز کے لیے وضوء کیا کریں، خواہ

با وضوء ہوں یا وضوء ٹوٹ چکا ہو، پھر جب لوگوں کے لیے امر دشوار ہوا تو آپ ﷺ نے ہر

نماز کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیا، حضرت اسماء آگے فرماتی ہیں:

① صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب غسل الرجلین فی النعلین، حدیث: ۱۶۶

② ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب الرجل یجد دا الوضوء، من غیر حدث کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

[ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَى أَنَّ بِهِ قُوَّةَ فَكَانَ لَا يَدْعُ الْوُضُوءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ ]<sup>①</sup>

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اندر طاقت پاتے تھے اسی لیے وہ ہر نماز کے لیے وضوء کرتے تھے۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے کتب احادیث میں بہت سے واقعات منقول ہیں جن سے ان کے جذبہ اتباع سنت کا پتہ چلتا ہے۔ محبت رسول اور اتباع رسول کا اسلامی مزاج کیا ہے؟ اسے معلوم کرنے کے لیے ہمیں خاص طور پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

www.KitaboSunnat.com: مغرب کی نماز سے پہلے دو سنتیں:

مغرب کی فرض نماز سے پہلے دو سنتوں کا تذکرہ صحیح احادیث میں موجود ہے، نبی اکرم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر تینوں سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔<sup>②</sup>

مغرب کی نماز فرض سے پہلے دو سنتیں بعض حلقوں میں بسا اوقات موضوع کا بحث بن جاتی ہیں، بہت سے لوگ اسے جانتے بھی نہیں۔ اردو میں نماز کے احکام و مسائل پر جو کتابیں عوام کے ہاتھوں میں پائی جاتی ہیں، بیشتر میں ان کا تذکرہ تک نہیں ملتا۔ آئیے دیکھیں اس سنت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کتنا عمل تھا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

[ لَقَدْ أَدْرَكْتُ كُبَّارًا أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ يَتَدَرُونَ السَّوَارِي عِنْدَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ ]

”میں نے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ مغرب کے وقت مسجد کے ستونوں کی طرف نماز کے لیے دوڑتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ نفل اس وقت تک پڑھتے

① ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب السواک

② بلوغ المرام مع اتحاف الکرام

تھے جب تک رسول اللہ ﷺ امامت کے لیے نکل نہ آئیں۔“

### غزوہ ذات الرقاع:

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے ہم چھ آدمیوں کے پاس صرف ایک اونٹ تھا جو ہم باری باری اس پر سوار ہوتے ہمارے قدم پھٹ گئے میرے قدم بھی پھٹ گئے اور میرے ناخن بھی گر گئے اور ہم نے اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھی تھیں اس لئے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع پڑ گیا (یعنی پیوں دھبیوں والی جنگ) کیونکہ نبی ﷺ کا حکم تھا اس لئے صحابہ نے اتنا سخت سفر کیا۔<sup>①</sup>

### میرے لیے لحد بنانا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ سے حد درجہ محبت رکھتے تھے، آپ کے حکم پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار قریش کے سفیر نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذات نبوی سے قلبی لگاؤ دیکھ کر کہا تھا کہ میں نے آج تک کسی عظیم شخصیت کے اتنے مخلص جانثار نہیں دیکھا۔ نبی اکرم ﷺ جب تک حیات رہے آپ کے ہر فرمان پر قربان ہو جاتے اور آپ ﷺ کی زندگی کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوشش کی ہے کہ آپ کی سیرت سے تجاوز نہ کریں، اس سلسلے میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وصیت ہیں کتب احادیث میں ملتی ہے، جو ان کی محبت رسول کی زندہ و جاوید مثال ہے۔

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الموت میں وصیت فرمائی:

[ اَلْحَدُوْا لِيْ اَللَّحْدَا وَاَنْصِبُوْا عَلَيَّ اَللِّبْنَ نَضْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ  
اللّٰهِ ﷺ ]<sup>②</sup>

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ ذات الرقاع، رقم: ۴۱۲۸

② صحیح مسلم، کتاب الجنائز

”میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لانا جیسے رسول اللہ ﷺ کے لیے بنائی گئی۔“

آج قبر پرستی کا جو طوفان برپا ہے اور جگہ جگہ صوفیائے کرام اور بزرگان دین کی پختہ قبریں اور ان پر قبے بنے ہوئے ہیں، ان کو دیکھئے اور اندازہ کیجئے کہ وہ امت جسے توحید کا علم بردار بنایا گیا تھا، شرک اور بدعت کی کن تارکیوں میں بھٹک رہی ہے، پختہ قبر بنانے کی صریح ممانعت کے باوجود مسلمانوں کے قبرستان پختہ قبروں سے بھرے پڑے ہیں، بزرگان دین کے مزارات کے بارے میں بعض ثقہ مصنفین کی جب اس قسم کی تحریریں ہم پڑھتے ہیں تو حد درجہ افسوس ہوتا ہے کہ فلاں بزرگ بڑے اللہ والے تھے، فلاں مقام پر آج بھی ان کی قبر مرجع خلائق بنی ہوئی ہے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کی اس وصیت سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ جس معاشرہ میں شرک و بدعت کے مظاہر عام ہو چکے ہوں، مرنے والا اپنے وارثین کو وصیت کرے کہ وہ اس کے مرنے کے بعد خلاف سنت کوئی کام نہیں کریں گے۔

آپ کی خواہش کا احترام اور صحابہ کی زندگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[لَوْ لَا أَنْ أُشَقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ] وَفِي رِوَايَةٍ [عَلَى أُمَّتِي لِأَمْرَتِهِمْ  
بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ] <sup>①</sup>

”اگر میں مومنوں پر مشقت نہ سمجھتا، ایک روایت میں ہے: امت پر مشقت نہ سمجھتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔“

عائشہ رضی اللہ عنہا کی شہادت یہ ہے کہ آپ جب گھر میں تشریف لاتے تو مسواک کرتے ہوئے تشریف لاتے یا گھر میں داخل ہو کر پہلا کام مسواک کی صورت میں انجام دیتے، اسی طرح بعض دیگر صحابہ نے بھی آپ کے بکثرت مسواک کرنے کا تذکرہ کیا ہے، بہر حال

① صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک

آپ ﷺ نے نماز یا وضو کے لیے مسواک کو ضروری قرار نہیں دیا لیکن نبی اکرم ﷺ کے طرز عمل، آپ کے اسوہ اور آپ کی خواہش کا احترام ہمیں صحابہ کرام کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ جو خود اس حدیث کے راوی ہیں، ان کے بارے میں ان کے مشاگرد ابو سلمہ بن عبد الرحمن کی شہادت یہ ہے۔

[فَرَأَيْتُ زَيْدًا يَجْلِسُ فِي الْمَسْجِدِ وَ أَنَّ السِّوَاكَ مِنْ أُذُنِهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ فَكَلَّمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اسْتَاكَ] <sup>①</sup>

”میں نے زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور کان پر جہاں کاتب اپنا قلم رکھتا ہے، مسواک رکھتے تھے، جب نماز کے لیے اٹھتے تو مسواک کر لیتے۔“

### محبوب جیسی ادا:

[عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي مَحْلُولًا أُرْرَارَةً فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ]

”زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھلے ہنٹوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو میں نے ان سے پوچھا: ”آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟“ تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔“ (ابن خزیمہ)

**فائدہ:** دنیا سے محبت کرنے والا شخص جب کسی کو اپنا ہیرو سمجھ لیتا ہے پھر اس کی ہر ادا اچھی ہو یا بری ہو اس کے لیے ایک فیشن کی حیثیت رکھتی ہے وہ اسے ایک فیشن اور سٹائل سمجھ کر اپناتا ہے خواہ وہ پاگل اور بے وقوف ہی لگتا ہو۔ قربان جائیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نذاز سے جنھوں نے اپنا ہیرو امام الانبیاء کو بنایا پھر انھوں نے ان کی ہر ادا کو اپنے لیے

① ابوداؤد، کتاب الہارۃ، باب السواک، رقم: ۴۷

کامیابی کا زینہ سمجھا۔ سبحان اللہ

رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ستون کے پیچھے نماز:

یزید بن ابوعبیدہ فرماتے ہیں کہ میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ (مسجد نبوی میں) آتا تو آپ مصحف والے ستون کے پاس جا کر نماز ادا کرتے تھے میں نے ایک دن ان سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ تو انھوں نے فرمایا:

[رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا] <sup>①</sup>

”میں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ یہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذوق عبادت:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ (نے چٹائی کا ایک حجرہ بنایا اس) حجرے میں نماز پڑھتے حجرے کی دیوار چھوٹی تھی لوگوں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتا ہوا دیکھا تو وہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے لگے پھر صبح کو دوسرے صحابہ کو علم ہوا تو جب آپ ﷺ نے دوسری رات قیام کیا تو (پہلی رات سے زیادہ تعداد میں) صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، دو یا تین راتیں ایسا ہوا پھر آپ ﷺ (گھر میں) بیٹھے رہے آپ نماز پڑھانے کے لیے نہ آئے صبح کو صحابہ نے آپ ﷺ سے ذکر کیا (کہ ہم تو نماز کے لیے آئے تھے لیکن آپ آئے ہی نہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ]

”(اگر میں نماز پڑھاتا رہوں اور تم شوق سے آتے رہے تو) مجھے خوف ہے کہ

کہیں تم پر تہجد فرض نہ کر دی جائے۔“ <sup>②</sup>

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح البخاری، الصلاة، ابواب سترة المصلى، باب الصلاة الى الاسطوانة، رقم: ۵۰۲

② صحیح البخاری، کتاب الاذان باب اذا كان بين الامام وبين القوم، رقم: ۷۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

[ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ ]<sup>①</sup>

”اے صحابہ (تہجد کی) نماز اپنے گھروں میں ہی پڑھ لیا کرو کیونکہ انسان کی افضل نماز وہ ہوتی ہے جو گھر میں پڑھی جائے سوائے فرض نماز کے۔“

محبوب ﷺ کی ادائے دن نواز:

ثمامہ بن عبد اللہ بن انس فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (اونٹ پر کجاوہ ڈالے بغیر) پالان پر بیٹھ کر (سفر) حج کیا تھا یہ انھوں نے بخل سے کام لیتے ہوئے نہیں کیا تھا بلکہ وہ بیان فرمایا کرتے تھے:

[ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَجَّ عَلَي رِحْلٍ وَ كَانَتْ رَاحِلَتَهُ ]<sup>②</sup>

نبی کریم ﷺ نے پالان پر (سفر) حج فرمایا تھا (انس رضی اللہ عنہ نے اتباع نبوی میں ایسا کیا تھا) اور سامان سفر بھی اس اونٹ پر لدا ہوا تھا (یعنی سامان کے لیے علیحدہ اونٹ نہیں تھا)



① صحیح البخاری، کتاب الاذان، صلوة اللیل، رقم ۷۲۱

② صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الحج علی الراحل، رقم ۱۷۷۷

## باب نمبر 5

## ترک سنت کی سزا

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (النور ٦٣)

(رسول اللہ ﷺ) کے امر کی خلاف ورزی کرنے والے ڈریں کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔“

احد کی فتح شکست میں بدل گئی:

[عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِينَا الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ وَ اجْلَسَ النَّبِيُّ ﷺ حَيْشًا مِنَ الرَّمَاةِ وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ وَ قَالَ لَا تَبْرَحُوا إِنْ رَأَيْتُمُونَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوا وَإِنْ رَأَيْتُمُوهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْنَا فَلَا تَعِينُونَا فَلَمَّا لَقِينَا هَرَبُوا حَتَّى رَأَيْتِ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَأَخَذُوا يَقُولُونَ الْغَنِيمَةَ الْغَنِيمَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ عَهْدٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ لَا تَبْرَحُوا فَأَبَوْا فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ وُجُوهُهُمْ فَأَصِيبَ سَبْعُونَ قَتِيلًا] ①

”سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے روز مشرکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے تیر اندازوں کی ایک جماعت (پہاڑ کی چوٹی پر) بٹھا دی اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کرتے ہوئے فرمایا: ”تم ہمیں (میدان

جنگ میں) خواہ غالب ہوتے دیکھو یا مغلوب ہوتے، اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹنا اور نہ ہی ہماری مدد کو آنا۔“ چنانچہ کافروں سے مقابلہ ہوا، تو کافر بھاگ نکلے۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ مشرکوں کی عورتیں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے ہوئے پہاڑ پر بھاگی جا رہی ہیں۔ ان کی پازیبیں دکھائی دے رہی تھیں۔ درّے والوں نے کہا، مال غنیمت، مال غنیمت، مال غنیمت۔ عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکید کر گئے ہیں کہ اس جگہ سے نہ ہلنا، لہذا یہاں سے مت ہلو۔ تیر انداز نہ مانے (اپنی مرضی سے وہ جگہ چھوڑ دی چنانچہ) مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔“

**فائدہ=** بظاہر معمولی سی غلطی لگتی ہے لیکن اس کا نقصان غیر معمولی ہوا۔ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے۔ دندان مبارک شہید ہوئے میدان جنگ کی صورت حال بدل گئی۔ ہم میں اس سے کہیں زیادہ غلطیاں کوتاہیاں موجود ہیں۔ ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیے ورنہ اللہ کے عذاب کے منتظر رہیں۔

**بائیں ہاتھ سے کھانے والے کی سزا:**

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ أَكْوَعٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِشِمَالِهِ فَقَالَ [كُلْ بِيَمِينِكَ] قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ [لَا أَسْتَطِيعُ] مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ، قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ [1]

”سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے انہیں بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔“ اس آدمی نے جواب دیا ”میں ایسا نہیں

کر سکتا۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”(اچھا اللہ کرے) تجھ سے ایسا نہ ہو سکے۔“ اس شخص نے تکبر کی وجہ سے یہ بات کہی تھی (حالانکہ کہ کوئی شرعی عذر نہیں تھا) راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص (عمر بھر) اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔“  
**فائدہ** = آج کل کھڑے ہو کر بائیں ہاتھ سے کھانا فیشن بن چکا ہے۔ یہ اسلام سے دوری اور بیزاری کی علامت ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔

نام تبدیل نہ کرنے پر پریشانی کا سامنا:

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میرے دادا حزن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: حَزْنُ (جس کا معنی غمزدہ پریشان حال ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرا نام سھل (خوش و خرم) ہونا چاہیے لیکن میرے دادا نے کہا:

[ لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي ]

”میں اپنے باپ کا رکھا ہوا نام نہیں بدلوں گا۔“

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ (میرے دادا کے انکار کی وجہ سے) ہمارے خاندان میں حَزْوُنَتْ (پریشانی اور غم کے آثار) چلے آئے (یعنی جب ہمارے خاندان کے کسی شخص کو کوئی دیکھتا تو وہ پہچان جاتا ہے کہ یہ حزن کے خاندان کا فرد ہے۔) ①

**فائدہ** = کیبل پر جو ہم دیکھتے ہیں وہی کچھ ہم کرتے ہیں اپنے بچوں کے نام بھی انگریزوں کے ناموں پر رکھتے ہیں خواہ وہ کسی انگریز کے کتے کا نام ہی کیوں نہ ہو اور اس کا معنی و مفہوم قہر الہی کی دعوت ہی کیوں نہ دے رہا ہو۔

صحابی نے بیٹھ کر خطبہ دینے والے کو خبیث کہا:

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوئے اور عبد الرحمن بن

ام الحکم کو بیٹھ کر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

[ أَنْظَرُوا إِلَيَّ هَذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا..... ]

”اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔“

حالانکہ اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا بَانَفْضُوا إِلَيْهَا وَ

تَرَكَوْكَ قَائِمًا﴾

”جب وہ تجارت یا لہو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چل دیتے ہیں اور آپ کو

(خطبے میں) کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔“<sup>①</sup>

ابوسعید رضی اللہ عنہ نے دھکا دے دیا:

ابوصالح السمان کہتے ہیں: جمعہ کے دن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سامنے سترہ رکھ کر نماز ادا کر رہے تھے، بنو ابی معیط کا ایک جوان ان کے آگے سے گزرنے لگا تو انہوں نے اس کے سینے پر دکھا مار دیا نو جوان نے ان کی طرف نظر تو کی لیکن اسے ان کے سامنے کے سوا کوئی جگہ گزرنے کی نظر نہ آئی تو وہ دوبارہ آگے سے گزرنے لگا لیکن ابوسعید رضی اللہ عنہ نے پہلے سے زیادہ دھکا دیا جس سے اسے تکلیف ہوئی اب اس نو جوان نے خلیفہ مروان کے پاس جا کر شکایت کر دی کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مجھے تکلیف پہنچی ہے پھر ابوسعید رضی اللہ عنہ بھی (نماز سے فارغ ہو کر) مروان کے پاس پہنچ گئے مروان نے پوچھا: ”ابوسعید رضی اللہ عنہ آپ نے اپنے بھتیجے کو کیا کہا؟“ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

[ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ

يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ ]<sup>①</sup>

① مسلم، کتاب الجمعة، باب ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا بَانَفْضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكَوْكَ قَائِمًا﴾ رقم ۸۶۴ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

② صحیح البخاری، الصلاة، باب يَرْكُضُ الْمُصَلِّيَ مِنْ مَرْتَبِينَ يَدَيْهِ، رقم: ۵۰۹

”جب تم میں سے کوئی شخص سترہ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر اس کے آگے سے کوئی شخص گزرنا چاہے تو اسے دھکا دے اگر پھر بھی گزرنا چاہے تو اس سے لڑ پڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

کاش کہ رسول اللہ کی بات مان لیتا:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میرے والد (سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) نے ایک اچھے خاندان کی عورت سے میرا نکاح کر دیا تھا اور وہ اپنی بہو سے (یعنی میری بیوی اکثر اوقات) اس کے شوہر کا حال پوچھتے رہتے، وہ جواب دیتی ہاں وہ اچھا اور نیک آدمی ہے مگر جب سے میں آئی ہوں میرے تو بچھونے پر کبھی قدم بھی نہیں رکھا اور نہ میرے قریب آیا ہے۔ جب ایک عرصہ گزر گیا تو (میرے والد نے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ، میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو روزے کس طرح رکھتا ہے؟ میں نے کہا روزانہ (رکھتا ہوں) پھر فرمایا: تو قرآن کیسے مکمل کرتا ہے؟ میں نے کہا ہر رات۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو اور مہینے بھر میں قرآن مکمل پڑھا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ قوت حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک ہفتہ میں تین روزے رکھ لیا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ دو دنوں افطار کیا کر اور ایک دن روزہ رکھا کرو، میں نے کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت حاصل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! تمام روزوں سے افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا ہے یعنی ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن افطار کر اور سات راتوں میں قرآن مکمل کیا کر (سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں) کاش! میں رسول اللہ کی رخصت قبول کر لیتا کیونکہ اب میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں (مجھ میں دو طلاق نہیں رہی) پھر وہ قرآن کا ساتواں حصہ (ایک منزل) اپنے گھر والوں میں سے کسی کو دن میں سنا دیا کرتے تھے، جو منزل رات کو

پڑھنا ہوتی وہ دن میں دہرا لیتے تاکہ رات کو اس کا پڑھنا آسان ہو جائے اور جب کمزور ہو جاتے اور طاقت حاصل کرنا چاہتے تو کئی روز تک مسلسل روزہ نہ رکھتے پھر (وہ دن) شمار کر کے اتنے روزے رکھ لیتے، انہیں یہ برا معلوم ہوتا کہ کہیں کوئی امر ایسا رہ جائے جو وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا کرتے تھے۔<sup>①</sup>

### یہود و نصاریٰ کی تقلید:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[ لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَ ذِرَاعًا ذِرَاعًا حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا حُجْرَ ضَبِّ تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ قَالَ فَمَنْ ]<sup>②</sup>

”تم پہلے والے لوگوں (یعنی یہود و نصاریٰ) کی پیروی کرو گے ہاتھ ہاتھ، باشت باشت (یعنی جیسے ایک انسان کے ہاتھ باشت برابر برابر ہوتے ہیں اس طرح تم بھی ہو بہوان والے کام کرو گے) حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی ساٹھے کی بل میں داخل ہو گیا تو تم بھی اسی طرح کرو گے۔ صحابہ نے عرض کی کہ کیا یہود و نصاریٰ کی اتباع کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اور کس کی؟“  
فائدہ = ایک روایت میں غیر مسلموں کی نقل میں ذلت ہی ذلت ہے۔

### ہلاکت اور تباہی کا باعث:

[ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنْ مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ آتَى قَوْمَهُ فَقَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بَعِينِي وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالْنَّجَاءُ

① صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب فی کم یقرأ القرآن، رقم: ۵۰۵۲

② بخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی ﷺ لَتَتَّبِعَنَّ..... رقم: ۷۳۲۰

فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَذَلُّجُوا فَأَنْصَلَقُوا عَلَىٰ مُهَلَّتِهِمْ وَ  
كَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ  
فَأَهْلَكُهُمْ وَاجْتَنَحَهُمْ فَذَلِكَ مِثْلُ مَنْ أَطَاعَنِي وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ  
بِهِ وَ مِثْلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ [ 1 ]

”ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری اور اس ہدایت کی مثال“ جسے میں دے کر بھیجا گیا ہوں، ایسی ہے جیسے کہ ایک آدمی اپنے قوم کے پاس آئے اور کہے، لوگو! میں نے اپنے آنکھوں سے ایک لشکر دیکھا ہے جس سے تمہیں واضح طور پر خبردار کر رہا ہوں، لہذا اس سے بچنے کی فکر کرو، قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور راتوں رات چپکے سے نکل گئے جب کہ دوسرے لوگوں نے جھٹلا دیا اور اپنے گھروں میں (غفلت سے) پڑے رہے۔ صبح کے وقت لشکر نے انہیں آلیا اور ہلاک کر کے ان کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔ یہ مثال میری اور مجھ پر نازل کئے گئے حق کی پیروی کرنے والے اور نہ کرنے والے لوگوں کی ہے۔“

ان اعراض کرے گا جس نے ہلاک ہونا ہے:

عَنِ الْعُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ [ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَىٰ مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا إِلَّا هَالِكٌ ] [ 2 ]

”عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”لوگو! میں تمہیں ایسے روشن دین پر چھوڑے جا رہا ہوں

جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے اس سے وہی شخص گزیر کرے گا جسے ہلاک ہونا ہے۔“

فائدہ= جو بھی شریعت کے طریقے کو چھوڑے گا وہ ہلاک ہی ہوگا۔

طائف میں آپ ﷺ کی مرضی نہ مانی تو نقصان اٹھایا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے طائف کا محاصرہ کر لیا لیکن دشمن کا کچھ بھی نہ بگڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس چلے جائیں گے۔ لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم پر یہ بات ناگوار گزری تو کہنے لگے کہ کیا طائف فتح کئے بغیر لوٹ جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: [ اُغْدُوا عَلَي الْقِتَالِ ] اچھا چلو صبح جہاد کرنا ہے چنانچہ صبح جنگ ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم زخمی ہو گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

[ اَنَا قَافِلُونَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ]

”ہم ان شاء اللہ کل لوٹ جائیں گے۔“

اب صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بات اچھی لگی آپ ﷺ نے ان کی آمادگی دیکھی تو مسکرا

دئے۔<sup>①</sup>



① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة طائف..... (۴۳۲۵)

## باب نمبر 6

## اہمیت حدیث

## حدیث اور قرآن کی حیثیت:

رسول اللہ ﷺ کا حکم اور فرمان اللہ کا حکم اور فرمان ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اس کی حیثیت بھی اللہ کے حکم اور فرمان والی ہوتی ہے۔ آج سنت اور حدیث کو معمولی سمجھ کر ترک کیا جا رہا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[ لَعْنَةُ اللَّهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَمَصِّمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ ]

”خوبصورتی کے حصول کے لیے گودنے اور گدوانے والیوں اور چہرے کے بال نوچنے اور نوچوانے والی اور دانتوں کے درمیان فاصلہ کرانے والی خواتین پر اللہ کی لعنت ہے جو کہ اللہ کی تخلیق کو بدل ڈالنے والی ہیں۔“

بنو اسد کی ام یعقوب نامی خاتون کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے آ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ آپ نے فلاں فلاں کام کرنے والی عورت کو لعنت کی ہے؟

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے اور اس کا ذکر قرآن مقدس میں بھی موجود ہے تو میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے سارا قرآن پڑھا ہے لیکن مجھے تو یہ بات قرآن میں نہیں ملی۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو یہ بات تجھے قرآن

میں مل جاتی اچھا یہ بتا! کہ کیا تو نے قرآن میں رب العالمین کا یہ ارشاد گرامی نہیں پڑھا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

”جو چیز (یا حکم) تمہیں اللہ کے رسول دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں

اس سے رک جاؤ۔“ (الحشر: ۷)

اس خاتون نے کہا یہ تو میں نے قرآن میں پڑھا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ چیزوں سے منع کیا ہے

(لہذا یہ مسئلہ قرآن سے ثابت ہو گیا)

وہ کہنے لگی میرا خیال ہے کہ یہ کام تو تمہارے گھر والے بھی کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا [فَأَذْهَبِي فَأَنْظُرِي] جاؤ میرے گھر میں دیکھ لو تمہیں میرے گھر میں

ایسی کوئی چیز نہیں ملے گی پھر وہ خاتون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گئی لیکن اسے کوئی ایسی

چیز نہ نظر آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جِئْتُمُنَّ] <sup>①</sup>

”اگر میری بیوی ایسا عمل کرتی تو ہمارے پاس کیسے رہ سکتی تھی۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم ترک سنت کو گمراہی سمجھتے تھے:

[عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ لَسْتُ

تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّي أَخْشَى

إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَرْبِغَ] <sup>②</sup>

”عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں کوئی

ایسی چیز نہیں چھوڑ سکتا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیا کرتے تھے، کیونکہ مجھے

ڈر ہے کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں سے کوئی چیز بھی چھوڑوں

① بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ رقم: ۴۸۸۶

② بخاری، کتاب فرض الجسم، حدیث: ۳۰۹۳

گا، تو گمراہ ہو جاؤں گا۔“

نبی ﷺ کی وفات کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اسے باپ کی جائیداد سے جب ورثہ مانگا ابو بکر صدیق نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ کی حدیث سنائی۔ آپ نے فرمایا تھا: [لَا نُورُثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً] یہ حدیث سنا کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے میں اس باغ کو اس طرح عمل سے لاؤں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ اس میں عمل کرتے تھے اگر می اس کے علاوہ کچھ کروں گا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔

سنت کی مخالفت کرنے والا خبیث:

[عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا ، فَقَالَ : انظُرُوا إِلَى هَذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكَوْكَ قَائِمًا ﴾ ①

”حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور ام الحکم کا بیٹا عبد الرحمن بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے (جو خلاف سنت ہے) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ”اے محمد ﷺ! جب لوگوں نے خرید و فروخت یا کھیل کود کو دیکھا، تو اس طرف دوڑ نکلے اور تجھے کھڑا ہوئے چھوڑ گئے۔“

معمولی سی مخالفت بھی گوارا نہیں:

[عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى بِشَرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللَّهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا يَرِيذُ عَلَى أَنْ يَقُولَ بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ

① مسلم، کتاب الجمعة، باب: ﴿حِجَارَةٌ أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ حدیث: ۸۶۴۔  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

### المُسَبِّحَةُ [ 1 ]

”عمار بن رویہ رضی اللہ عنہ نے حاکم وقت مروان کے بیٹے بشر کو (دوران خطبہ جمعہ) منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو فرمایا: ”اللہ خراب کرے ان دونوں ہاتھوں کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (انگشت شہادت) سے زیادہ (اشارہ) کرتے نہیں دیکھا۔“

### مغرب سے پہلے دو رکعت نماز:

عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا:

[ صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ]

”مغرب کی نماز سے پہلے (دو رکعت نفل) نماز پڑھا کرو۔“

تیسری مرتبہ فرمایا: [ لِمَنْ شَاءَ ] کہ جو پڑھنا چاہے وہ پڑھے۔“

فائدہ = راوی کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس لیے فرمایا تاکہ لوگ اسے باقاعدہ

سنت سمجھ کر لازمی طور پر پڑھنا نہ شروع کر دیں۔ [ كَرَاهِيَةٌ أَنْ تَتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً ]

اس جگہ ”سُنَّةٌ“ وجوب کے معنی میں ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دینا وجوب پر دلالت کرتا

ہے۔ اگر آپ [ لِمَنْ شَاءَ ] نہ کہتے۔<sup>2</sup>

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل چھوڑنا گوارا نہیں:

[ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ لِلرُّكْنِ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ

لَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا سَتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ

1 مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة، حدیث: ۸۷۴

2 بخاری، کتاب التہجد، باب الصلوة قبل المغرب، رقم: ۱۱۸۳

فَمَالْنَا وَ لِلرَّمْلِ إِنَّمَا كُنَّا رَأَيْنَا بِهِ الْمُسْرِكِينَ وَ قَدْ أَهْلَكَهُمُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ ۝۱

”زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا: ”واللہ! میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو استلام (حجر اسود کو ہاتھ لگا کر بوسہ دینا) کرتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔“ پھر فرمایا: ”اب ہمیں رمل کرنے کی کیا ضرورت ہے رمل تو دشمنوں کو دکھانے کے لئے تھا اب تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا ہے۔“ پھر خود ہی فرمایا: ”لیکن رمل تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور سنت چھوڑنا ہمیں پسند نہیں۔“

فائدہ= عمر رضی اللہ عنہ کی محبت حدیث دیکھو! اب کفار مکہ ہیں یا نہیں ہم اس عمل کو چھوڑ نہیں سکتے جس کو رسول اللہ ﷺ نے شروع کیا تھا۔

### رجم کی سزا:

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مجھے خوف ہے کہ آئندہ زمانہ میں کوئی کہنے والا کہہ دے گا کہ رجم کی سزا ہمیں قرآن کریم میں نہیں ملتی:

[فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللَّهُ آلاَ وَ إِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى وَ قَدْ أَحْصَنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبْلُ أَوْ الْإِعْتِرَافُ ]

”اس طرح اللہ تعالیٰ کے نازل شدہ فریضے کو ترک کر دینے کی وجہ سے وہ گمراہ ہو جائیں گے، خبردار جب شادی شدہ مرد یا عورت زنا کرے تو اس پر رجم ضروری ہے بشرطیکہ اس پر گواہ موجود ہوں یا حمل ہو یا اعتراف زنا ہو۔“

ایک روایت میں ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱ بخاری، کتاب الحج، باب الرمل فی الحج، حدیث: ۱۶۰۵

[ وَ قَدْ رَجِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ رَجَمْنَا بَعْدَهُ ]<sup>①</sup>

”خبردار اللہ کے رسول نے رجم کرایا تھا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے بعد رجم

کیا ہے۔“

کمال جواب:

ایک مرتبہ امیہ بن عبد اللہ نامی ایک آدمی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابن عمر! صلاۃ خوف اور صلاۃ حضر (عام نماز) کا حکم تو ہمیں قرآن مجید میں ملتا ہے مگر کیا وجہ ہے کہ صلاۃ سفر کا حکم ہمیں قرآن میں نہیں ملتا؟ تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا:

[ ابْنُ أَخِي! إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا

فَأِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ ]<sup>②</sup>

”اے میرے بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہمارے نبی بنا کر بھیجا ہے جب

کہ ہمیں کسی چیز کا علم نہیں تھا، چنانچہ ہم محمد ﷺ کو جس طرح کرتے دیکھتے،

اسی طرح کرتے چلے جاتے۔“

روزہ افطار کرنے میں تاخیر نہ کی جائے:

سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم کسی سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے (جب شام ہو گئی) تو آپ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: [انزِلْ فَاجِدْ حُ لِي] ”اترو اور میرے لیے ستو گھولو۔“ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ابھی سورج موجود ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اترو اور میرے لیے ستو گھول دو۔ اس نے پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ابھی تو سورج موجود ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اترو اور میرے لیے ستو گھول دو۔ تو وہ اونٹ سے اترا اور آپ ﷺ کے لیے ستو گھول دیا۔ پھر آپ ﷺ نے پیا

① کتاب الحلود، باب الاعتراف: بالزنا: ۶۸۲۹

② مسند احمد: ۲/۹۵

اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

[إِذَا رَأَيْتَ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ] ①

”جب تم رات کو دیکھو کہ اس طرف سے آگئی ہے تو روزہ دار روزہ افطار کر لے۔“



## باب نمبر 7

## سنت کی مطابقت

نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ جیسی:

نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”ایک مرتبہ میں گلی میں کھڑا تھا کہ عبد اللہ بن عمیر کا جنازہ گزرا جس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ میں بھی ان میں شریک ہو گیا۔ میت کو رکھا گیا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ میں ان کے متصل پیچھے کھڑا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ اس میت کے سر کے سامنے کھڑے ہوئے اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہ تو لمبی نماز پڑھائی اور نہ ہی جلد بازی کی، نماز کے بعد آپ الگ جا بیٹھے۔ اسی اثنا میں ایک انصاریہ عورت کی میت لائی گئی، آپ رضی اللہ عنہ کو اس کی بھی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بھی اسی طرح نماز جنازہ پڑھائی جس طرح پہلے مردانہ میت کی پڑھائی تھی مگر اس کے (سر کی بجائے) کمر کے سامنے کھڑے ہوئے، ہمارے ساتھ علاء بن زیادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا:

[هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ كَصَلَاتِكَ يُكَبِّرُ

عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَيَقُومُ عِنْدَ رَأْسِ الرَّجُلِ وَعَجِيزَةَ الْمَرْأَةِ؟ قَالَ نَعَمْ] ①

”کیا اللہ کے رسول ﷺ بھی اسی طرح نماز جنازہ پڑھاتے تھے جس طرح

آپ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی کہ چار تکبیریں کہیں اور مرد کے سر کے پاس جب کہ

عورت کے کمر کے سامنے آپ کھڑے ہوئے؟ تو انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔“

① سنن ابو داؤد کتاب الجنائز، باب این يقوم الامام من الميت اذا صلى عليه رقم: ۳۱۹۴،

ترمذی، کتاب الجنائز ح: ۱۰۳۴، احمد (۲۰۴/۳) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آپ نے تو یہ فرمایا تھا، اب مجھے دے دیا ہے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک ریشمی لباس (فروخت ہوتے) دیکھا تو فرمایا یا رسول اللہ! آپ اگر اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور باہر سے وفود کے آنے کے مواقع پر پہن لیا کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلْقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ ]

”یہ لباس تو وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو (یعنی کافر ہوگا)“

پھر ایک دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ریشمی لباس آئے تو ایک ریشمی جوڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرما دیا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے یہ لباس دے دیا ہے حالانکہ آپ نے عطار دے کے (ریشمی) لباس کے متعلق تو پہلے یوں فرمایا تھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [إِنِّي لَم أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا] میں نے آپ کو یہ لباس اس لیے نہیں دیا کہ تم خود اسے پہنو (کیونکہ یہ ریشم ہے اور ریشم کسی مسلمان مرد کے لیے حلال نہیں ہے اسے کسی ضرورت میں استعمال کر لو)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [تَبِعُهَا أَوْ بَقِيَتْ بِهَا حَاجَتَكَ] <sup>①</sup>

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے وہ لباس اپنے مشرک بھائی کو دے دیا جو مکے میں مقیم تھا (ان کے بھائی کا نام عثمان بن حکیم ہے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ <sup>②</sup>

اب عصر کی نماز پڑھو:

علاء بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ ہم بصرہ میں انس رضی اللہ عنہ کے گھر ظہر کی نماز پڑھ کر گئے ان کا گھر مسجد کے پہلو میں تھا جب ہم ان کے پاس گئے تو انھوں نے ہم سے دریافت فرمایا کہ تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر آرہے ہیں

① صحیح البخاری: ۹۴۸

② صحیح بخاری: ۹۴۸

انہوں نے فرمایا: چلو عصر کی نماز پڑھو، ہم نے عصر کی نماز پڑھ لی تو فرمانے لگے: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا:

[ تِلْكَ صَلَوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ قَامَ فَتَقَرَّهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ]<sup>①</sup>

”منافق کی نماز یہ ہے کہ وہ بیٹھا سورج (کے غروب ہونے کا) انتظار کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے (یعنی غروب ہونے کو ہوتا ہے) تو وہ کھڑا ہو جاتا ہے چار ٹھونگے لگاتا ہے (یعنی جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے اور چلتا بنتا ہے) نماز میں اللہ کا ذکر بہت ہی تھوڑا کرتا ہے۔“

محمد بن عمرو بن حسن بن علی فرماتے ہیں کہ (حجاج بن یوسف نمازیں دیر سے ادا کیا کرتا تھا) ہم نے جابر سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ظہر دوپہر کو (یعنی سورج ڈھلتے وقت) پڑھتے تھے اور عصر جب پڑھتے تھے تو سورج (سرخ اور زردی سے) صاف ہوتا تھا اور مغرب سورج غروب ہوتے وقت ادا کرتے تھے اور عشاء کی نماز میں جب صحابہ جمع ہو جایا کرتے تھے تب جلدی ادا کرتے تھے اور جب وہ دیر سے آیا کرتے تھے تب دیر سے پڑھتے تھے۔<sup>②</sup>

اکٹھی نماز جنازہ:

نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نو (۹) میتوں کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھی۔ میتوں میں سے مردوں کو امام کی طرف اور عورتوں کو ان کے آگے (یعنی قبلہ کی طرف) ایک ہی صف میں رکھ دیا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما اور ان کے بچے کا جنازہ اکٹھا رکھا گیا۔ اس وقت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ امام تھے۔ نماز جنازہ میں ابن عمر، ابو ہریرہ، ابوسعید

① مسلم، کتاب المساجد باب استحباب التکبیر بالعصر، رقم: ۶۳۲

② مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التکبیر بالصبح، رقم: ۶۴۶



اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس بچے کو امام کی طرف (اور عورت کو اس کے پیچھے) رکھا گیا میں نے اسے معیوب سمجھا اور ابن عباس، ابو ہریرہ، ابو سعید اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھنے لگا (کہ ایسا کیوں کیا گیا) یہ سب کہنے لگے [ہی السُّنَّة] یہی سنت طریقہ ہے۔<sup>①</sup>

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو کپڑے کس کے پاس تھے:

محمد بن منکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جابر رضی اللہ عنہ نے ایک چادر میں نماز پڑھی جسے اپنی گدی کے پیچھے سے گرہ لگا رکھی تھی اور ان کے دوسرے کپڑے کھوٹی پر رکھے ہوئے تھے۔ ایک شخص کہنے لگا آپ ایک چادر میں نماز پڑھ رہے ہیں (حالانکہ آپ کے پاس دوسرے کپڑے موجود ہیں؟) تو جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلَكَ وَ إِنَّا كُنَّا لَهُ تَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]<sup>②</sup>

”میں نے ایسا اس لیے کیا تاکہ تیرے جیسے احمق دیکھ لیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم میں سے کسی کے پاس دو کپڑے نہیں ہوا کرتے تھے۔ (اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کپڑے سے نماز ہو جاتی تھی تو اب کیوں نہیں ہوتی؟)“

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق تعمیر کر دیا:

اسود فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: عائشہ رضی اللہ عنہا تجھ سے عام طور پر راز دارانہ باتیں کیا کرتی تھیں یہ بتاؤ کہ انھوں نے آپ سے کعبہ کے متعلق بھی کوئی بات کی تھی؟ اسود نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کعبہ کے متعلق یہ بات کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ!

[لَوْ لَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثُ عَهْدِهِمْ..... بِكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ

① سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب اجتماع جناز الرجال والنساء رقم: ۱۹۷۸

② بخاری، کتاب الصلاة، باب عقد الاناجل علی الفضل والصلوۃ والسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ.....]

”اگر تمہاری قوم (قریش) نئے نئے مسلمان نہ ہوتے تو میں کعبے کو توڑ کرنے سے اسے تعمیر کرتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے دوسرے سے نکل جاتے۔“

پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق کعبے کے دو دروازے بنا دیے تھے (لیکن بعد کے حکمرانوں نے ضد میں آ کر کعبے کی اس بنیاد کو توڑ ڈالا) ❶

وعظ کرنے میں رسول اللہ کی سنت کی پیروی:

شقیق فرماتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن مسعود کا انتظار کر رہے تھے کہ اتنے میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ آ گئے ہم نے انہیں کہا بیٹھو! تو انہوں نے کہا: نہیں میں اندر جاتا ہوں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو لاتا ہوں (تاکہ وہ وعظ کریں) ورنہ میں خود آ جاتا ہوں، وہ اندر گئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ آ گئے اور انہوں نے یزید بن معاویہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا آ کر ہم سے فرمایا: مجھے تمہارے متعلق معلوم تھا کہ تم آئے ہوئے ہو لیکن میں تمہارے پاس اس وجہ سے نہ آیا۔

[أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ] ❷

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وعظ و نصیحت کرنے میں ہمارا خیال کیا کرتے تھے کہ روزانہ وعظ نہیں کرتے تھے تاکہ ہم اکتانہ جائیں۔“

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے:

عَنْ أَبِي رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ أَبَاهُ رِيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ

❶ بخاری، کتاب العلم، باب من ترك بعض الاختيار، رقم: ۱۲۶

❷ بخاری، کتاب الدعوات، باب الموعظة ساعة بعد ساعة، رقم: ۶۴۱۱

عَلَى الْمَدِينَةِ وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَصَلَّى لَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ بَعْدَ سُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ فَأَدْرَكْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوفَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ [1]

”ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا (قائم مقام) گورنر بنایا اور (خود کسی کام سے) مکہ چلے گئے۔ اس دوران ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ پڑھائی، پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون تلاوت کی۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور عرض کیا آپ نے وہی سورتیں تلاوت فرمائیں جو علی رضی اللہ عنہ (اپنے عہد خلافت میں) کوفہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دونوں سورتیں نماز جمعہ میں پڑھتے سنا ہے۔ (اسی لئے میں نے پڑھی ہیں)“

اگر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہوتا تو نہ کرتا:

[عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ اسْتَقْبَلْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِينَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ يَعْضِي عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ لَوْ لَا أَنِي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَّ لَمْ أَفْعَلْهُ [2]

”انس بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو عین تمر کے مقام پر ہم نے ان کا استقبال کیا۔ میں نے انہیں گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا اور گدھے کا رخ قبلہ کی بجائے قبلہ کے دائیں طرف تھا۔ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”آپ نے قبلہ کی طرف رخ کئے بغیر نماز کیوں پڑھی ہے؟“ انہوں نے فرمایا: ”اگر نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نماز پڑھتے نہ دیکھتا تو کبھی نماز نہ پڑھتا۔“

اسی طرح کروں گا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کروں:

ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے نماز میں سورۃ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو فرمایا:

[ مَسَجَدْتُ خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ فَلَا أَرَأَى أَنْ أَسْجُدَ بِهَا حَتَّى  
الْقَاهُ ]<sup>①</sup>

”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (اس سورت میں) سجدہ کیا تھا اس لئے میں ہمیشہ اس سورت میں سجدہ کرتا ہی رہوں گا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (جنت میں) میری ملاقات ہوگی۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر اسی طرح جواب دیا تھا:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے مسجد نبوی کے منبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان کہی۔ تو جب اس نے کہا [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہا [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] پھر مؤذن نے کہا: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] تو

① بخاری کتاب الاذان باب الجهر فی العشاء۔ رقم: ۷۶۶

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا [ وَ اَنَا ] مؤذن نے کہا [ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ ] تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا [ وَ اَنَا ] پھر اذان ختم ہو چکی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

[ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی هٰذَا الْمَجْلِسِ حِيْنَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ يَقُوْلُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّي مَقَالَتِي ]<sup>①</sup>

”اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی مقام (یعنی منبر پر سنا تھا جب مؤذن نے اذان دی تو آپ ﷺ وہی فرماتے جاتے تھے جو تم نے مجھ سے سنا ہے“

عائشہ رضی اللہ عنہا خواتین کو تلیینہ کھلاتی تھیں:

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کا کوئی رشتہ دار فوت ہو جاتا اور عورتیں اکٹھی ہوتیں اور باقی عورتیں اپنے اپنے گھروں چلی جاتیں اور صرف گھروالے اور قریب کی عورتیں رہ جاتیں تو تلیینہ کی ہنڈیا پکواتیں پھر شرید بنایا جاتا اور تلیینہ پر شرید ڈال دیا جاتا۔ پھر کہتی تھیں کہ اسے کھاؤ کیونکہ میں نے نبی کو فرماتے ہوئے سنا تھا:

[ اَلتَّلْبِيْنَةُ مُجَمَّةٌ لِفُوَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ ]<sup>②</sup>  
”تلیینہ مریض کے دل کو آرام دیتا ہے اور غم کو قدرے دور کرتا ہے۔“



صحیح البخاری الجمعة، باب یجیب الامام علی المنبر..... ۹۱۴

صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، باب التلیینہ، ۵۴۱۷  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## باب نمبر 8

# اطاعت رسول کے لیے خواہشات کی قربانی

مومن بننے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ہر قسم کی خواہش تمنا، آرزو، رسول اللہ کے فرمان پر قربان کر دیں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

[عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ] ①

”عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی خواہشات کو اس چیز (شریعت) کے تابع نہ کر دے جو میں لے کر آیا ہوں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے جب کوئی حدیث پیش کی جاتی اسے فوراً قبول کرتے اور اپنے جذبات، خواہشات، تمناؤں کو ترک کر دیتے۔

کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ کسی کام کا عزم بالجزم کر لیتے لیکن جب اس عمل کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنتے فوراً ارادہ بدل لیتے۔ [حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ] کی عملی تصویر دیکھنی ہو تو مندرجہ ذیل واقعات پر نظر کرو اور پھر خود بھی اس کا عملی جامہ پہن لو۔

میں گمراہ ہو جاؤں گا:

[عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ لَسْتُ تَارِكًا

① رَوَاهُ الْبُغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَنِ ١: ٢١٢، ٢١٣

شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّي أُحْسَىٰ إِنَّ  
تَرَكَتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أُزَيِّغَ [1]

”عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ سکتا جس پر رسول اللہ ﷺ عمل کیا کرتے تھے، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل میں سے کوئی چیز بھی چھوڑوں گا، تو گمراہ ہو جاؤں گا۔“

نبی ﷺ کی وفات کے بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اسے باپ کی جائیداد سے جب ورثہ مانگا ابو بکر صدیق نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ کی حدیث سنائی۔ آپ نے فرمایا تھا: [لَا نُورِثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةً] یہ حدیث سنا کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے میں اس باغ کو اس طرح عمل سے لاؤں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ اس میں عمل کرتے تھے اگر می اس کے علاوہ کچھ کروں گا تو گمراہ ہو جاؤں گا۔

**فائدہ=** یہ فرمان ہے اس ہستی کا جنہیں بارگاہ رسالت سے ”صدیقیت“ کی سند ملی اور جنہیں دنیا میں جنت کی خوشخبری دی گئی اور جن کے [أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ] ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ وہ حقیقت کا اظہار فرما رہے ہیں، لوگوں کو ذہن نشین کرا رہے ہیں کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کے کسی امر کو آپ ﷺ کے قول و فعل کو ترک کر دوں، چھوڑ دوں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔

میں نے رونے کا ارادہ ترک کر دیا:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب (میرے خاوند) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا کہ میں اجنبی علاقے میں ہوں (یعنی مکہ سے ہجرت کر کے مدینے میں آئی ہوں غیر وطن میں خاوند کی وفات عظیم سانحہ ہے اس لیے) [لَا بَكِيْنَةٌ بَكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ] میں ایسا بین



اور نوحہ کروں گی کہ لوگ اس کی مثال دیا کریں گے میں نے خوب رونے کی تیاری کر لی تھی اور ایک خاتون بھی میری معاونت کے لیے مدینے کے بالائی علاقے سے آگئی تھی۔

لیکن اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: [أَتْرِيدِينَ أَنْ تَدْخُلِي الشَّيْطَانَ بَيْتًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ مِنْهُ] اے ام سلمہ! جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو نکال دیا تھا تو دوبارہ اس گھر میں اسے واپس لانا چاہتی ہے؟ (آپ ﷺ کا ارشاد سن کر) میں نے رونے کا پروگرام ختم کر دیا۔<sup>①</sup>

تین دن کے بعد بناؤ سنگھار کیا:

زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی ابوسفیان کا انتقال ہوا تھا تو میں ان کے پاس (تین دن بعد) گئی تو انھوں نے خوشبو منگوائی اس میں زرد رنگ (جو حسن کے لیے استعمال ہوتا تھا وہ بھی اس میں شامل تھا) وہ خوشبو اپنی ایک لونڈی کو لگائی پھر اپنے رخساروں پر بھی لگائی پھر فرمایا مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی لیکن میں نے خوشبو اس لیے لگائی کہ میں نے محمد کریم ﷺ سے یہ فرماتے سنا تھا:

[لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحَدِّثَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ

ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا]

”جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان لاتی ہے اس کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے ہاں عورت اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔“

اسی طرح جب ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا بھائی (عبید اللہ) فوت ہوا تھا تب بھی میں ان کے پاس گئی تھی انھوں نے بھی خوشبو منگوائی اور استعمال کر کے فرمایا اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی حاجت نہیں تھی لیکن میں نے نبی ﷺ سے سنا تھا:

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البكاء علی المیت، رقم: ۹۲۲

«لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ.....»

”اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والی عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے ہاں خاوند پر بیوی چار ماہ دس دن سوگ منائے گی۔“

فائدہ= دورِ جاہلیت کی رسم کو امہات المؤمنین نے کتنی دلیری سے توڑا۔ اس کے مخالف ہم اپنی جسارت کا بھی اندازہ لگائیں کہ کتنی بہادری سے اس رسم پر عمل کر کے ہی دم لیتے ہیں۔

زینب رضی اللہ عنہا بنت ابی سلمہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ ایک عورت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی، یا رسول اللہ! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا ہم اسے سرمہ لگا سکتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین بار نفی میں جواب دیا پھر فرمایا (پرہیز والی عدت) تو صرف چار ماہ دس دن ہے (ان میں احتیاط تم سے نہیں ہو سکتا؟) حالانکہ زمانہ جاہلیت میں تو (خاوند کی وفات کے موقع پر بیوی) سال بھر سوگ منایا کرتی تھی اور سال کے اختتام پر عورت کے سر میں مینگنیاں بھی ڈالی جاتی تھیں؟

حمید (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے زینب سے مینگنیوں والی بات کی وضاحت چاہی تو انھوں نے بتایا کہ جب کسی خاتون کا خاوند وفات پا جاتا تھا وہ تنگ کوٹھڑی میں چلی جاتی تھی اور گندے کپڑے پہن لیا کرتی اور خوشبو استعمال نہیں کرتی تھی حتیٰ کہ ایک برس پورا ہو جاتا تھا پھر گدھایا بکری یا پرندہ لایا جاتا اور وہ اس سے اپنا جسم رگڑتی تھی اکثر دفعہ وہ جانور مر جایا کرتا تھا تب وہ اپنی کوٹھڑی سے نکلتی تھی اسے لید دیا جاتا تھا اور وہ اسے پھینک دیتی تھی اس کے بعد وہ عورت خوشبو وغیرہ جو چیز چاہتی تھی، لگاتی تھی۔<sup>①</sup>

① بخاری، کتاب الطلاق، باب تحذ المتوفی عنہا، رقم: ۵۳۳۴، ۵۳۳۵ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فرمان رسول ﷺ کی وجہ سے منع نہیں کرتے:

نافع فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی (جس کا نام عاتکہ بنت زید بن عمرو تھا وہ سعید بن زید کی ہمشرہ تھیں) وہ صبح اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں جا کر پڑھتی تھیں ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ گھر سے باہر کیوں آتی ہیں حالانکہ آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناپسند ہے وہ غیرت کھاتے ہیں؟ تو عاتکہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کرتے؟

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے نہیں روکتے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

[ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ ]<sup>①</sup>

”تم اللہ کی بندویوں کو اللہ کی مسجدوں (میں آنے) سے نہ روکو۔“

فائدہ = عمر رضی اللہ عنہ کا ذاتی ارادہ یہ تھا کہ ان کی بیگم مسجد میں نہ جائے لیکن رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے روکتے بھی نہیں تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی مخالفت نہ ہو جائے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے چار کونوں کو چھوٹا چھوڑ دیا:

[ عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ مُعَاوِيَةَ لَا يَمُرُّ بِرُكْنٍ إِلَّا اسْتَلَمَهُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ فَقَالَ مُعَاوِيَةَ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْبَيْتِ مَهْجُورًا ]<sup>②</sup>

ابو طفیل فرماتے ہیں میں ابن عباس اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا معاویہ رضی اللہ عنہ بیت اللہ کا طواف کرتے وقت بیت اللہ کے تمام ارکان (کونوں) کو چھوتے

① بخاری، الجمعة، باب هل على من لا يشهد الجمعة غسل ..... رقم: ۹۰۰

② ترمذی: کتاب الحج عن رسول اللہ ﷺ: ۸۵۸

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے معاویہ کو کہا نبی ﷺ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے تھے، معاویہ نے کہا کہ بیت اللہ کی کوئی بھی چیز چھوڑنے کے قابل نہیں (تمام کونے چھونے چاہیے، ابن عباس نے کہا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

”تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) میں اسوہ حسنہ ہے۔“

آپ ﷺ صرف دو کونوں کو چھوتے تھے، تو معاویہ نے کہا [صَدَقْتُ] آپ نے سچ کہا ہے۔

**فائدہ** = معاویہ نے رسول اللہ ﷺ کا عمل سن کر اپنا عمل ترک کر دیا اور اسوۂ رسول کو اپنایا۔ حالانکہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ بیت اللہ کے تمام کونوں کو بوسہ دیا جائے کیونکہ بیت اللہ، نمازی کا قبلہ حاجی کا مطاف ہے حرمت کا مقام ہے، اسلام کا شعار ہے سب سے پہلا اللہ کا گھر ہے اتنی عزت اور عظمت کے باوجود رسول اللہ کے عمل سے تجاوز کر کے اس کے چاروں کونوں کو اگر چھوا جائے گا تو یہ عمل مردود ہوگا مقبول نہیں ہوگا۔ مقبول وہی عمل ہوگا جو رسول اللہ کے عمل کے مطابق ہوگا۔ معاویہ کی عظمت کے کیا کہنے جنھوں نے عمل رسول کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔ [اللَّهُمَّ ارْزُقْ دَرَجَاتِهِ فِي الْمَهْدِيِّينَ]

**فائدہ** = رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے چاروں کونوں کو اس لیے نہیں چھوا کہ دو کونے ابراہیم کی بنیادوں پر نہیں۔

حدیث سن کر وراثت چھوڑ دی:

[ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَرْوَاحَ النَّبِيِّ حِينَ تُوفِّي رَسُولُ اللَّهِ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً ① ]

”عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو نبی ﷺ کی بیگمات نے ارادہ کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجیں تاکہ وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ان کی وراثت کے مطالبہ کریں، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا، ہم وارث نہیں بنائے جاتے، جو مال ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

**فائدہ** = ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سن کر سوال کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

جب تک یہ عالم موجود ہے مجھ سے مسئلہ نہ پوچھو:

[عَنْ هَزِيلِ بْنِ شَرْحَبِيلٍ قَالَ سُئِلَ أَبُو مُوسَى عَنْ بِنْتٍ وَ بِنْتِ ابْنِ وَأُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النَّصْفُ وَلِلْأُخْتِ النَّصْفُ وَآتَتْ بِنْتُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَيِّئًا بَعْنِي فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى قَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ أَقْضَى فِيهِمَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلْإِبْنَةِ النَّصْفُ وَ لِلْأُخْتِ ابْنِ السُّدُسِ تَكْمِلَةَ الثَّلَاثِينَ وَ مَا بَقِيَ فَلِأُخْتٍ فَآتَيْنَا أَبَا مُوسَى فَأُخْبِرَنَا بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْجَبْرُ فِيكُمْ] <sup>1</sup>

”ہزیریل بن شرحبیل کہتے ہیں، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیٹی پوتی اور بہن کی وراثت کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا: بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو بھی آدھا ملے گا اور تم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ بھی میری متابعت کریں گے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور انھیں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات بھی بتائی گئی (کہ آپ ان کی متابعت کریں گے) تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس وقت گمراہ

1 بخاری، کتاب الفرائض، باب میراث ابنة الابن مع بنت: ۶۷۳۶

ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں ہوں گا (اگر میں ابو موسیٰ کی متابعت میں وہی فتویٰ دوں) میں اس مسئلہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا، بیٹی کو آدھا پوتی کو چھٹا (تو دوثلث مکمل ہو جائیں گے) اور جو باقی بچ جائے گا وہ بہن کو ملے گا، ہزریل بن شرحبیل کہتے ہیں، ہم نے پھر یہ مسئلہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو بتایا تو انھوں نے کہا: جب تک یہ عالم (ابن مسعود) تم میں موجود ہیں مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو۔“

**فائدہ=** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہی فیصلہ کیا جو نبی ﷺ نے کہا تھا ابو موسیٰ کو اپنی بات پر بڑا اعتماد تھا لیکن جب رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ معلوم ہوا تو فوراً اپنے فیصلے پر نادم ہوئے حدیث رسول کے سامنے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کہی۔ اور فیصلہ رسول سنانے والے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی عظمت کا اعلان کیا کہ ان کے ہوتے ہوئے مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو۔

بیوی اور جائیداد کی طرف واپس پلٹ آئے:

زرارہ فرماتے ہیں کہ سعد بن ہشام بن عامر کا ارادہ ہوا کہ وہ اپنی جائیداد فروخت کر دیں اور اس کی رقم (جہادی) ہتھیاروں اور گھوڑوں پر صرف کر دیں اور رومیوں سے جنگ کرتے کرتے شہید ہو جائیں وہ اس نیت سے مدینہ منورہ آگئے اور وہ مدینہ منورہ کے لوگوں سے (اس سلسلے میں مشورہ لینے کے لیے) ملے تو انھوں نے انھیں اس اقدام سے منع کر دیا اور بیان کیا کہ نبی ﷺ کی زندگی میں چھ افراد اسی نیت سے آئے تھے لیکن آپ ﷺ نے انھیں منع فرما دیا تھا اور فرمایا:

«الْيَسْرُ لَكُمْ فَيِ اسْوَةٌ» کیا میں تمہارے لیے نمونہ نہیں ہوں؟ (یعنی جب میں نے ایسا نہیں کیا تو تم بھی ایسا نہ کرو)

جب مدینہ والوں نے سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے اپنے اس ارادے سے رجوع کر لیا اور اپنی بیوی کو جسے وہ طلاق دے چکے تھے اور اس پر گواہ بھی کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

بنارکھے تھے، انھوں نے پھر اپنی بیوی سے بھی رجوع کر لیا۔<sup>①</sup>  
**فائدہ** = حدیث رسول پر خواہش کو ترک کرنے کی یہ عجیب مثال ہے۔

### خانہ کعبہ کا خزانہ:

«عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ مَعَ شَيْبَةَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ لَقَدْ جَلَسَ هَذَا الْمَجْلِسِ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدَعَ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا قَسَمْتُهُ قُلْتُ إِنَّ صَاحِبِيكَ لَمْ يَفْعَلْهُ قَالَ هُمَا الْمَرْءَانِ أَقْتَدِي بِهِمَا»<sup>②</sup>

”ابو وائل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا تو شیبہ نے فرمایا کہ اسی جگہ بیٹھ کر عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ کعبہ کے اندر جتنا سونا چاندی ہے اسے نہ چھوڑوں (جسے زمانہ جاہلیت میں کفار نے جمع کیا تھا) بلکہ سب کو نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، میں نے عرض کی کہ آپ کے ساتھیوں (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے تو ایسا نہیں کیا، انھوں نے فرمایا: میں بھی انہی کی پیروی کرتا ہوں۔“

**فائدہ** = عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل سن کر اپنا ارادہ ترک کر دیا اور بیت اللہ کے خزانوں کو وہیں چھوڑ دیا۔

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خواہش بھی کی تھی کہ میں بیت اللہ کے خزانے اللہ کے رستے میں خرچ کر دوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے دلوں کی رعایت رکھتے ہوئے یہ اقدام نہ اٹھایا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

[ لَوْ لَا أَنَّ قَوْمَكَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ]

① مسلم، کتاب صلاة المسافرين باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه رقم: ۷۴۶

② بخاری، کتاب الحج، باب كسوة الكعبة: ۱۵۹۴

” (اے عائشہ) اگر تیری قوم نے کفر کا زمانہ نیا نیا نہ چھوڑا ہوتا تو کعبہ کے خزانے اللہ کے رستے میں خرچ کر دیتا۔“

مسجد میں جہادی ٹریننگ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حبشی لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد میں) نیزہ بازی کا کھیل کھیل رہے تھے اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انھوں نے ان کو کنکریاں مارنے کا ارادہ کیا (کہ تم مسجد کا احترام نہیں کرتے) لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [دَعُّهُمْ يَا عُمَرُ] <sup>①</sup> ”اے عمر انھیں کچھ نہ کہو۔“

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فہم و فراست:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا تُوْفِيَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه وَكَفَرَمَنْ كَفَرَمِنْ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رضي الله عنه كَيْفَ تَقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ وَاللَّهِ لَأَقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهِ لَوْ مَنْعُونِي عَنَّا كَانُوا يُؤْذُونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ رضي الله عنه فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ» <sup>②</sup>

”ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور ابو بکر خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل کا فر ہو گئے (اور کچھ نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا اور

① مسلم، کتاب العیدین، باب الرخصة في اللعب، رقم: ۸۹۳

② کتاب الزکوٰۃ باب وجوه الزکوٰۃ، حدیث: ۱۴۰۰

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ رسول اللہ کے اس فرمان کی موجودگی میں کیسے جنگ کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا تھا: مجھے حکم ہے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دے دیں اور جو شخص اس کی شہادت دے دے تو میری طرف سے اس کا مال و جان محفوظ ہو جائے گا۔ سوا اس کے حق کے (یعنی قصاص وغیرہ کی صورتوں کے) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔

اس پر ابوبکر صدیق نے جواب دیا کہ قسم اللہ کی میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کرے گا۔ (یعنی نماز تو پڑھے مگر زکوٰۃ کے لیے انکار کر دے) کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم اگر انھوں نے زکوٰۃ میں (بکری کے) بچے کو دینے سے بھی انکار کیا جسے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! یہ بات اس کا نتیجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا اور بعد میں میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابوبکر ہی حق پر تھے۔“

فائدہ = عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے کو ترک کر کے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم کیا اور قسم

اٹھا کھا کر کہا: ان کی بات حق ہے اور پھر اس کو فوراً قبول بھی کیا۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے اس بحث کا ذکر کر کے لکھا ہے: ”اس قصہ میں دلیل ہے کہ سنت اکابر صحابہ پر بھی مخفی رہ سکتی ہے جب کہ ان میں سے عام آدمی اس پر مطلع ہو اس لیے سنت کے ہوتے ہوئے آراء کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہیے خواہ آراء بظاہر اچھی ہی کیوں نہ ہوں جب وہ سنت کے خلاف ہوں تو ان کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔ اور یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ فلاں ہستی پر کیسے مخفی رہ گئی۔“<sup>①</sup>

فائدہ= کسی عالم کے منہ سے کوئی بات نکل جائے پھر اس سے فوراً رجوع کر لے کہ میری بات غلط تھی اور دوسرے کی ہی صحیح ہے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے شاید وہ عالم صاحب سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے میری عزت مجروح ہوگی حالانکہ ایسا کرنے سے عزت مجروح نہیں بلکہ مقبول ہوتی ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حق گوئی اللہ ہر ایک کو دے۔

اور واپسی کی راہ:

سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک ترکیب سوچھی انہوں نے معاہدہ ختم ہونے سے کچھ دن پہلے رومیوں کی طرف لشکر کشی فرمائی تاکہ جوں ہی مدت معاہدہ ختم ہو فوراً رومیوں پر یلغار کر دی جائے اور انہیں (بے خبری میں) اپنے دفاع کا موقع نہ دیا جائے۔ اسی دوران ایک گھڑ سوار تکمیریں بلند کرتا ہوا آیا اور کہنے لگا: اے لوگو! وفائے عہد کا مظاہرہ کرو اور دھوکا دہی سے کام نہ لو۔ لوگوں نے توجہ کی تو وہ عمرو بن عتبہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگے: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

[ مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدُّ عُقْدَةً وَلَا يَحُلُّهَا حَتَّى يَنْقُضِيَ أَمْلَهَا أَوْ يَبْنُدَ إِلَيْهِمْ عَلَى سِوَاهِ ]<sup>1</sup>

”جن لوگوں کا کسی قوم کے ساتھ کوئی عہد و پیمان ہو، وہ اس کی مدت ختم ہونے سے پہلے اس کے خلاف ورزی نہ کرے یا پھر اعلانیہ طور پر وہ معاہدہ ختم کر دے۔“  
یہ حدیث رسول ﷺ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ راستہ ہی سے واپس لوٹ آئے۔

اسوۂ رسول ﷺ کے لیے جستجو:

[ عَنْ قُبَيْصَةَ ابْنِ ذُوَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ

الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاتَهَا فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَكَ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ [1]

”قبیصہ بن ذویب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک میت کی نانی ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے پاس میراث مانگنے آئی، ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے فرمایا: ”اللہ کی کتاب میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کوئی حدیث سنی ہے، لہذا واپس چلی جاؤ، میں اس کے بارے لوگوں سے دریافت کروں گا۔“ چنانچہ ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا: ”میری موجودگی میں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا ہے۔“ ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے پوچھا: ”کوئی اور بھی اس کا گواہ ہے؟“ محمد بن مسلمہ انصاری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کھڑے ہوئے اور مغیرہ بن شعبہ کی مثل حدیث بیان کی چنانچہ ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا۔“

فائدہ= ابو بکر صدیق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے اپنی علمی کمزوری کو چھپاتے ہوئے حدیث کا انکار نہیں کیا کہ جس کا علم مجھے نہیں وہ حدیث ہی نہیں ہو سکتی بلکہ حدیث کے مطابق فوراً فیصلہ کیا۔

غصہ کا فور۔ اور پریشانی کا زور

«عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَى عُمَرَ فَكَانَهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

[1] ابوداؤد کتاب الفرائض، باب فی الجرة، حدیث: 2894

قَيْسٍ اِذْنُوْا لَهُ فَدَعِيَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا بِهَذَا قَالَ فَاْتِنِيْ عَلٰى هَذَا بِيْنَةٍ اَوْ لَا فَعَلَنَّا بِكَ فَاَنْطَلَقَ اِلٰى مَجْلِسٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ اِلَّا اَصْغَرُنَا فَقَامَ أَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُوْمَرُ بِهَذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ اَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ اَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ ①

”عبید بن عمیر نے کہا: ابو موسیٰ اشعریؓ نے عمرؓ سے (ملنے کی) اجازت چاہی اور یہ دیکھ کر کہ عمرؓ مشغول ہیں، آپ جلدی سے واپس چلے گئے، پھر عمرؓ نے کہا میں نے ابھی عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰؓ) کی آواز نہیں سنی تھی؟ انھیں بلاؤ۔ چنانچہ انھیں بلایا گیا تو عمرؓ نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ (جلدی واپس ہو گئے) انھوں نے کہا کہ ہمیں حدیث میں اس کا حکم دیا گیا ہے عمرؓ نے کہا کہ اس حدیث پر کوئی دلیل لاؤ، ورنہ میں تمہارے ساتھ یہ کروں گا۔ چنانچہ ابو موسیٰؓ انصار کی ایک مجلس میں گئے۔ انھوں نے کہا کہ اس کی گواہی ہم میں سب سے چھوٹا دے سکتا ہے۔ چنانچہ ابو سعید خدریؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہمیں دربارِ نبوی سے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اس پر عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم مجھے معلوم نہیں تھا، مجھے بازار کے کاموں خرید و فروخت نے اس حدیث سے غافل رکھا۔“

فائدہ = عمرؓ حفاظت حدیث کے معاملے میں بڑے محتاط تھے۔ جب ابو موسیٰؓ نے کہا ہمیں اسی کا حکم دیا گیا ہے تو عمرؓ نے کہا اگر حدیث نہ ہوتی اور تم ویسے ہی یہ بات کہہ دی ہوتی تو میں تجھ سے سختی سے معاملہ کرتا۔ عمرؓ نے اپنی علمی

بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الحجۃ علی من کان قال ان احکام لنبی

کانت ظاہرہ، حدیث: ۷۳۵۳

کمزوری کو چھپاتے ہوئے حدیث کا انکار نہیں کیا بلکہ اپنی کم مائیگی پر پریشان ہو گئے۔

حدیث سن کر جذبہ لینا شروع کر دیا:

[ عَنْ بَجَالَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِحِزْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأُخْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ فَرَفِقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمُجُوسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخَذَ الْحِزْرِيَّةَ مِنَ الْمُجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسٍ هَجَرَ ]<sup>①</sup>

”بجالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”میں اخنف کے چچا جزء بن معاویہ کا منشی تھا ہمیں عمر رضی اللہ عنہ کا ایک خط ان کی وفات سے ایک سال قبل ملا، جس میں لکھا تھا کہ جس مجوسی نے اپنی محرم عورت سے نکاح کیا ہو انہیں الگ کر دو۔ عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے، لیکن جب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ مجوسیوں سے جزیہ لیا کرتے تھے، (تو عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جزیہ لینا شروع کر دیا۔“)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اطاعت:

[ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ الدِّيَّةُ لِلْعَاقِلَةِ وَ لَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّى قَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سَفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أُوْرِّثَ امْرَأَةً أُشِيمَ الضَّبَّابِيَّ مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ]<sup>②</sup>

”سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”دیت

① صحیح البخاری، کتاب الجزیة، باب الجزیة والموادعة مع اهل الذب، حدیث: ۳۱۵۷

② ابوداؤد، کتاب الفرائض، باب المرأة ترث من دية زوجها، حدیث: ۲۹۲۷  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

صرف خاوند کے رشتہ داروں کے لئے ہے، لہذا بیوی کو اپنے شوہر کی دیت سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔“ ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے (عمر رضی اللہ عنہ) سے کہا رسول اکرم ﷺ نے مجھے یہ پیغام لکھوا بھیجوا یا ہے کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے حصہ دلاؤں، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔“

اسی وقت پھینک دیے:

عمر و رضی اللہ عنہ اپنے والد شعیب رضی اللہ عنہ بن محمد اور شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”ایک عورت اپنی بیٹی کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اس کی بیٹی کے ہاتھوں میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: تم ان کی زکاۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں روز قیامت ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنا دے؟ تو اس نے وہ کنگن اتار کر آپ ﷺ کی خدمت میں ڈال دیے اور کہا: میں انہیں اللہ اور اس کے رسول کے لیے پیش کرتی ہوں۔“ (کہ آپ ﷺ اللہ کی راہ میں اسے خرچ کر دیں) ①

بین نہ کرنا:

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بچہ مر گیا اور وہ اس پر بین کر رہی تھی، آپ ﷺ کا گذر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: [اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي] ”خدا سے ڈرو اور صبر کرو۔“ وہ صحابیہ بولیں [إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبِّ بِمُصِيبَتِي] ”تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے؟“ آپ چلے گئے تو لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ چنانچہ وہ دوڑی ہوئی نبی ﷺ کے پاس آئیں اور معذرت کرتے ہوئے کہا میں نے حضور کو نہیں

① سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الحلی، رقم: ۴۷۹، ابوداؤد: ۱۰۶۳

پہچانا تھا۔“<sup>①</sup>

دیواروں سے چمٹ کر چلیں:

ایک بار نبی ﷺ مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ راستے میں مرد عورت مل جل کر چل رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے عورتوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ”تم پیچھے رہو، وسط راہ سے نہ گزرو۔“ اس کے بعد عورتوں کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اس طرح لگ کر چلتی تھیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے تھے۔

نبی ﷺ والے پیالے میں تبدیلی نہ کرو:

عاصم الاحول رضی اللہ عنہ (تابعی) سے روایت ہے کہ:

”میں نے نبی ﷺ کا پیالہ (سیدنا) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا ہے، یہ پیالہ ٹوٹ گیا تھا تو انہوں نے اسے چاندی کے تار سے جوڑ دیا تھا، یہ چمکدار لکڑی کا بنا ہوا بہترین چوڑا پیالہ تھا۔“

محمد بن سیرین (تابعی) کہتے ہیں کہ:

”اس پیالے کا حلقہ لوہے کا بنا ہوا تھا، (سیدنا) انس رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس کے بدلے سونے چاندی کا حلقہ بنوائیں تو انہیں (ان کے سوتیلے ابا) ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ: [ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ]

”رسول اللہ ﷺ نے جو کام کیا اس میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ کرو، تو انس رضی اللہ عنہ نے اپنا ارادہ چھوڑ دیا۔“<sup>②</sup>

آپ ﷺ کی نگاہِ عتاب کو تاڑ لیا:

صحابہ کرام سے بڑھ کر مزاج شناس نبوت کون ہو سکتا ہے؟ انھیں یہ گوارا نہیں تھا

① صحیح البخاری، کتاب الجنائز باب زیارة القبور، رقم: ۱۲۸۳

② صحیح بخاری کتاب الأشربة، باب الشراب من قدح النبی ﷺ و آئینہ، رقم: ۵۶۳۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کہ آپ کی پیشانی پر ان کے کسی طرز عمل سے بل آئے، جہاں انہوں نے محسوس کیا کہ ان کا کوئی کام آپ ﷺ کو گراں گزرا ہے، اسی وقت اس سے دست کش ہو گئے، چنانچہ سنن ابی داؤد میں زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق منقول ہے کہ وہ اپنے کپڑے رنگوارہی تھیں، آپ گھر میں تشریف لائے تو لٹے پاؤں واپس لوٹ گئے، آپ ﷺ نے اگرچہ منہ سے کچھ نہیں فرمایا تھا، تاہم زینب رضی اللہ عنہا آپ کی نگاہ عتاب کو تازہ کیں:

[فَعَسَلَتْ نِيَابَهَا وَوَارَتْ كُلَّ حُمْرَةٍ] اور تمام کپڑوں کے رنگ کو دھو ڈالا۔

[ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاطَّلَعَ لَمْ يَرَ شَيْئًا دَخَلَ] <sup>①</sup>

نبی اکرم ﷺ کی ممنوع کردہ چیزوں سے رک جانا:

نبی اکرم ﷺ نے متعدد احادیث میں میت پر زمانہ جاہلیت کی طرح بین کرنا، بال نوچنے، گالوں پر طمانچے مارنے سے منع فرمایا ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے جنازہ کے ساتھ آگ لے کر چلنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے، قبروں پر قبے تعمیر کرنے یا اس پر خیمہ نصب کرنے سے بھی روکا ہے، نبی اکرم ﷺ کی منع کردہ ان چیزوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حد درجہ خیال رکھتے تھے۔

علامہ محمد ناصر الدین البانی رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور کتاب ”احکام الجنائز“ میں ابو موسیٰ اشعری، حذیفہ بن یمان، عمرو بن عاص اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی وصیتیں نقل فرمائی ہیں، جن میں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے انہی فرامین کے حوالہ دے کر اپنے وارثین کو وصیت کی ہے کہ وہ نہ تو میرے جنازے کے ساتھ آگ لے کر چلیں، نہ عہد جاہلیت کی طرح میرے اوپر بین کیا جائے، نہ میری قبر پر خیمہ لگایا جائے اور نہ میرے مرنے پر عہد جاہلیت کی طرح تشہیر کی جائے۔ <sup>②</sup>

① ابوداؤد، کتاب اللباس، باب الحمرة، رقم: ۴۰۷۱

② تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: احکام الجنائز و بدعها صفحہ: ۸۰، المکتب الاسلامی، طبع



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ تمام آثار ایک بندہ مومن کو خبردار کرتے ہیں کہ وہ اپنے متعلقین کو منہیات شرعیہ سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔

ایک ہی نداء پر شراب بہادی:

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شراب پلائے جا رہا تھا اور وہ شراب کچی پختہ کھجور کی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کرنے والے کو بھیجا وہ منادی کر رہا تھا:

[ أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ حُرْمَتٌ ]

”لوگو! شراب حرام ہو چکی ہے۔“

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے انس رضی اللہ عنہ! جاؤ اور شراب گرا دو میں نے جا کر شراب بہادی، شراب مدینے کی گلیوں میں بہ رہی تھی۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ کتنے لوگ اس حالت میں فوت ہوئے کہ ان کے پیٹوں میں شراب تھی (تو ان کا کیا بنے گا؟) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴾ (المائدة: ۹۳)

”ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک اعمال کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جسے وہ کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ تقویٰ اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک عمل کرتے ہوں پھر پرہیزگاری کرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیزگاری کرتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اللہ ایسے نیکو کاروں سے محبت کرتا ہے۔“<sup>①</sup>

اس آیت میں [العبرة بعموم اللفظ لا بخصوص السبب] والا قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے

① التفسیر۔ باب ﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا ..... ﴾ رقم: ۴۶۲۰

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمان نبوی پر اعتماد کرتے ہوئے اونٹ واپس نہ کیے:

سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی سے کچھ بیمار اونٹ خریدے۔ اس آدمی کا اس کا روبر میں ایک شراکت دار بھی تھا اس کا وہ شریک سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور بطور معذرت کے کہا کہ میرے شریک نے بیمار اونٹ آپ کے ہاتھ فروخت کر دیئے ہیں، اس نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اچھا تم ان کو واپس لے جاؤ، اس کے بعد کہنے لگے

[دَعَهَا رَضِينَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ]

انہیں چھوڑ جاؤ۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: «لَا عَدْوَى.....»<sup>①</sup> ”ایک کا مرض دوسرے کو نہیں لگتا۔“  
کعب رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر قرض معاف کر دیا:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد نبوی میں ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اتنے میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں یہاں تک کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن پایا اور آپ گھر میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرہ کا پردہ اٹھایا اور آواز دی اے کعب! انہوں نے عرض کی لیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اشارے سے فرمایا: تم اپنے قرض سے نصف کم کر دو۔ کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ» یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے نصف چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابن حدرد سے) فرمایا: «قُمْ فَأَقِضْهُ» (اٹھو اور باقی نصف ادا کر دو۔)<sup>②</sup>

فائدہ= یہ صحابہ کرام کی ہی شان ہے کہ انہوں نے ایک ہی فرمان سے آدھا قرض چھوڑ دیا ورنہ لوگ تو دنیا کے مال کی وجہ سے قتل و غارت پر اتر آتے ہیں۔

① صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب شراء الابل الھیم..... رقم: ۲۰۹۹

② صحیح البخاری کتاب الصلاة، باب النفاضی والملازمة فی المسجد: ۴۵۷

صحابہ نے آپ ﷺ کی اتباع میں پیاز نہ کھایا:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے علیحدہ رہے۔ یا یہ فرمایا: ہماری مسجد سے علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں چند سبزیاں (پکی ہوئی) تھیں آپ ﷺ نے اس میں کچھ بو پائی تو دریافت فرمایا: اس میں کیا ہے؟ تو جتنی سبزیاں اس میں تھیں وہ سب آپ ﷺ کو بتا دی گئیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے فلاں صحابی رضی اللہ عنہ کے قریب کر دو۔ پھر جب آپ ﷺ نے اُسے دیکھا کہ اس صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ سبزیاں کھانا پسند نہیں کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[كُلْ فَإِنِّي أَنَا جِي مَنْ لَا تُنَاجِي] ●

”تم کھا لو کیونکہ میں اس سے سرگوشیاں کرتا ہوں جس سے تم سرگوشیاں نہیں کرتے۔“

صدقہ کا حکم سن کر عورتوں نے زیورات اتار دیے:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ نبی ﷺ کے ساتھ (عید گاہ) میں حاضر ہوئے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہاں! اگر میری قرابت آپ ﷺ سے نہ ہوتی تو میں حاضر نہ ہو سکتا (کیونکہ میں چھوٹا تھا) آپ ﷺ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے مکان کے پاس ہے پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا، اس کے بعد عورتوں کے پاس آئے اور انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرے کا حکم دیا:

«فَجَعَلَتِ الْمَرْءَةُ تَهْوِي بِيَدِهَا إِلَى حِلْقِهَا تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ»

کوئی عورت اپنا ہاتھ اپنی انگوٹھی کی طرف بڑھانے لگی اور کوئی اپنی بالی کی طرف اور کوئی کسی زیور کی طرف اور اس کو اتار اتار کر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں ڈالنے لگیں، پھر

آپ ﷺ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما گھر تشریف لے آئے۔<sup>①</sup>

اگر رسول اللہ ﷺ نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں بھی نہ دیتا:

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (طواف میں) حجر اسود کے پاس آئے پھر اس کو بوسہ دیا اور فرمایا:

[ اِنِّي لَا اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَا اِنِّي رَأَيْتُ

النَّبِيَّ ﷺ يَقْبَلُكَ مَا قَبَّلْتَكَ ] ●

”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ (کسی کو) نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے اور اگر میں نے نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ دیتا۔“

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈیوں کو چھوڑنے کا حکم دے دیا:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دو لونڈیاں حنین کے قیدیوں میں سے پائی تھیں اور ان کو مکہ میں کسی گھر میں رکھا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدیوں کو مفت میں چھوڑ دینے کا حکم دے دیا تو وہ گلیوں میں دوڑ رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے عبداللہ! دیکھو یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدی آزاد کر دیے (یہ آواز ان کی

ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [ اِذْهَبْ فَاَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ ]

”جاؤ تم بھی ان دونوں لونڈیوں کو چھوڑ دو۔“ (یہ لونڈیاں خمس میں سے ان کو

ملی تھیں) ●

● صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وضوء الصبيان.....: ۸۶۲

● صحیح البخاری، کتاب الحج، باب ما ذكر في الحجر الاسود، رقم: ۱۵۹۷

● صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما كان النبي ﷺ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ

قُلُوبِهِمْ..... ۳۱۴۴

اللہ کے حکم پر اپنی بہن کا نکاح سابقہ خاوند سے کر دیا:

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنی بہن کا ایک شخص سے نکاح کر دیا تھا، اس نے میری بہن کو طلاق دے دی، جب اس کی عدت پوری ہو گئی تو اس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے اسے جواب دیا کہ میں نے اس کا تجھ سے نکاح کر دیا تھا اور اسے تیری بیوی بنا دیا اور تیری تعظیم کی تھی لیکن تو نے اسے طلاق دے دی، اب تو پھر نکاح کا پیغام دیتا ہے؟ [لَا وَاللَّهِ لَا نَعُوذُ إِلَيْكَ أَبَدًا] تو اللہ کی قسم! اب وہ لوٹ کر تیرے پاس نہیں آئے گی۔ وہ شخص کچھ برا نہ تھا (نیک بخت تھا) اور میری بہن بھی اس کی طرف رجوع کرنے پر راضی تھی، اور میں نے ان کے درمیان دخل اندازی کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿وَ إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضِلُوهُنَّ أَنْ

يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ﴾

”جب تم عورتوں کو طلاق دیدو تو پھر وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو تم ان کو اپنے پہلے خاوند سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو جب کہ وہ آپس میں معروف طریقے سے راضی ہوں۔“

(البقرہ: ۲۳۲)

میں نے کہا یا رسول اللہ! اب (اللہ کا حکم اتر آیا تو) میں ضرور مانوں گا (اور اس سے

نکاح کر دوں گا) پھر انھوں نے اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا۔<sup>①</sup>

فائدہ = معقل بن یسار کی بہن کا نام جمیلہ بنت یسار ہے اور اس کے خاوند کا نام

ابوالدراح بن عاصم، اللہ کا حکم سنتے ہی قسم چھوڑ دی، اور اطاعت الہی کے لیے سر تسلیم خم کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی جان سے بھی زیادہ پیار:

عبداللہ بن ہشام نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ

① صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولی، رقم: ۵۱۳۰

پکڑا ہوا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا نہیں (اے عمر)

[وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ]

”مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (اس وقت تک آپ مکمل مومن نہیں بن سکتے) جب تک میں تجھے آپ کی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔“  
تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا [فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ أَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي] یا رسول اللہ! اب اللہ کی قسم آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز لگتے ہیں پھر نبی ﷺ نے فرمایا اب (بات بنی یعنی تیرا ایمان مکمل ہو گیا) ①

رسول اللہ ﷺ کے اشارے پر صحابہ نے قیدی واپس کر دیئے

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہوازن قبیلہ کے لوگ مسلمان ہو کر آئے اور انہوں نے اپنے مال اور قیدیوں کی واپسی کی اپیل کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [أَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ] مجھے سچی بات اچھی لگتی ہے تم لوگ دو چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کر لو یا اپنے مال لے لو یا اپنے قیدی میں نے تو تمہارے انتظار میں مال کی تقسیم دیر سے کی آپ ﷺ نے طائف سے واپسی کے بعد دس سے زیادہ دن ان کا انتظار فرمایا تھا۔ چنانچہ جب ان کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ مال اور قیدی دونوں واپس نہیں کریں گے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی چاہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہو گئے آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اے صحابہ یہ ہوازن کے لوگ ہمارے پاس توبہ تائب ہو کر آئے ہیں (مسلمان ہو کر آئے ہیں) میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی واپس کر دوں لہذا تم میں سے جو خوشی سے قیدی دینا چاہے وہ دے دے اور جو واپس نہ کرنا چاہے اور اس کا بدلہ لینا چاہے تو اب جب اللہ نے ہمیں پہلی فتح دی تو ہم اس کو اس کا بدلہ

① صحیح البخاری کتاب الایمان والنور باب کیف كانت الیمن النبوی، رقم: ۶۶۳۲

دے دیں گے۔ اس شرط پر قیدیوں کو چھوڑ دے تو صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ہم خوشی سے بلا معاوضہ قیدی واپس کرنا چاہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیں نہیں معلوم کہ کون دینا چاہتا ہے اور کون نہیں دینا چاہتا، اب تم چلے جاؤ اور تمہارے سردار مجھے آ کر بتائیں گے صحابہ واپس چلے گئے اور ہر قبیلہ کے سردار نے اپنے لوگوں سے گفتگو کی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر خبر دی کہ تمام لوگوں نے خوشی سے اپنے قیدی واپس کر دیئے ہیں۔<sup>①</sup>



## حدیث رسول ﷺ

## کے مقابلے میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوے کو رد کر دیا:

زیاد بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف لکھ بھیجا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جو شخص (اپنے گھر سے مکے کی طرف) قربانی کا جانور روانہ کر دیتا ہے تو اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو حاجی پر حرام ہوتی ہیں یہاں تک کہ قربانی کا جانور حرم میں جا کر ذبح ہو جائے (اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟) تو عائشہ نے جواب دیا: ابن عباس کی بات درست نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ کی قربانی کے جانور کا ہار میں نے خود بنایا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ہار اسے ڈالا پھر اس جانور کو رسول اللہ ﷺ نے میرے والد گرامی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بھیج دیا

[ فَلَمْ يَحْرَمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْءًا أَحَلَّهُ اللَّهُ لَهُ حَتَّى نُحْرَمَ

الْهَدْيُ ]<sup>①</sup>

لیکن آپ ﷺ پر جو چیزیں اللہ نے حلال کی تھیں ان میں سے کوئی چیز بھی حرام نہ ہوئی تھی حتیٰ کہ آپ ﷺ کا قربانی کا جانور ذبح ہو گیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کا عبد اللہ بن عمرو کے فتوے پر اعتراض:

عبید بن عمیر فرماتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن عمرو (جنابت، حیض،

① بخاری، کتاب المناسک، باب من قلد القلائد بیده، رقم: ۱۷۰۰

نفاس کا) غسل کرنے والی عورتوں کو حکم دیا کرتے ہیں کہ وہ اپنے سر (کی مینڈھیاں) کھول دیا کریں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر تعجب کرتے ہوئے فرمایا:

[أَفَلَا يَا مُرْهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُؤُسَهُنَّ]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل میں سر کھولنے کا حکم کیوں کرتے ہیں وہ انھیں سر منڈوا دینے کا حکم کیوں نہیں دے دیتے؟

[لَقَدْ كُنْتُ أَغْسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ آنَاءٍ وَاحِدٍ وَلَا أَزِيدُ

عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَعَاتٍ]

”میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے میں تو اپنے

سر پر صرف تین چلو پانی ڈال کر (مل لیا کرتی تھی (یعنی بال نہیں کھولتی تھی اگر

سر کھولنا لازمی ہوتا تو آپ ﷺ مجھے ضرور سر کھولنے کا حکم فرماتے) ①

علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ رد کر دیا:

مراون بن حکم فرماتے ہیں کہ میں نے عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا عثمان (جو وقت کے

خلیفہ تھے) وہ حج تمتع اور حج قرآن سے منع فرما رہے تھے لیکن علی رضی اللہ عنہ نے حج تمتع کا تلبیہ کہنا

شروع کر دیا اور فرمانے لگے:

[مَا كُنْتُ لِإِدْعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ لِقَوْلِ أَحَدٍ] ②

”میں کسی کے کہنے پر اللہ کے نبی ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔“

ایک روایت میں ہے معصفان کے مقام پر عثمان رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہما کا حج تمتع کے متعلق

اختلاف ہو گیا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ایک ایسے کام سے منع کرنا چاہ رہے ہیں جسے اللہ

کے رسول ﷺ نے کیا تھا؟

① مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب افاضۃ الماء، رقم: ۳۳۱

② کتاب التعمیر، روایت ابن ماجہ، کتاب الحج والعمرة، باب ما یمنع من الحج والعمرة، رقم: ۱۱۱۱

پھر علی رضی اللہ عنہ نے حج تمتع کا احرام باندھ لیا۔<sup>①</sup>

جو مجھ سے بہتر ہے انھوں نے اس کا حکم دیا:

عبد اللہ بن حارث فرماتے ہیں: بارش کی وجہ سے کچھڑ ہو گیا تھا اس دن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہمیں خطبہ دیا اور موذن کو کہا [حی علی الصلوٰۃ] کی جگہ [الصلوٰۃ فی الرِّحَالِ] کہنا تو لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے گویا وہ اس پر اعتراض کر رہے تھے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھے لگتا ہے کہ تم اس پر اعتراض کر رہے ہو۔

[إِنَّ هَذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي]

”مجھ سے بہتر انسان یعنی محمد ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا میں نے یہ حکم اس لیے دیا

ہے تاکہ تمہیں مشقت میں مبتلا نہ کروں۔“<sup>②</sup>

دورانِ نماز بالوں کا جوڑا:

کریب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبد اللہ بن حارث کو نماز پڑھتے دیکھا انھوں نے اپنے بالوں کو پیچھے سے باندھ رکھا تھا (یعنی بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پیچھے سے جا کر ان کے بالوں کو کھول دیا، جب عبد اللہ بن حارث نے سلام پھیرا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: [مَا لَكَ وَرَأْسِي] آپ نے میرا سر کیوں کھول دیا تھا؟

تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے سنا تھا

[إِذَا مَثَلُ هَذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مُتَوَفٍّ] آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا

شخص اس شخص کی طرح ہوتا ہے جس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں۔<sup>③</sup>

① صحیح البخاری، کتاب الحج، باب التمتع والاقران: رقم: ۱۵۶۹

② بخاری، کتاب الاذان، باب هل يصلی الامام بمن حضر، رقم: ۶۶۸

③ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب اعضاء السجود، رقم: ۴۹۲

عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے رسول ﷺ کا فرمان پیش کیا:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ مہاجرین اولین میں سے ایک شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) مسجد میں آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ آنے کا کونسا وقت ہے؟

تو (عثمان رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں کام میں مصروف تھا میں نے اذان سنی تو میں گھر بھی نہیں گیا بس وضو کیا اور مسجد میں آ گیا ہوں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صرف وضو کر کے آ گئے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن غسل کرنے کا بھی حکم دیا کرتے تھے۔<sup>①</sup>

سفر میں قصر نماز:

جبر بن نفیر فرماتے ہیں: میں شریحیل بن سبط کے ساتھ ایک بستی میں گیا جو سترہ اٹھارہ میل کے فاصلے پر تھی تو انھوں نے (نماز کو قصر کیا اور) دو رکعتیں پڑھیں میں نے ان سے کہا (کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟)

تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں ادا کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا:

[ إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ ]<sup>②</sup>

”میں نے تو وہ عمل کیا ہے جو میں نے اللہ کے رسول کو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔“

رسول اللہ ﷺ کے تجھ سے زیادہ بال تھے:

جابر رضی اللہ عنہ کے پاس حسن بن محمد بن الحنفیہ آئے اور غسل جنابت کے متعلق پوچھا تو انھوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ تین چلو لیتے تھے اور انھیں اپنے سر پر ڈالتے تھے پھر اپنے

① صحیح البخاری، کتاب الجمعة باب فضل الغسل يوم الجمعة، رقم: ۸۷۸

② مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۶۲۹

تمام جسم پر پانی بہاتے تھے۔

حسن نے کہا میرے تو بال بہت (گھنے) ہیں (وہ تین چلوں سے تر نہیں ہوں گے)

تو جابر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

[كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْكَ شَعْرًا] ①

”نبی ﷺ کے بال تجھ سے زیادہ (گھنے) تھے (اگر ان کو تین چلو کافی ہو جایا

کرتے تھے تو تجھے کیوں کافی نہیں ہوتے؟)“

ادھر ہی ٹھہرو، دینار کے بدلے درہم لے کر ہی جانا:

مالک بن اوس فرماتے ہیں مجھے دینار تروانے تھے مجھے طلحہ بن عبید اللہ نے بلایا ہمارا دونوں کا تکرار ہوا پھر آخر وہ راضی ہو گئے اور دینار مجھ سے لے لیے اور انھیں اپنے ہاتھ میں الٹ پلٹ کرنے لگے پھر فرمانے لگے (یہ دینار میرے پاس رکھ دو) میرا خازن غابہ مقام پر گیا ہوا ہے وہ آجائے (پھر میں آپ کو درہم دے دوں گا) ادھر عمر رضی اللہ عنہما یہ گفتگو سن رہے تھے انھوں نے فرمایا: [وَاللَّهِ لَا تَفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ] ”اللہ کی قسم! تم ان کے پاس رہو جب ان کا خازن آجائے اپنا چیخ لے کر جانا۔“ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سونا سونے کے بدلے سود ہوتا ہے لیکن جب نقد ہو تو پھر ٹھیک ہے اس طرح گندم گندم کے بدلے جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے سود ہے مگر جب نقد و نقد ہو پھر ٹھیک ہے۔ ②

سنت رسول ﷺ کا علم ہو جانے کے باوجود مسئلہ دریافت کرنا:

[عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ

الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَطْوِفُ بِالْبَيْتِ يَوْمَ النَّحْرِ بَمَ

① بخاری، کتاب الغسل، باب من افاض على رأسه ثلاثاً، رقم: ۲۵۶

② بخاری، کتاب البیوع، باب بیع الشعیر بالشعیر، رقم: ۲۱۷۴ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تَحِيضُ قَالَ لِيَكُنْ آخِرُ عَهْدِهَا بِالْبَيْتِ قَالَ: فَقَالَ الْحَارِثُ كَذَلِكَ  
أَفْتَانِي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَرُبْتُ عَنْ يَدَيْكَ سَأَلْتَنِي عَنْ  
شَيْءٍ سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِكَيْ مَا أَخَالَفَ؟<sup>①</sup>

”حارث بن عبد اللہ بن اوس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور ان سے پوچھا: ”اگر قربانی کے دن طواف زیارت کرنے کے بعد عورت حائضہ ہو جائے تو کیا کرے؟“ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”(طہارت حاصل کرنے کے بعد) آخری عمل بیت اللہ شریف کا طواف ہونا چاہئے۔“ حارث رضی اللہ عنہما نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھے یہی فتویٰ دیا تھا۔“ اس پر عمر رضی اللہ عنہما (غصے میں آئے اور) فرمانے لگے: ”تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں، تو نے مجھ سے ایسی بات پوچھی، جو رسول اللہ ﷺ سے پوچھ چکا تھا تا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف فیصلہ کروں۔“

اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتے:

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ آتَاهُ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّا نَسْمَعُ أَحَادِيثَ مِنْ يَهُودٍ تُعْجِبُنَا أَفْتَرَى أَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا فَقَالَ:  
[أَنْتَهُوَ كَوْنُ أَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى لَقَدْ جِئْتُكُمْ  
بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا مَا وَسِعَهُ إِلَّا إِتْبَاعِي]<sup>②</sup>

”جابر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ عمر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”ہم یہودیوں سے کچھ باتیں سنتے ہیں، جو ہمیں اچھی لگتی ہیں کیا ان میں سے بعض (زیادہ اچھی لگنے والی) لکھ لیا کریں؟“ نبی اکرم ﷺ

① ابوداؤد، کتاب المناسک، باب الحائض تخرج بعد الافاضة، حدیث: ۲۰۰۴

② کتب السنن، کتاب الوصیة، ص ۱۰۱، رقم الحديث ۱۰۱۰۱، ولكن الوصیة الاسلامیة، کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

نے ارشاد فرمایا ”کیا تم (اپنے دین کے بارے میں) شک میں مبتلا ہو (کہ یہ ناقص ہے) جس طرح یہود و نصاریٰ (اپنے اپنے دین کے بارے میں) شک میں پڑے تھے، حالانکہ میں ایک واضح اور روشن شریعت لے کر آیا ہوں، اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے، تو میری پیروی کئے بغیر ان کے لئے بھی کوئی چارہ کار نہ تھا۔“

### تورات کے اوراق:

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَةِ فَسَكَّتْ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَعَبَّرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ثَكَلْتِكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرَى مَا بَوَّجَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَنَظَرَ عُمَرُ إِلَى وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَعَظَبِ رَسُولِهِ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ بَدَأَ لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَادْرَكَ نُبُوتِي لَا تَبْعَنِي ]<sup>①</sup>

”جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ توراہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ یہ تورات ہے۔“ آپ ﷺ خاموش رہے، عمر رضی اللہ عنہ تورات پڑھنے لگے، تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک (غصے سے) بدلنے لگا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ (نے یہ صورتحال دیکھی) تو کہا، اے عمر! گم پانے والیاں تجھے گم پائیں، رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی

① سنن دارمی، باب ما يتعنى من تفسير، رقم: ۴۳۵

طرف نہیں دیکھتے؟“ عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو کہا ”میں اللہ اور اس کے رسول کے غصے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر، از محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔“ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئیں اور تم لوگ میری بجائے ان کی اتباع شروع کر دو، تو سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے، تو وہ بھی میری ہی اتباع کرتے۔“

### اس خبیث کی طرف دیکھو:

[ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا ، فَقَالَ : أَنْظِرُوا إِلَيَّ هَذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا ۖ انفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكَوْكَ قَائِمًا ﴾ ]<sup>①</sup>

”حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور ام الحکم کا بیٹا عبد الرحمن بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس خبیث کو دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے (جو خلاف سنت ہے) اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: ”اے محمد ﷺ! جب لوگوں نے خرید و فروخت یا کھیل کود کو دیکھا، تو اس طرف دوڑ نکلے اور تجھے کھڑا ہوئے چھوڑ گئے۔“

### ابوموسیٰ والے فتوے سے میں گمراہ ہو جاؤں گا:

«عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرْحَبِيلٍ قَالَ سئِلَ أَبُو مُوسَى عَنِ بِنْتٍ وَ بِنْتِ ابْنِ

① مسلم، کتاب الجمعة، باب: ﴿حِجَارَةٌ أَوْ لَهْوًا ۖ انفَضُوا إِلَيْهَا﴾ حدیث: ۸۶۴

وَأُخِيتِ فَقَالَ لَلْبِنْتِ النَّصْفُ وَلِلْأُخْتِ النَّصْفُ وَائْتِ بِنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَيِّتَابِعْنِي فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى قَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذَا وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ أَقْضِ فِيهِمَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلْإِبْنَةِ النَّصْفُ وَ لِلْإِبْنَةِ ابْنِ السُّدُسِ تَكْمِلَةَ الثَّلَاثِينَ وَ مَا بَقِيَ فَلِأُخْتِ فَآتَيْنَا أَبَا مُوسَى فَأُخْبِرَنَا بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ» ①

’ہز میل بن شرحبیل کہتے ہیں، ابو موسیٰ سے بیٹی پوتی اور بہن کی وراثت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو بھی آدھا ملے گا اور تم ابن مسعود کے پاس جاؤ وہ بھی میری متابعت کریں گے ابن مسعود سے پوچھا گیا اور انہیں ابو موسیٰ کی بات بھی بتائی گئی (کہ آپ ان کی متابعت کریں گے) تو ابن مسعود نے کہا میں اس وقت گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں ہوں گا (اگر میں ابو موسیٰ کی متابعت میں وہی فتویٰ دوں) میں اس مسئلہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا، بیٹی کو آدھا پوتی کو چھٹا (تو دوثلث مکمل ہو جائیں گے) اور جو باقی بچ جائے گا وہ بہن کو ملے گا، ہز میل بن شرحبیل کہتے ہیں ہم نے پھر یہ مسئلہ ابو موسیٰ کو بتایا تو انہوں نے کہا جب تک یہ عالم (ابن مسعود) تم میں موجود ہیں مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو۔“

فائدہ: عبد اللہ بن مسعود نے وہی فیصلہ کیا جو نبی ﷺ نے کیا تھا ابو موسیٰ کو اپنی بات پر بڑا اعتماد تھا لیکن جب رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ معلوم ہوا تو فوراً اپنے فیصلے پر نادم ہوئے حدیث رسول کے سامنے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کہی۔ اور فیصلہ رسول سنانے والے

① صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب میراث ابنة الابن مع بنتٍ رقم: ۶۷۳۶

ابن مسعود کی عظمت کا اعلان کیا کہ ان کے ہوتے ہوئے مجھ سے مسئلہ نہ پوچھا کرو۔

اس اللہ کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں میں اس کے علاوہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا:

مالک بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا کہ ان کا دربان (جس کا نام) ریفاء آیا اور کہنے لگا کہ عثمان، عبد الرحمن بن عوف، زبیر، سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) تھا باہر آئے ہیں اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں آپ انھیں اجازت دیتے ہیں؟

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انھیں اجازت ہے بس وہ اندر آئے اور سلام کیا اور بیٹھ گئے اور ریفاء پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا اور کہا علی اور عباس رضی اللہ عنہما آئے ہیں انھیں اجازت ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں انھیں اجازت ہے وہ بھی آئے اور سلام کیا اور وہ بھی بیٹھ گئے، عباس اور علی رضی اللہ عنہما کا بنو نظیر کے مال میں اختلاف تھا جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو فے کے طور پر دیا تھا۔ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المومنین ہمارا فیصلہ کر دیجیے، عثمان رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا امیر المومنین! ان دونوں کا فیصلہ کر کے ان کو ایک دوسرے سے راضی کر دیجیے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، تمہیں اس بات کا علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

[ لَا نُورُكَ مَا تَرَ كُنَّا صَدَقَةً ]

ہمارا (انبیاء کا) ترکہ ورثے میں تقسیم نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے؟

سب صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے کہا واقعی آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا پھر عمر، عباس اور علی رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہارے علم میں کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے؟ تو دونوں نے اقرار کیا کہ واقعی آپ ﷺ نے ایسا ہی فرمایا تھا، تب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب میں تمہیں حقیقت حال بتاتا ہوں کہ مال نے میں سے کچھ مال ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے نبی کو عطا کیا تھا، اس میں سے کسی اور کو کچھ بھی نہیں دیا، پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿وَمَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (الحشر: ۶)

”ان کا جو مال اللہ نے اپنے رسول کو فے کے طور پر دیا جس پر نہ تو تم نے اپنے گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“

اللہ کی قسم! وہ مال اللہ کے رسول نے تمہیں دے دیا اور تمہارے کاموں میں خرچ کر دیا اس سے یہ مال بچ گیا آپ ﷺ اس میں سے اپنے اہل کا سال کا خرچ نکالتے تھے بقیہ دوسرے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ کیا معاملہ ایسا نہیں ہے؟ سب نے اقرار کیا پھر عباس اور علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا: تم بتاؤ بات اسی طرح ہے؟ دونوں نے اقرار کیا پھر فرمانے لگے پھر جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو وفات دی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا وارث و متولی میں ہوں پھر وہ مال ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تحویل میں لے لیا اور اس میں نبی ﷺ والا طریقہ اختیار کیا اللہ جانتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں سچے نیکو کار مخلص اور حق کے پیرو کار تھے۔ پھر ان کی وفات ہوئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا متولی میں بن گیا اور وہ مال دو برس تک میں نے اپنی تحویل میں رکھا میں نے اس میں رسول مکرم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ والا طرز عمل اختیار کیے رکھا اللہ گواہ ہے کہ میں بھی اس سلسلے میں سچا نیکو کار مخلص اور حق کا پیرو تھا۔ پھر تم

دونوں میرے پاس آئے اور اس سلسلے میں مجھ سے بات کی۔ اے عباس رضی اللہ عنہما آپ اپنے بھتیجے (رسول کریم ﷺ) کا حصہ مانگنے آئے تھے اور علی رضی اللہ عنہما اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہما کا حصہ لینے آئے تھے جو ان کے والد (محمد ﷺ) کی طرف سے انھیں ملنا تھا تو میں نے تمہیں کہا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

[ لَا نُورَثُ مَا نَرَكْنَا صَدَقَةً ]

”ہمارا ترکہ ورثہ میں تقسیم نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

تو میں نے تم سے کہا کہ اگر تم چاہو تو وہ مال میں تمہاری تحویل میں دے دیتا ہوں لیکن اس وعدے پر کہ تم اسے اسی طرح صرف کرو گے جیسے رسول کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما اور اب میں صرف کرتا ہوں تو تم نے کہا کہ ٹھیک ہے وہ مال ہمارے حوالے کر دو، چنانچہ میں نے اس شرط پر وہ مال تمہاری تحویل میں کر دیا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تم یہ بتاؤ کہ کیا میں نے وہ مال ان کی تحویل میں اس شرط اور وعدے پر دیا تھا یا نہیں؟ انھوں نے کہا آپ نے واقعی اس شرط پر ان کے حوالے کر دیا تھا، پھر آپ ﷺ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ میں نے وہ جائیداد تمہیں اس شرط پر دی تھی؟ تو انھوں نے اقرار کیا، عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم مجھ سے اس فیصلے کے علاوہ کوئی دوسرا فیصلہ چاہتے ہو؟

[ فَوَاللَّهِ الَّذِي بِيَدِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً

غَيْرَ ذَلِكَ ]<sup>①</sup>

”مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے حکم کے ساتھ زمین و آسمان قائم ہیں میں اس مال میں اس فیصلے کے علاوہ فیصلہ نہیں کر سکتا اگر تم سے یہ مال نہیں سنبھالا جاتا تو پھر یہ مال میرے حوالے کر دو میں اس سلسلے میں تمہاری کفایت کروں گا۔“

① صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر..... ۴۰۳۳

## قتل کرو گے تو نیچے اتروں گا:

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے یمن بھیجا، یمن کے دو حصے تھے تو ایک پر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے پر معاذ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور نصیحت کی کہ لوگوں پر آسانی کرنا مشقت نہ کرنا ان کو خوش رکھنا نفرت نہ دلانا وہ دونوں اپنے اپنے علاقوں میں چلے گئے۔ ان میں سے جو بھی اپنی زمین میں سفر کرتا ہوا اپنے ساتھی کے علاقے کے قریب ہوتا تو اس کے پاس آتا اور اپنے ساتھی کو سلام کہتا، ایک دفعہ معاذ رضی اللہ عنہ کا گزر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے علاقے کے قریب ہوا تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے وہاں دیکھا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں اور ان کے پاس لوگوں کا ہجوم ہے اور ایک شخص کے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔ معاذ نے فرمایا: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ یہ کون ہے؟ فرمایا یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد کافر مرتد ہو گیا ہے، معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا [لَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ] میں اپنی سواری سے اس وقت تک نہ نہیں اتروں گا جب تک اس کو قتل نہیں کر دیا جائے گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ اتر آئیں اس کو قتل کرنے کے لئے ہی لایا گیا ہے لیکن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کے قتل ہونے کے بعد ہی اتروں گا، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اس کو قتل کر دیا گیا پھر معاذ اترے اور فرمایا: [كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ] اے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ (ابوموسیٰ) آپ قرآن کی تلاوت کیسے کرتے ہو؟ فرمایا کہ میں تھوڑا تھوڑا پڑھتا رہتا ہوں پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کس طرح پڑھتے ہیں فرمایا کہ میں اول رات سو جاتا ہوں پھر حسب معمول اٹھتا ہوں اور جس قدر اللہ کو منظور ہوتا ہے پڑھ لیتا ہوں۔

[فَأَحْتَسِبُ نَوْمِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمِي]

’میں اپنی نیند کو بھی ثواب سمجھتا ہوں جیسے اپنے قیام کو ثواب سمجھتا ہوں۔‘<sup>①</sup>

① صحیح البخاری کتاب المغازی، باب بعت أبي موسى و معاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع،

## پڑوسی کو پانچ سو درہم کم پر زمین فروخت:

عمر و بن شریک رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں سعد بن ابی وقاص کے پاس تھا وہاں مسور بن مخرمہ بھی آگئے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اتنے میں ابورافع نبی ﷺ کے غلام بھی آگئے ابورافع رضی اللہ عنہما نے سعد کو کہا آپ میرا گھر خرید لیں جو آپ کے گھر کے رستے میں ہے سعد نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں خرید سکتا۔ اس پر مسور نے کہا اللہ کی قسم! آپ اس کو ضرور خریدیں گے۔ سعد رضی اللہ عنہما نے کہا پھر میں چار ہزار درہم سے زیادہ نہیں دے سکتا اور وہ بھی قسطوں میں، ابورافع رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے تو پانچ سو درہم ملتے تھے (پانچ سو دینار پانچ ہزار درہم کے برابر تھا) اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی زیادہ حق رکھتا ہے تو میں تجھے چار ہزار درہم کا نہ دیتا جب کہ مجھے پانچ سو دینار بھی اس کے مل رہے تھے۔<sup>①</sup>

**فائدہ** = آج کل تو پڑوسی کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ سائیڈ پر ہی زمین فروخت کر دیتے ہیں بلکہ اگر پڑوسی کے ہاتھوں فروخت کی ہو اور دوسرے سے اس کے زائد پیسے مل رہے ہو تو پڑوسی سے لڑائی کر لیں گے۔



① صحیح البخاری، کتاب الشفعة، باب عرض الشفعة، حدیث: ۲۲۵۸

## باب نمبر 9

### مخالفین سنت سے بیزاری

واویلا کرنے والی عورتوں سے بیزاری:

ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (میرے والد) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہو گئے جس سے ان پر غشی طاری ہو گئی اس وقت ان کا سر گھر کی کسی خاتون کی گود میں تھا اس خاتون نے ان کی حالت غیر دیکھی تو اس نے واویلا شروع کر دیا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ میں طاقت نہیں تھی کہ وہ اسے منع کریں جب انھیں ہوش آیا تو انھوں نے فرمایا کہ جس چیز سے رسول اللہ ﷺ بری ہیں میں بھی اس چیز سے بری ہوں۔ پھر فرمایا:

[إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَرِيٌّ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ] <sup>①</sup>

”نبی ﷺ اس عورت سے بری ہیں جو (مصیبت کے وقت) واویلا کرنے والی اور سر کو منڈوا دینے والی اور کپڑوں کو پھاڑ دینے والی ہو۔“

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے بیٹے کو برا بھلا کہنا:

سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، میں نے

نبی ﷺ سے سنا تھا: آپ ﷺ نے فرمایا:

[لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمْ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ إِلَيْهَا]

”جب تمہاری عورتیں تم سے مسجد میں (نماز پڑھنے کے لیے) اجازت مانگیں تو انھیں مت روکا کرو۔“

① مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخلود، رقم: ۱۰۴

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے بلال نے کہا:

[وَاللَّهِ لَنَمْنَعُهُنَّ]

”اللہ کی قسم! ہم انہیں ضرور روکیں گے۔“

[فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ]

”عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس گئے اور انہیں ایسا برا بھلا کہا کہ ہم نے کبھی

ان کو ایسا برا بھلا کہتے ہوئے نہیں سنا تھا۔“

(ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے سینے پر مکا بھی مارا) اور فرمایا:

[أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَقُولُ وَاللَّهِ لَنَمْنَعُهُنَّ] <sup>①</sup>

”میں تجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا تا ہوں اور تو کہتا ہے کہ اللہ کی قسم ہم عورتوں کو

منع کریں گے؟“

باجامعت نماز ترک کرنے پر ناراضگی:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دور میں کوئی صاحب گھر میں نماز پڑھتے اور مسجد میں آنا

ضروری نہ سمجھتے جب آپ کو پتہ چلا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور لوگوں سے کہا:

[مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ تَعَالَى غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَيَّ هَؤُلَاءِ]

الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادِي بِهِنَّ فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدَى

وَأَنْهَنَ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلُّو

هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ

لَضَلَلْتُمْ] <sup>②</sup>

”تم میں سے جو شخص قیامت کے روز مسلمان کی حیثیت سے اللہ کے حضور

① مسلم، کتاب الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد، رقم: ٤٤٢

② صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الہدی، رقم: ٦٥٤ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

پیش ہونا پسند کرتا ہو تو پھر اسے چاہیے کہ جہاں نماز کے لئے اذان دی جائے، ان نمازوں کی حفاظت کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔“ (یعنی مسجد میں باجماعت نماز ادا کرے) اللہ نے اپنے نبی کو ہدایت کے راستے بتائے اور انہیں دین بنا دیا اور یہ (باجماعت نماز) بھی ہدایت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔ اگر ان صاحب کی طرح تم بھی گھروں میں نماز پڑھنا شروع کر دو تو پھر تم نے یقیناً اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا تو پھر یاد رکھو کہ تم گمراہ ہو جاؤ گئے۔“

حدیث کی موجودگی میں حکمت کی کتاب کا حوالہ:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ] أَوْ قَالَ [الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ] فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ إِنَّا لَنَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ أَوْ الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةٌ وَ وَقَارًا لِلَّهِ وَمِنْهُ ضَعْفٌ قَالَ فَغَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ وَقَالَ أَلَا أَرَانِي أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ تَعَارِضُ فِيهِ قَالَ فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ فَقَالَ فَأَعَادَ بُشَيْرٌ فَغَضِبَ عِمْرَانُ قَالَ فَمَازَلْنَا نَقُولُ فِيهِ إِنَّهُ مِنَّا يَا أَبَا نَجِيدٍ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ [ 1 ]

”عمران بن حصین رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”حیا تو ساری بھلائی ہے۔“ یا آپ ﷺ نے فرمایا: ”حیا مکمل بھلائی ہے۔“ بشیر بن کعب رضي الله عنه نے کہا ہم نے بعض کتابوں میں یا دانائی کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو اللہ تعالیٰ کے حضور سکینے اور وقار ہے جب کہ

1 مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان، رقم: ۳۷

دوسری قسم بودا پن اور کمزوری ہے۔ یہ سن کر (صحابی رسول) عمران رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا، آنکھیں سرخ ہو گئیں اور فرمایا: میں تمہارے سامنے حدیث رسول ﷺ بیان کر رہا ہوں اور تو اس کے خلاف بات کر رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں عمران رضی اللہ عنہ نے پھر حدیث پڑھ کر سنائی۔ ادھر بشیر بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے وہی بات دہرا دی، تو عمران رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور (بشیر بن کعب کو سزا دینے کا فیصلہ کیا) ہم سب نے کہا: ”اے ابا نجد! (یہ عمران رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) بشیر ہمارا ہی مسلمان ساتھی ہے (اسے معاف کر دیجئے) اس میں کوئی (منافقت یا کفر والی) بات نہیں ہے۔“

صحابی رسول ﷺ نے کلام کرنا ترک کر دیا:

[ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مَغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ جَالِسًا إِلَى جَنِيهِ ابْنِ أَخٍ لَهُ فَخَذَفَ فَنَهَاهُ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا فَقَالَ [أَنَّهَا لَا تَصِيدُ صَيْدًا وَلَا تَنْكِي عَدُوًّا وَأَنَّهَا تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ] قَالَ: فَعَادَ ابْنُ أَخِيهِ فَخَذَفَ ، فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْهَا ثُمَّ عُدَّتْ تَخَذِفُ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا ]<sup>①</sup>

”عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا بھتیجا پہلو میں بیٹھا کنکریاں پھینک رہا تھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے منع کیا اور بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے منع فرمایا ہے نیز نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ایسا کرنے سے نہ تو شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، البتہ اس سے (کسی کا) دانت ٹوٹ سکتا ہے یا آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔ بھتیجے نے دوبارہ کنکریاں پھینکنا شروع کر دیں، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میں نے تجھے بتایا ہے کہ نبی اکرم ﷺ

① بخاری، کتاب الذبائح والصيد، باب الحذف، رقم: ۵۴۷۹، ابن ماجہ، رقم: ۱۷

نے اس سے منع فرمایا ہے اور تو پھر وہی کام کر رہا ہے لہذا میں تجھ سے بھی کبھی بات نہیں کروں گا۔“

اذان کے بعد مسجد سے نکلنے والے پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی:

ابو الشعثاء فرماتے ہیں: ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے مؤذن نے اذان کہی ایک شخص مسجد سے باہر نکل گیا ابو ہریرہ اسے دیکھتے رہے پھر فرمایا:

[أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ] <sup>①</sup>

”اس نے ابو القاسم رضی اللہ عنہ کی نافرمانی کی ہے۔“

میرے ہاتھوں پہ مارا:

مصعب بن سعد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد محترم کے پہلو میں نماز پڑھی اور میں نے اپنے ہاتھوں کو اکٹھا کر کے اپنے گھٹنوں میں رکھ لیا تو ابو جان نے کہا: اپنے ہاتھ گھٹنوں کے اوپر رکھا کرو۔ لیکن میں نے دوبارہ بھی اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں میں رکھ لیا: [فَضْرَبَ بِيَدِي] تو انھوں نے میرے ہاتھوں کو مارا اور فرمایا: ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ <sup>②</sup>

یہ نیزہ تو نے مجھے مارا ہے:

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب ابن عمر رضی اللہ عنہما کو منیٰ کے مقام پر قدم کے نیچے نیزہ لگ گیا تھا جس سے ان کا قدم رکاب کے ساتھ چپک گیا تھا اس وقت میں ان کے ساتھ تھا۔ حجاج بن یوسف کو جب اس کا علم ہوا تو وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیمار پرسی کرنے آیا تو اس نے کہا:

[لَوْ نَعَلَمُ مِنْ أَصَابِكَ]

① مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن الخروج من المسجد اذ اذان المؤذن: ۶۵۵

② مسلم، کتاب الصلاة، باب الندب الی وضع الیدی، رقم: ۵۳۵

”اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ کو کس نے نیزہ مارا ہے۔“ (تو ہم اسے سزا دیتے)  
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: [أَنْتَ أَصَبْتَنِي] ”یہ نیزہ مجھے تو نے مارا ہے۔“

حجاج نے کہا میں نے کیسے مارا ہے؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس دن (یعنی عید کے دن) ہتھیار اٹھا کر نہیں لائے جاتے تھے تو اس دن ہتھیار اٹھا کر لایا اور حرم میں تو نے ہتھیار داخل کیے حالانکہ حرم میں ہتھیار اٹھا کر نہیں لائے جاتے تھے (اگر تو ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہ دیتا تو آج مجھے یہاں نیزہ کیسے لگتا؟) ①

فائدہ= عید کے دن اسلحہ اٹھانا حالات کی نزاکت کے مطابق ہے۔ مزاحمت اور دشمن کے خوف کے وقت لے جایا جا سکتا ہے البتہ حرم میں اور امن کی جگہ میں نہیں لے جایا جائے گا۔ (فتح الباری)

کاش چار کی بجائے مجھے دو مقبول رکعتیں مل جائیں:

عبد الرحمن بن یزید فرماتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر نماز قصر نہ کی (چار رکعتیں پڑھا دیں جب یہ بات عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بتائی گئی تو انھوں نے (اس بات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے) انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا:

[صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِنَى رَكَعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ بِمِنَى رَكَعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِنَى رَكَعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكَعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ]

”میں نے مقام منیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر، عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دو دو رکعتیں ہی پڑھی تھیں (عثمان بھی پہلے دو رکعتیں ہی پڑھا کرتے تھے اب انھوں نے چار رکعتیں کیوں پڑھیں؟) میں تو چاہتا ہوں کہ میرے نصیب میں دو رکعتیں

① صحیح البخاری کتاب العیدین باب ما یکرہ من حمل السلاح فی العید، رقم: ۹۶۶ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(مسنون) مقبول آجائیں (تو مجھے وہی کافی ہیں)“<sup>①</sup>

## حیض کے دوران طلاق:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی (آمنہ یا نوار بنت غفار) کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (حالت حیض میں) طلاق دے دی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: [مُرَّةٌ فَلْيُرَاجِعْهَا] انھیں کہو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں اور پھر اپنے پاس رکھیں۔ جب ماہواری گزر جائے گی (یعنی حیض بند ہو جائے گا) پھر ماہواری آئے پھر بند ہو جائے تب اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو طلاق دے دیں اور چاہیں تو اپنے نکاح میں باقی رکھیں۔ لیکن طلاق اس طہر میں ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے ہونی چاہیے۔ یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔<sup>②</sup>

عمر رضی اللہ عنہما، اپنے بیٹے عبداللہ سے اس بات پر بہت خفا ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت کہا کہ خلیفہ کے انتخاب کے وقت عبداللہ کو شامل نہ کرنا۔

چاند نظر نہ آتا تو پھر تمہارے وصال کا پتہ چلتا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

[ لَا تُوَاصِلُوا ] قَالُوا إِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ [ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَ يَسْقِينِي ] فَلَمْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصِلَ بِهِمُ النَّبِيُّ يَوْمَئِذٍ أَوْ لَيْتَيْنِ ثُمَّ رَأَوْهُ الْهَيْلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ [ لَوْ تَأَخَّرَ الْهَيْلَالَ لَرِدْتُمْ كَالْمَنْكِلِ لَهُمْ ]<sup>③</sup>

① صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۰۸۴

② مسلم، کتاب الطلاق، باب تحریم طلاق، الحائض، رقم: ۱۴۷۱

③ بخاری، کتاب الاعتصام، باب ما یکرہ من التعمق، رقم: ۷۲۹۹

” (افطار کئے بغیر) مسلسل روزے نہ رکھو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو رکھتے ہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں تمہاری طرح نہیں ہوں، مجھے میرا رب رات کو کھلاتا بھی اور پلاتا بھی ہے۔“ لیکن اس کے باوجود لوگ باز نہ آئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل دو دن یا مسلسل دو رات روزہ رکھا پھر (اتفاق سے عید کا) چاند نظر آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر چاند نظر نہ آتا، تو میں ابھی مسلسل روزے رکھتا۔“ گویا ان کو سزا دینے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی (یعنی میرا حکم نہ ماننے والے لوگ بھی میرے ساتھ روزہ رکھتے اور انہیں سزا ملتی۔“)

### روزہ رکھنے والے نافرمان ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَرَفَعَهُ حَتَّى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ [أَوْلَيْكَ الْعَصَاةُ أَوْلَيْكَ الْعَصَاةُ] <sup>①</sup>

”جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں فتح مکہ کے لئے (مدینہ سے) نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہوا تھا جب کراع غمیم (جگہ کا نام) پہنچے تو لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگا کر اونچا کیا، یہاں تک کہ لوگوں نے اس (پیالہ) کو دیکھ لیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی لیا بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے ابھی بھی

روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں۔“

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کی بد عملی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اظہارِ افسوس:

زہری ﷺ فرماتے ہیں: میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق میں گیا [وَهُوَ يَبْكِي] دیکھا وہ رو رہے تھے میں نے کہا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا:

[لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةَ وَ هَذِهِ الصَّلَاةُ قَدْ ضَيَعَتْ]

”مجھے یہ افسوس ہو رہا ہے کہ جو چیزیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دیکھی تھیں ان میں سے مجھے کوئی چیز نظر نہیں آتی ہاں نماز باقی ہے لیکن (اسے بھی سنت کے خلاف پڑھ کر اور وقت سے ٹال کر) ضائع کر دیا گیا ہے۔“<sup>①</sup>

ابوسعید نے مروان کو کپڑوں سے پکڑ کر کھینچا:

سیدنا ابوسعید حدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے تھے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نماز (عید) ادا کرتے تھے۔ نماز مکمل ہو جانے کے بعد آپ ﷺ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے آپ ﷺ انہیں نصیحتیں فرماتے اور احکام دیتے۔ اس کے بعد اگر کوئی لشکر روانہ کرنے کا پروگرام ہوتا تھا تو اس کو تیار کرتے یا کوئی دوسرا حکم کرنا چاہتے تو حکم نامہ جاری فرماتے پھر آپ ﷺ واپس (گھر کو چلے) جاتے۔ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ اسی (دستور) پر عمل کرتے رہے حتیٰ کہ میں مروان کے ساتھ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں نکلا اور وہ اس وقت مدینہ کا حاکم تھا، جب ہم عید گاہ پہنچے تو دیکھا کہ ایک منبر وہاں رکھا ہوا تھا جس کو کثیر بن صلت نے تیار کیا تھا اور مروان نماز (عید) پڑھنے سے پہلے اس

① بخاری، کتاب مواقیب الصلوة باب فی تضييع الصلوة، رقم: ۵۳۰

پر چڑھنے لگا: [فَجَبَدْتُ بِثَوْبِهِ فَجَبَدَنِي فَارْتَفَعَ] میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر پیچھے کو کھینچا لیکن اس نے مجھ سے چھڑا لیا اور منبر پر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا میں نے اس سے کہا کہ اللہ کی قسم! تم لوگوں نے (سنت نبوی کو) بدل ڈالا تو اس پر اس نے جواب دیا:

[يَا أَبَا سَعِيدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ]

”اے ابوسعید! وہ بات ختم ہو چکی ہے جو تم جانتے ہو۔“

میں نے کہا:

[مَا أَعْلَمُ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا لَا أَعْلَمُ]

”جو کچھ میں جانتا ہوں اللہ کی قسم! وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔“

تو اس نے کہا:

[إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ] <sup>①</sup>

”لوگ نماز کے بعد خطبہ سننے کے لیے نہیں بیٹھتے۔ اس لیے میں نے خطبہ کو نماز سے

پہلے کر دیا۔“

### عمر رضی اللہ عنہ پر نبی ﷺ کی ناراضگی کا خوف

عمر رضی اللہ عنہ سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی بات پوچھی لیکن آپ ﷺ نے جواب نہ دیا دوبارہ پوچھا پھر بھی آپ ﷺ نے جواب نہ دیا پھر تیسری مرتبہ پوچھا لیکن جواب نہ دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دل میں اپنے آپ کو کہا) اے عمر رضی اللہ عنہ تیری ماں تجھے گم پائے (یعنی تو مر جائے) تو نے نبی ﷺ سے تین بار پوچھا لیکن تجھے جواب نہ دیا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [فَجَرَكَتٌ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِينَ]

میں نے اپنی سواری کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں سے آگے بڑھ گیا اور میں ڈر رہا تھا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نہ نازل ہو جائے (یعنی اللہ اپنی ناراضگی کا اظہار نہ

① صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب الخروج الى المصلی بغیر منبر: ۹۵۶ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فرمادے میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرا کہ میں نے کسی آواز لگانے والے کی آواز سنی جو مجھے بلا رہا تھا اور میں ڈرا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نہ اترتا ہو چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے سلام کہا آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے اوپر ایسی سورت نازل ہوئی ہے کہ وہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی پوری دنیا سے) پھر آپ ﷺ نے پڑھا: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾<sup>①</sup>



① بخاری کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية، رقم: ۴۱۷۷

## باب نمبر ۱۱

### بدعت ..... بدترین عمل

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۚ ذَٰلِكَ جَزَاءُ الَّذِينَ جَاءَهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ ﴾ (الكهف: ۱۸/۱۰۳، ۱۰۶)

” (میرے رسول ﷺ!) ان سے کہو! کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ (لوگ) ہیں کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری کوشش اور محنت ضائع ہوگئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ سب بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کی ملاقات کا یقین نہ کیا۔ اس لیے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہیں کریں گے۔ ان کی جزا جہنم ہے، اس انکار کی وجہ سے جو انہوں نے کیا اور اس مذاق کی پاداش میں جو وہ میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ کرتے رہے۔“

انسان سمجھتا ہے میں بہت اچھا عمل کر رہا ہوں وہ اپنے عمل کو بڑے عمدہ اور خوبصورت سمجھتا، نیکی والا خیال کرتا، جنت میں جانے کا سبب سمجھتا، اس کام کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا یقین رکھتا ہے لیکن کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے کوئی بھی برہان، دلیل، نگرانی، مطابقتی موجود نہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا عمل بلا گواہی کا مثل مردود و اسب کا ہو جو سودہ،

بے قیمت، بے معنی و بے فائدہ ہو کر رہ جاتا ہے، بلکہ الناس کے لیے وبال بن جاتا ہے، موجب عذاب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا فرمان الہی سے واضح ہے۔

ثانیاً: ..... ان آیات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جو شخص کتاب و سنت سے دلیل نہیں لیتا اپنی خواہش یا کسی بزرگ کی خواہش اور فرمان پر عمل کرتا ہے تو اس کا اللہ کی آیات اور اس سے ملاقات پر ایمان نہیں ہے۔

### شیطان کا پسندیدہ عمل:

« قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: الْبِدْعَةُ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيسَ مِنَ الْمَعْصِيَةِ الْمَعْصِيَةُ يُتَابُ مِنْهَا وَالْبِدْعَةُ لَا يُتَابُ مِنْهَا »<sup>①</sup>

”سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”شیطان کو گناہ کے مقابلے میں بدعت زیادہ

پسند ہے کیونکہ گناہ سے توبہ کی جاتی ہے جب کہ بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔“

امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے اس قول کی وضاحت اس طرح کی ہے بدعتی جس عمل کو اختیار کرتا ہے اور جسے دین سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مشروع قرار نہیں دیا وہ اپنے عمل کو ہی خوبصورت سمجھتا ہے تو جب تک وہ اسے خوبصورت اور اچھا سمجھتا ہے تب تک اس سے توبہ نہیں کر سکتا کیونکہ توبہ کے لیے پہلی بات ہی یہ ہے کہ وہ اپنے عمل کو برا جانے تاکہ وہ اس سے توبہ کرنے پر آمادہ ہو۔<sup>②</sup>

**فائدہ:** بدعت چونکہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کی جاتی ہے اس لئے بدعتی اس

سے توبہ کرنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچتا تاکہ اس کا بنیادی عقیدہ صحیح نہ ہو جائے۔

بدعات کا معاملہ گھمبیر اور ان کا قضیہ غیر معمولی ہے اس کے برے اثرات بہت وسیع

ہیں یہ عام گناہوں اور نافرمانیوں سے زیادہ خطرناک ہیں اس لیے کہ عام گناہ کا مرتکب جانتا

① فتاویٰ ابن تیمیہ: ۹/۱۰

② فتاویٰ ابن تیمیہ: ۹/۱۰

ہے اور مانتا ہے کہ وہ حرام میں ملوث ہے کبھی نہ کبھی اسے چھوڑ دیتا ہے اور تائب ہو جاتا ہے جب کہ بدعت کا رسیا یہ سمجھتا ہے کہ وہ حق پر ہے اس لیے مرتے دم تک اپنی پڑ ڈٹا رہتا ہے جب کہ وہ اپنی خواہشات نفس کا پیرو ہوتا ہے اور راہ راست سے بھٹکا ہوا ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَفَمَنْ نَزِنَ لَهُ سُوءَ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ  
وَيَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ ﴾ (الفاطر: ۸)

”بھلا وہ شخص جس کو اس کے اعمال بد آراستہ کر کے دکھائے جائیں اور وہ ان کو نیکی سمجھنے لگے تو وہ (بھلا راہ راست پر کیسے آئے گا) بلاشبہ اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔“

نیز فرمایا: ﴿ اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ كَمَنْ نَزِنَ لَهُ سُوءَ عَمَلِهِ  
وَاتَّبَعُوا اَهْوَاءَهُمْ ﴾ (محمد: ۱۴)

”بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے واضح ہدایت پر ہو وہ ان لوگوں کے مانند ہو سکتا ہے جن کو ان کے برے اعمال مزین کر کے دکھائے جائیں اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کریں۔“

نیز فرمایا: ﴿ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ (ص: ۲۶)

”اور اپنی خواہش کے پیچھے نہ لگو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا دے گی۔“

جس عمل کی دلیل اللہ کی طرف سے نہ ہو وہ عمل بظاہر کتنا اچھا ہو اور خوبصورت ہی کیوں نہ ہو وہ مردود ہے۔ جیسا کہ سورۃ الکہف کی آیت میں یہ بات بیان ہوئی ہے۔

نیز فرمایا: ﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ هَوٰٓاۥهٗ بِغَيْرِ هُدٰى مِنَ اللّٰهِ ﴾

”اور اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش

کے پیچھے چلے۔“

آیات مذکورہ بالا سے ظاہر ہوا کہ شیطان برے اعمال انسان کے سامنے خوبصورت کر کے پیش کرتا ہے، تو جب انسان اپنے اعمال کو اچھا سمجھے تو پھر وہ اس سے توبہ کیسے کر سکتا ہے؟ کیونکہ وہ اسے غلط اور برا سمجھتا ہی نہیں۔ امام سفیان ثوری کی بات اس حدیث سے صحیح ثابت ہوتی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[إِنَّ اللَّهَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبٍ بِدْعَةٍ حَتَّى يَدَعَ بِدْعَتَهُ]

”اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ کو اوجھل کر رکھا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بدعات کو چھوڑ دے۔“<sup>①</sup>

### بدعتیوں سے جہاد:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: [ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتُلُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ - فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ - وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ حَبَّةٌ خَرْدَلٍ ]<sup>②</sup>

① اس حدیث کو منذری نے ترغیب و ترہیب میں ترک سنت اور بدعات کے ارتکاب اور خواہشات کی پیروی پر وعید میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ (نیز ملاحظہ ہو: سلسلۃ الصحیحۃ للألبانی: ۱۶۲۰) (اس حدیث کو زبیر علی زئی نے حمید الطویل کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے) الجامع الصحیح میں البانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: [إِنَّ اللَّهَ احْتَجَرَ التَّوْبَةَ عَلَى كُلِّ صَاحِبٍ بِدْعَةٍ] (صحیح الجامع، رقم: ۱۶۹۹)

② صحیح مسلم = کتاب الایمان : باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان وان الایمان یزید وینقص وان الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر واجبان الحدیث: ۵۰ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے پہلے کسی امت میں بھی اللہ نے کوئی نبی بھیجا ہے تو اس کے کچھ حماقتی اور صحابہ ضرور ہوئے ہیں جو اس کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اپنے نبی کی پیروی کرتے تھے پھر ان کے بعد ایسے نالائق پیدا ہوئے وہ ایسی باتیں کہتے تھے جن پر عمل نہیں کرتے تھے اور جو وہ عمل کرتے تھے اس کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا پس جو کوئی ان سے اپنے ہاتھ کے ساتھ جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے، جو کوئی ان کے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کرے گا وہ بھی مومن ہے اور جو کوئی ان کو اپنے دل میں ہی برا محسوس کرے گا وہ بھی مومن ہے۔ اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا۔“

اس حدیث میں ایسے لوگوں کو انبیاء کرام کے حواری کہا گیا ہے جو اپنے نبی ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑتے اور ان کے حکم کی پیروی کرتے، اور جو نبی کی سنت کو ترک کر دیں اور اپنے مزعمومات اور خواہشات کو قابل اقتداء سمجھ بیٹھیں تو ایسے لوگوں سے جہاد ضروری ہو جاتا ہے تاکہ سنت زندہ رہے اور بدعت کا سروہیں کچلا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیات کو چھوڑ کر خواہش پرستی کرنے والے کی مثال کتے سے بیان کی ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﷺ وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَ لَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلُ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرِكُهُ يَلْهَثُ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﷺ﴾ (الاعراف: ۱۷۵-۱۷۶)

”اور انہیں اس شخص کی خبر پڑھ کر سنائی جسے ہم نے اپنی آیات دیں تو وہ ان سے

صاف نکل گیا پھر شیطان نے اسے پیچھے لگا لیا تو وہ گمراہوں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس سے ان کے ذریعے بلند کر دیتے، مگر وہ زمین کی طرف چٹ گیا اور اپنی خواہش کے پیچھے لگ گیا، تو اس کی مثال کتے کی مثال کی طرح ہے کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے ہانپتا ہے یا اسے چھوڑ دے تو بھی زبان نکالے ہانپتا ہے یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، سو آپ یہ بیان سنا دیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔“

### سیدھا راستہ اور شیطان کے راستے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَطًّا ثُمَّ قَالَ: هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ، ثُمَّ حَطَّ حُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَالَ: "هَذِهِ سُبُلٌ" عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ وَقَرَأَ: ﴿وَأَنْ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾<sup>①</sup>

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک (سیدھا) خط کھینچا۔ پھر کہا ”یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے“ پھر اس خط کے دائیں بائیں دیگر خط بھی کھینچے اور کہا ”یہ (گمراہی کے) راستے ہیں۔“ ان میں سے ہر ایک راستے پر شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنی (طرف لوگوں کو) بلاتا ہے۔

① رواہ الحاكم في المستدرک علی الصحیحین (۲/۳۱۸)۔ کتاب التفسیر: شان نزول آية ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَيَّبْنَا.....﴾ (النساء: ۹۴/۴) وفي شان نزول آية ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى.....﴾ (البقرة = ۲/۲۲۰) وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادُ وَلَمْ يُخْرَجْ أَوْ - انظر المستدرک علی الصحیحین (۲/۳۱۸) بتحقیق مصطفیٰ عبد القادر عطاء. وقال الالبانی: اسنادہ حسن و صححہ الحاكم وغيرہ۔ انظر مشکوة المصابیح بتحقیق الالبانی رقم الحدیث: ۱۱۶۶۔ ورواه احمد والنسائی والدارمی ایضاً

پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَإِنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾ (الانعام: ۱۰۳/۶)  
 مکمل آیت اس طرح ہے: ﴿وَإِنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا  
 تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾  
 حوض کوثر سے محرومی:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں تشریف لے گئے اور فرمایا:  
 [الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَ إِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ]  
 ”اے قبر والے مومنو، تم پر سلام ہو اگر اللہ نے چاہا تو ہم تمہارے ساتھ ملنے  
 والے ہیں۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے۔ صحابہ نے عرض  
 کیا یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: [أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَ إِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ]  
 ”تم تو میرے ساتھی ہو ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو (مسلمان) لوگ ابھی تک  
 (دنیا میں) نہیں آئے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جو آپ کے امتی ابھی تک دنیا میں نہیں آئے آپ (قیامت  
 کے دن) انہیں کیسے پہچانیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ کہ اگر کسی شخص کے پانچ کلیان گھوڑے (یعنی جن کی  
 چاروں ٹانگیں اور پیشانی چمکتی ہوں ایسے گھوڑے) ہوں اور وہ سیاہ گھوڑوں میں کھڑے ہوں  
 تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچان سکے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور پہچان لے گا؟  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَ أَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ]

کوثر پر ان کا منتظر ہوں گا۔“

(جب وہ آئیں گے تو حوض کوثر سے پانی پییں گے تو) [أَلَا لَيْدَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُزَادُ الْبَعِيرُ الضَّلَالُ] لیکن کچھ لوگوں کو میرے حوض سے دور ہٹا لیا جائے گا جیسے بیگانہ اونٹ حوض سے بھگا دیا جاتا ہے تو میں انہیں آواز دوں گا تو مجھے کہا جائے گا۔“

« إِنَّهُمْ قَدْ بَدَلُوا بَعْدَكَ »

”انہوں نے تو آپ کے (دنیا سے چلے آنے کے) بعد (دین الہی کو) بگاڑ دیا تھا (یعنی شرک و بدعت کا شکار ہو گئے تھے)۔“

تب میں کہوں گا: «سُحْقًا سُحْقًا»

”(دین کو بدل ڈالنے والوں کو مجھ سے) دور لے جاؤ، دور لے جاؤ۔“

دیگر روایات میں مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ بخاری حدیث: ۶۵۸۵، میں [إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدْتُمْوَا بَعْدَكَ] اور مسلم میں [إِنَّهُمْ ارْتَدُّوَا عَلَيَّ أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى] کے الفاظ ہیں۔<sup>①</sup>

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

[يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةَ غُرَاةٍ غُرْلًا ثُمَّ قَالَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَعِيدُهُ وَعَدَّا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۴)..... إلى آخر الآية، ثُمَّ قَالَ أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدْتُمْوَا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ

① صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب استحباب اطالۃ الغرۃ، رقم: ۲۴۹.

الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنَّ تَعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبْدُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿  
(المائدة: ۱۱۷، ۱۱۸) فَيَقَالُ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتُهُمْ. ]

”اے لوگو! تم اللہ کے پاس ننگے پیر، ننگے بدن اور بغیر ختنے کے جمع کئے جاؤ گے۔ پھر آیت مبارک تلاوت فرمائی: ”جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا ہم (اس کے ختم ہو جانے کے بعد) اسی عمل تخلیق کو دہرائیں گے یہ وعدہ پورا کرنا ہم نے لازم کر لیا ہے ہم (یہ اعادہ) ضرور کرنے والے ہیں۔“ (پھر فرمایا: سنو! مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیم (علیہ السلام) کو لباس پہنایا جائے گا، سنو! بے شک میری امت میں سے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا، ان کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا اے میرے رب! یہ میرے لوگ ہیں۔ کہا جائے گا: کیا آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا فتنے نکالے تھے؟ پس میں وہی کہوں گا جو اللہ کے ایک عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا: ”اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان لوگوں میں موجود رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھایا تو تو ہی ان (کے حالات) پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے، اگر تو انھیں عذاب دے تو وہ تیرے (ہی) بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بے شک تو ہی بڑا غالب حکمت والا ہے۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا جیسے ہی آپ ان سے جدا ہوئے یہ اسی وقت مرتد ہو گئے تھے۔“<sup>①</sup>

اس حدیث میں کتنے واضح الفاظ میں ان لوگوں کے جرم کو بیان کیا گیا ہے [غَيْرُوا

① کتب صحیح البخاری کی کتب التفسیر، باب والی از دو اساتذہ شہداء حدیث: ۹، بؤا مکتب مرکز

بُعْدَكَ]، [أُحْدِثُوا بُعْدَكَ]، [قَدْ بَدَّلُوا بُعْدَكَ] یعنی یہ لوگ دین کو بدلتے بھی رہے ہیں اور اس میں نو ایجاد چیزوں کو داخل بھی کرتے رہے ہیں [تغییر] اور [احداث] یہ ان کا جرم تھا۔

اب جوئی چیزیں دین میں نہیں وہ سب اس جرم میں داخل ہوں گئیں یعنی بے دین چیزوں کو دین بنانا یا دین کو بے دین قرار دینا، یہ احداث، تغیر اور تبدیل کے زمرے میں آئے گا۔ ایسا نہیں کہ وہ پہلی صدی ہجری کی احداث میں منحصر ہیں، جو پہلی صدی ہجری میں ایجادات کرے وہ تو اس کی ضمن میں آئیں اور بعد میں جو مرضی کوئی ایجاد کرتا رہے۔ جتنی چاہے ایجادات پیدا کرے وہ اس جرم میں داخل نہیں ہوں گی۔ اس حدیث کو صرف پہلی صدی ہجری تک منحصر کرنا بذات خود ایک تغیر، تبدیل والا جرم ہے جس کا ارتکاب صرف وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں احداث و تغیر کا چور ہو۔“

آپ ملاحظہ فرمائیں کس طرح طاہر القادری اس حدیث کو چند امور تک مقید کر کے اپنی بدعات کی راہ ہموار کر رہا ہے چنانچہ لکھتا ہے:-

”اس حدیث پاک کے آخری حصہ میں ہمارے موقف کی تائید میں کہ [احداثوا] سے مراد [ارتداد] ہے، اس پر صراحتاً دلیل آرہی ہے کہ [إِنْ هُوَ لَمْ يَزَلْوا مَرْتَدِينَ عَلَىٰ أَعْقَابِهِمْ مِنْذُ فَارَقْتَهُمْ] (جو نبی آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے یہ اپنی ایڑھیوں کے بل دین سے پھر گئے) پس ان [مُحَدِّثِينَ] کو حضور ﷺ نے صراحتاً [مرتدین] کہا ہے لہذا یہ چاروں طبقات (۱۔ مدعیان نبوت، ۲۔ منکرین زکوٰۃ، ۳۔ مرتدین، ۴۔ خوارج) صحیحین کی روایات کے مطابق محدثات کے مرتکب تھے اور حدیث نے ”احداث“ کے معنی کو ”ارتداد“ کے ساتھ مختص کر دیا ہے۔ یعنی [ما أُحْدِثُوا بُعْدَكَ] کی وضاحت [مرتدین علیٰ أَعْقَابِهِمْ] نے کر دی ہے یعنی حدیث پاک نے احداث کے مرتکبین کو صراحتاً مرتدین کہا ہے۔

اس بیان سے واضح ہو گیا کہ دین میں ایسا فتنہ پیدا کرنا جو باعث ارتداد ہو، بدعت و



ضلالت ہے لہذا بدعت سے مراد دین میں فقط ایسے فتنوں کا ایجاد کرنا ہے جو باعث ارتداد ہوں اور اسی بدعت کی مختلف شکلیں وہ ہیں جو حضور ﷺ کے زمانہ کے فوری بعد پیدا ہوئیں اور انہی کی مثل دیگر فتن بعد کے ادوار میں بھی پیدا ہو سکتے ہیں جیسے فتنہ باطنیت، فتنہ قادیانیت اور فتنہ بہائیت وغیرہ۔“ (قادری کی کتاب اقتباس ختم ہوا) ①

**جواب =** یہ حدیث تو بتا رہی ہے کہ دین میں احداث اور تغیر کرنا باعث ارتداد ہے لیکن قادری صاحب کہہ رہے ہیں جو احداث باعث ارتداد ہو وہ صرف بدعت ہے یعنی بتانا یہ چاہتے ہیں کہ ہم جو مرضی کریں ہم مرتد نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ ہم اہل سنت کہلاتے ہیں اب ہم جو مرضی کرتے رہیں ہم اس مد میں نہیں آسکتے جو مرتد ہوگا وہی صرف اس زمرے میں آئے گا۔ سبحان اللہ۔

سب سے زیادہ مغضوب:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ «أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَ مُتَّبِعٌ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ مُطْطَلِبٌ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيَقَ دَمَهُ» ②

”عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں مغضوب ہیں:

- ۱۔ حرم شریف کی حرمت پامال کرنے والا۔
- ۲۔ اسلام میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ چھوڑ کر جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا
- ۳۔ کسی مسلمان کا ناحق خون طلب کرنے والا تاکہ اس کا خون بہائے۔“

① کتاب البدعة (بدعت کا صحیح تصور) از طاہر القادری، ص: ۷۳-۷۵

② صحیح البخاری، کتاب الديات، باب من طلب دم امرئ بغير حق، حدیث: ۶۸۸۲ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## بدعتی کی حمایت پر اللہ کی لعنت:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ آوَى مُحَدِّثًا] ①

”حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے، جو زمین کے نشانات چوری کرے (یعنی اس کی حدیں تبدیل کرے)، جو اپنے والد پر لعنت کرے اور جو بدعتی کو پناہ دے۔“

بدعتی کو پناہ دینے والے پر لعنت ہے تو خود بدعتی پر کتنی لعنت ہوگی جس کی وجہ سے دوسرا بھی لعنتی بن رہا ہے۔

## بدعت کا اجراء لعنت کا باعث:

«عَنْ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَحْرَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا وَ كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا» مَنْ أَحَدَتْ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ②

”عاصمؓ کہتے ہیں: میں نے انسؓ سے پوچھا: ”کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا ہے؟“ انہوں نے کہا: ”ہاں! فلاں جگہ سے لے کر فلاں تک کوئی درخت نہ کاٹا جائے، نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص یہاں کوئی بدعت رائج کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔“

① صحیح مسلم، کتاب الأضاحی، باب تحریم الذبح لغيره الله، حدیث: ۱۹۷۸

② صحیح البخاری، کتاب الحج، باب حرم المدينة، حدیث: ۱۸۶۷

## سنت سے محرومی:

[عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بَدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللَّهُ مِنْهُمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ] <sup>①</sup>

”حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جو لوگ دین میں کوئی بدعت اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں سے اسی قدر سنت اٹھا لیتا ہے اور پھر وہ سنت قیامت تک ان لوگوں میں نہیں لوٹاتا۔“

## بدعت ایجاد کرنے والے کی گردن پر دوسروں کے بوجھ:

«عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ «مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ ابْتَدَعَ بَدْعَةً فَعَمِلَ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ أَوْزَارٌ مِنْ عَمَلٍ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهَا شَيْئًا» <sup>②</sup>

”کثیر بن عبد اللہ بن عمر بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے، میرے باپ سے میرے دادا نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری سنتوں میں سے کوئی ایک سنت زندہ کی اور لوگوں نے

① سنن الدارمی، المقدمة، باب اتباع السنة، حدیث: ۹۸

② ابن ماجہ، کتاب المقدمة، باب من أحياء سنة قد امتيت، حدیث: ۲۰۹، شیخ البانی

اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس سنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا جب کہ لوگوں کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی بدعت جاری کی اور پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا تو بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس بدعت پر عمل کریں گے جب کہ بدعت پر عمل کرنے والے لوگوں کے اپنے گناہوں کی سزا سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی۔ (یعنی وہ بھی پوری پوری سزا پائیں گے)“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَالَ «مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا» ①

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے لوگوں کو ہدایت کی دعوت دی اسے ہدایت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے برابر ثواب ملے گا اور ہدایت پر عمل کرنے والوں کا اپنا اجر بھی کم نہیں ہوگا۔ اس طرح جس شخص نے لوگوں کو گمراہی کی طرف بلایا اس شخص پر ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس گمراہی پر عمل کریں گے جب کہ گناہ کرنے والوں کے اپنے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔“

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے جھوٹ کا انجام:

دین سمجھ کر کوئی کام کیا جائے اور وہ حقیقت میں دین نہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بہتان ہے کیونکہ دین اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامات کا نام

① صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة، حدیث: ۲۶۷۴

ہے۔ اور یہ اپنے عمل اور قول کو دین کہہ رہا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ] ①

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جان بوجھ کر جھوٹ میری جانب منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔“

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ [لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ] ②

”علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے میری جانب جھوٹی بات منسوب کی وہ آگ میں داخل ہوگا۔“

عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ [مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ] ③

”سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص میری طرف ایسی بات منسوب کرے، جو میں نے نہیں کہی، وہ اپنی جگہ جہنم میں بنا لے۔“

جہنم میں بنا لے۔“

**فائدہ** = امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے حدیث [مَنْ أُحْدِثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ] پر یہ باب منعقد کیا ہے: [بَابُ تَعْظِيمِ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ وَالتَّغْلِيظِ عَلَيَّ مِنْ عَارِضَةٍ] اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دین میں بدعت جاری کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرتا ہے۔

① صحیح مسلم، کتاب مقدمہ باب تغلیط الکذب علی رسول اللہ، حدیث: ۳

② کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي حدیث: ۱۰۶

③ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي، حدیث: ۹ بڑا مفت مرکز

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [يَكُونُ فِي  
آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ  
تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ يُفْتِنُونَكُمْ] ①

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آخری زمانے میں  
دجال اور کذاب لوگ ایسی حدیثیں تمہارے پاس لائیں گے، جو تم نے اور  
تمہارے اسلاف نے کبھی نہ سنی ہوں گی، لہذا ان سے بچ کر رہو کہیں تمہیں گمراہ  
نہ کر دیں یا فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔“

یعنی وہ احادیث رسول اللہ ﷺ نے بیان نہیں فرمائیں بلکہ اب کسی نے ایجاد کر کے  
رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیں ہیں یا انہیں دین بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔  
بدعت اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
[مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ] ②  
”صدیقہ کائنات سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے  
کوئی ایسا کام کیا جو دین میں نہیں ہے، وہ کام اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود ہے۔“  
بدعتیوں کو مسجد سے نکال دیا:

[عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ قَوْمًا اجْتَمَعُوا فِي

① مسلم، کتاب مقدمہ باب النهی عن الرواية عن الضعفاء حديث: ۷

② صحيح مسلم، کتاب الاقضية، باب نقض الأحكام الباطلة، رقم: ۱۷۱۸، سنن ابن

ماجه، المقدمة، باب تعظيم حديث رسول الله، رقم: ۱۴، مسند احمد بن حنبل،

رقم: ۲۶۳۷۲، صحيح ابن حبان، رقم: ۲۶، سنن دارقطنی، ۴: ۲۲۴، رقم: ۷۸.

مَسْجِدٍ يُهَلَّلُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ جَهْرًا فَقَامَ إِلَيْهِمْ  
فَقَالَ مَا عَهْدُنَا ذَلِكَ فِي عَهْدِهِ وَمَا أَرَأَيْكُمْ إِلَّا مُبْتَدِعِينَ وَمَا  
زَالَ يَذْكُرُ ذَلِكَ حَتَّى أَخْرَجَهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ [ 1 ]

”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو پتہ چلا کہ کچھ لوگ مسجد میں مل کر اونچی آواز سے ذکر اور درود شریف پڑھ رہے ہیں آپ ان کے پاس آئے اور فرمایا: ”ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی کو اس طرح ذکر کرتے یا درود پڑھتے نہیں دیکھا، لہذا میں تمہیں بدعتی سمجھتا ہوں۔“ یہی الفاظ دہراتے رہے حتیٰ کہ انہیں مسجد سے نکال باہر کیا۔“

بدعتیوں کے سلام کا جواب نہیں دیا:

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ  
السَّلَامَ- فَقَالَ: إِنَّهُ بَلَّغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحَدَثَ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحَدَثَ فَلَا  
تُقْرَأُ مِنِّي السَّلَامَ- فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: [يَكُونُ  
فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ أَوْ مَسْخٌ أَوْ قَذْفٌ فِي أَهْلِ الْقَدْرِ] [ 2 ]

”نافع سے مروی ہے کہ ایک آدمی عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور کہنے لگا: فلان آدمی آپ کو سلام کہتا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس آدمی نے بدعت ایجاد کی ہے۔ لہذا اگر اس نے واقعی بدعت ایجاد کی ہے تو میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: میری

1 رواہ ابو نعیم

2 جامع الترمذی ابواب القدر: باب ماجاء فی الرص بالقضاء، رقم الحدیث:

۱۷۴۸، صحیح ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۲۶۱، صحیح ابی داؤد رقم الحدیث:

۳۸۵۷، مشکوٰۃ بتحقیق الإلبانی الحدیث: ۱۰۶، ۱۱۶، ورواہ احمد فی المسند کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

امت میں زمین میں دھنسا، شکلوں کا تبدیل ہونا اور پتھروں کا برسنا ہوگا۔ مگر یہ ان لوگوں پر ہوگا جو تقدیر کے منکر ہیں۔ (لہذا میرا اس کو سلام نہ کہنا)

تمام بدعات گمراہی ہیں کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی:

بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم خلاف سنت ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ [أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَ خَيْرِ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَ شَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَ كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] ①

”جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حمود ثنا کے بعد (یاد رکھنا) بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے اور ہر بدعت (نئی ایجاد شدہ چیز) گمراہی ہے۔“

سنن نسائی کے الفاظ یہ ہیں: [إِنْ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَ شَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَ كُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَ كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ] ②

فائدہ = آپ ﷺ اپنے ہر خطبے میں یہ بیان کرتے، اس میں بہترین، احسن ترین امور کی بھی آپ ﷺ نے خبر دے دی اور بدترین اعمال کی بھی خبر دے دی۔ بہترین اعمال آپ ﷺ نے بتائے۔ [خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الہدی ہدی محمد] اور اس کے مقابلے میں آپ نے بدترین اعمال بتائے [و شرُّ الأمور محدثاتہا و کلُّ محدثۃ بدعۃ] اب بات بالکل واضح ہو چکی ہے بہترین امور کتاب اللہ اور سنت

① صحیح مسلم، باب تخفیف الصلاة و الخطبة، رقم: ۸۶۷۔

② سنن نسائی کتاب صلاة العیدین، باب کیف الخطبة، رقم: ۱۵۴۔

رسول ہیں اور بدترین امور وہ ہیں جو ان کے مقابلے میں خود ساختہ نئے ایجاد کیے جائیں۔ آپ ﷺ کے اس فرمان میں ہمارے سامنے دونوں رستے واضح ہو چکے ہیں:

(۱) بہترین رستہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہے۔ (۲) بدترین رستہ وہ ہے جو ان کے علاوہ ہے، اور وہ مُخَدَث ہے۔ بدعت ہے۔ ضلالت ہے جس کا انجام جہنم ہے۔

ابن ماجہ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

[ إِنَّمَا هُمَا اثْنَانِ الْكَلَامُ وَالْهَدْيُ فَأَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ وَ أَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ]

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: « وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحَدَّثَاتِ فَإِنَّ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ » ①

”عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دین میں نئی چیزوں سے بچو، اس لئے کہ ہر نئی بات گمراہی ہے۔“

« قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ إِن رَأَاهَا النَّاسُ حَسَنَةً » ②

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”تمام بدعتیں گمراہی ہیں، خواہ بظاہر لوگوں کو اچھی لگیں۔“

فائدہ = ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ تمام بدعات گمراہی ہیں ان میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان عام ہے۔

”كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ“ ”ہر بدعت گمراہی ہے۔“ ③

① سنن ابن ماجہ، مقدمہ، رقم: ۴۲، شیخ البانی نے صحیح کہا ہے۔

② السنۃ للمروزی، ص: ۶۸، روایۃ: ۶۷

③ یہ الفاظ سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، حدیث: ۴۶۰۷ میں بھی موجود ہیں۔ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آپ ﷺ کا: [كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] کہنا بدعت کی ہر قسم کو شامل ہے یعنی یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو بالکل عام ہے اور اس سے ہر قسم کی بدعت مراد ہے۔ وہ ذات جس نے اس کلمہ کو اپنی زبان سے ادا کیا ہے وہ اس لفظ کے معنی و مفہوم کو اچھی طرح جانتے تھے، وہ مخلوق میں سب سے زیادہ فصیح تھے اور مخلوق کے لیے مخلوق سے بڑھ کر خیر خواہ تھے۔ آپ ﷺ جو بھی کہتے تھے اس کا واضح مطلب آپ کے سامنے ہوتا تھا۔ آپ ﷺ جانتے تھے جو آپ کہہ رہے ہیں اور کہی گئی بات کا معنی بھی جانتے تھے اور آپ ﷺ کا یہ قول امت کی خیر خواہی کے لیے صادر ہوا ہے۔

جب ان تین امور [① خیر خواہی و ارادہ کے کمال، ② بیان و فصاحت کے کمال، ③ علم و معرفت کے کمال] میں کلام مکمل ہوا تو اس بات سے یہ رہنمائی ملی کہ کلام کے ساتھ مراد وہی ہوتی ہے جس پر معنی دلالت کرتا ہے کیا اس قول کے بعد ہم بدعت کی تین قسمیں یا پانچ قسمیں کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں اور نہ ہی ایسا کرنا درست۔

اور آپ ﷺ کے فرمان: [كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] کا عموم واضح کر رہا ہے کہ جو شخص کہتا ہے یا سمجھتا ہے کہ اسلام میں کوئی بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے تو اس کا یہ قول اور زعم باطل ہے۔ مزید برآں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا موقف ان سے مروی اثر میں ہے۔ [كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] وَاِنْ رَاَهَا النَّاسُ حَسَنَةً [ہر بدعت گمراہی ہے خواہ لوگ اسے اچھا ہی سمجھیں۔] ①

### خوبصورت پاخانہ:

بدعت کو حسنہ کہنا اسی طرح ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ پاخانہ خوبصورت ہے یا خوبصورت گندگی، جس طرح پاخانہ خوبصورت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بدعت بھی خوبصورت نہیں ہو سکتی کیونکہ جو چیز ہے ہی بری، وہ حسنہ کس طرح ہو سکتی ہے؟ بدعت، ضلالت ہے، کیا ضلالت اچھی ہو سکتی کیا کبھی کسی نے کفر کی بھی اس طرح تقسیم کی ہے۔ ① کفر حسن ② کفر سی؟ جب کفر کی تقسیم اس طرح کسی نے نہیں کی تو پھر بدعت کی تقسیم کیوں کرتے ہو۔

① السنة للمروزی: ۶۸، روایۃ: ۶۷

## بدعت حسنة:

دین میں جو بات بھی نکالی جاتی ہے وہ اچھی سمجھ کر ہی نکالی جاتی ہے، بری بات تو پہلے ہی بری ہوتی ہے۔

بدعت حسنة ہی درحقیقت بدعت ہے۔ دھوکے باز نے جب دھوکہ دینا یا ملاوٹ کرنے والے نے جب ملاوٹ کرنی ہے اس نے اصل چیز سے ملتی جلتی چیز کی ہی ملاوٹ کرنی ہے دین میں ملاوٹ کرنے والے نے کسی رسم کو ایجاد کر کے اسے حسنة ہی کہنا ہے اس کو وہ سیوہ تو نہیں کہہ سکتا۔

آدمی اپنے عمل کو اپنی سوچ کے مطابق اچھا ہی سمجھتا ہے لیکن وہ عمل کتاب و سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا ذَٰلِكَ جَزَاءُ لَهُمْ جَهَنَّمَ بِمَا كَفَرُوا وَتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا﴾ (الكهف: ۱۸/۱۰۳، ۱۰۶)

” (میرے رسول ﷺ!) ان سے کہو! کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ (لوگ) ہیں کہ دنیا کی زندگی میں جن کی ساری کوشش اور محنت ضائع ہو گئی اور وہ خیال کرتے رہے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اس کی ملاقات کا یقین نہ کیا۔ اس لیے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہیں کریں گے۔ ان کی جزا جہنم

میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ کرتے رہے۔“

اس آیت میں انہی لوگوں کے اعمال اکارت ہونے کا ذکر ہے جو اپنے عمل کو اچھا سمجھتے تھے ﴿يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ تو پھر بدعت حسنة قابل قبول کیسے ہو سکتی ہے۔

اعتراض نمبر: ① رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ» ①

”جس نے اسلام میں کوئی اچھا نمونہ قائم کیا تو اسے اپنے اس عمل کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد اس پر تمام عمل کرنے والوں کا بھی، بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی واقع ہو، اور جس نے اسلام میں برا نمونہ قائم کیا تو اس کے سراسر اس کا بوجھ ہوگا اور اس کے بعد عمل کرنے والوں کا بھی، بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے بوجھ میں کوئی کمی واقع ہو۔“

بدعت کا کو خوبصورت لبادہ اوڑھ کر اس کا ارتکاب کرنے والے حضرات اس حدیث کو اپنے موقف میں بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہاں [سُنَّةٌ حَسَنَةٌ] سے مراد بدعت حسنة ہے۔

جواب: جس ذات نے [مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً] کہا ہے اس ذات ﷺ نے [كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] کہا ہے۔ اگر [سُنَّةٌ حَسَنَةٌ] سے بدعت حسنة مراد ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے دو متضاد باتیں کہیں ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ صادق المصدق ﷺ سے ایسا قول صادر ہو جو انھیں کے دوسرے قول کی تکذیب کرتا ہو اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کلام کبھی بھی آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا

① مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة، حدیث: ۱۰۱۷

جائے۔ اور نہ کبھی یہ ممکن ہے کہ تضاد کے باوجود ایک ہی معنی پر آپ ﷺ کا دوسرا قول آئے۔ اور جس نے ایسا گمان کیا ہے کہ اللہ کا کلام اور اس کے رسول ﷺ کا کلام آپس میں ٹکراتے ہیں وہ دوبارہ سوچے (اس نے کیا کہا ہے؟) سو یہ گمان اس کی ناقص سوچ کا نتیجہ ہے یا اس کی کوتاہی ہے اور یہ کبھی بھی ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام اور آپ کے رسول ﷺ کے کلام میں ٹکراؤ پایا جائے۔ آپ ﷺ نے [سُنَّةٌ حَسَنَةٌ] کہا ہے [بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ] نہیں کہا۔ اس کے باوجود لوگ اپنے عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے ان الفاظ کو بدعتِ حسنة کا جامہ پہنانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے "سُنَّةٌ حَسَنَةٌ" کہا ہے، "بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ" نہیں کہا:

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ اسلام میں بدعتِ حسنة بھی ہوتی ہے، ہرگز روا نہیں، اس لیے کہ اس سے مراد ثابت شدہ نیک اعمال کی طرف سبقت کرنا ہے (نہ کہ بدعت جاری کرنا) اور آپ نے "بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ" نہیں کہا بلکہ سُنَّةٌ حَسَنَةٌ کہا ہے، جس کا مطلب ہے، ثابت شدہ نیک اعمال کے حصول کی طرف کوئی رستہ اختیار کرنا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ صبح شام کے اذکار جو آپ ﷺ سے ثابت ہیں وہ احادیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہیں لیکن عام آدمی کی ان تک رسائی نہیں، تو کوئی آدمی اگر ان ثابت شدہ اذکار کو ایک کارڈ پر چھپواتا ہے تاکہ لوگ مسنون اذکار اپنی جیب میں یا گاڑی وغیرہ میں رکھ لیں اور آسانی انھیں پڑھ سکیں تو ایسے شخص کا یہ عمل سُنَّةٌ حَسَنَةٌ ہوگا، اور اس کے برعکس کوئی آدمی اپنی طرف سے اذکار یا درود ایجاد کرے جن کا ثبوت کتاب و سنت میں کہیں نہیں جیسا کہ آج کل درود تاج کے نام سے کئی قسم کے درود والے کتابچے لوگوں نے ایجاد کیے ہیں تو ایسے لوگوں کا یہ عمل [سُنَّةٌ سَيِّئَةٌ] ہوگا۔ اعازنا اللہ منہ۔ تو [سُنَّةٌ حَسَنَةٌ] سے مراد دین اسلام جو رسول اللہ بنا کر گئے ہیں اس پر عمل کرنے کا کوئی رستہ مراد ہے۔

جس کا صحیح مسلم میں مذکور ہے، ان نووی سے پہلے اس کا سبب بتایا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ کتاب و سنت میں روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز ہے

ہے کہ قبیلہ مضر کے کچھ لوگ مدینہ آئے ان پر فقر و فاقہ کے آثار ظاہر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دلائی تو انصار میں سے ایک شخص ایک تھیل لے کر آیا جسے اٹھانے سے اس کا ہاتھ عاجز آ رہا تھا۔ اس کے بعد لوگ پے در پے صدقات لے کر آئے تو اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً] صدقہ و خیرات کرنا اسلام میں ثابت ہے اس کے لیے ترغیب دلائی اور رغبت کا کوئی انداز اور طریقہ اختیار کرنا جس سے اسلام میں ثابت شدہ صدقہ و خیرات لوگ دینا شروع کر دیں تو ایسے طریقے کو اسلام نے پسند کیا ہے نہ کہ کوئی نئی بدت ایجاد کر کے اسے اسلام میں داخل کرنا۔

ایک حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

[ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُورِ مَنْ يَتَّبِعُهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ يَتَّبِعُهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا ]<sup>①</sup>

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہدایت کی طرف بلایا اس کے لیے اس راستے پر چلنے والوں کی مثل ثواب ہے اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا اور جس نے گناہ کی دعوت دی اس کے لیے بھی اتنا گناہ ہے جتنا اس بد عملی کا مرتکب ہونے والوں پر ہے اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔“

سنت متعارف کرانا:

اسی طرح ایسے علاقے میں جہاں نبی اکرم ﷺ کی کوئی ثابت شدہ سنت معروف نہ رہی ہو تو اسے وہاں زندہ کرنا بھی اس کے مفہوم میں شامل ہوگا لیکن اس سے یہ معنی مراد لینا کہ

① صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً، رقم: ۲۶۷۴

دین میں نوا ایجاد امور کو شامل کر دیا جائے تو یہ ہرگز روا نہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

[ مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ]<sup>①</sup>

”جس نے ہمارے اس دین میں نیا کام ایجاد کیا جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔“

شریعت مکمل ہے۔ بدعات اور نو ایجاد کاموں کی محتاج نہیں اور بدعات ایجاد کرنا درحقیقت شریعت پر نامکمل اور ناقص ہونے کا الزام لگانے کے مترادف ہے، سیدنا عبد اللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ [كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَإِنْ رَأَاهَا النَّاسَ حَسَنَةً ]<sup>②</sup>

”ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے اچھا ہی سمجھیں۔“

اور امام مالک رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی کہ جس نے اس میں کوئی بدعت نکالی اور اسے اچھا سمجھا تو اس نے یہ گمان کیا کہ سیدنا محمد رضی اللہ عنہما نے اللہ کا پیغام پہنچانے میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ﴾ ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔“

تو جو کام اس روز دین نہیں تھا آج بھی دین نہیں ہو سکتا۔

ایسے لوگوں پر بڑی حیرت ہے جو نبی ﷺ کو غیب دان بھی مانتے ہیں اور ایسے کام بھی کرتے ہیں، جن کا حکم رسول اللہ ﷺ نے نہیں دیا۔ جو لوگ آپ ﷺ کو غیب دان بھی نہیں مانتے اور اپنی مرضی سے کوئی نیا کام بھی نہیں کرتے یقیناً ایسے لوگ ہی سچے ہیں اور کمال ایمان رکھنے والے ہیں۔ [اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ]

نِعْمَ الْبَدْعَةُ هَذِهِ:

اعتراض، نمبر ④ عبد الرحمن بن عبد القاری بیان کرتے ہیں کہ:

[ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ لَيْلَةَ فِي رَمَضَانَ إِلَى

① صحیح بخاری، ۲۶۹۷، و صحیح مسلم: ۱۷۱۸

② السنة للمروزی: ۸۲ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

الْمَجْسُجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَ يُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِيٍّ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلُ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلْوَةِ قَارِيهِمْ، قَالَ عُمَرُ: نِعَمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ ①

”میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے ایک آدمی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی گروہ کے ساتھ۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو اچھا ہوگا۔ پس آپ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا۔ پھر میں دوسری رات کو ان کیساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اچھی بدعت ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں وہ افضل ہے اس حصہ سے جس میں وہ قیام کرتے ہیں مراد رات کا آخری حصہ تھا جب کہ لوگ پہلے حصے میں قیام کرتے تھے۔“

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے طاہر القادری لکھتا ہے:

”باجماعت نماز تراویح کا اہتمام سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک اجتہادی کارنامہ تھا۔ آپ نے [نعیم البدعة ہذہ] فرما کر یہ واضح کر دیا کہ اگرچہ یہ ایک نیا کام ہے مگر یہ نیا کام ناجائز اور ممنوع نہیں ہوتا بلکہ بے شمار نئے امور حسنہ بھی ہوتی ہیں۔ [نعیم البدعة] فرمانے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بدعت حسنہ اور سیرہ

① صحیح البخاری، کتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، رقم: ۲۰۱۰،

صحیح ابن خزيمة، رقم: ۱۱۰۰، مؤطا مالک، رقم: ۲۵۲

کی تقسیم مبنی بر حدیث ہے، یہ محض قیاسی تقسیم نہیں۔ مختصراً یہ کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کے باجماعت اہتمام کو ”بدعت“ بھی کہا اور [نعمۃ] یعنی [حسنۃ] بھی کہا۔ وجہ یہی تھی کہ یہ کام اپنی ظاہری حالت اور ہیئت کے حوالے سے تو نیا تھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوام کے ساتھ اختیار نہیں فرمایا تھا اس لیے اسے [بدعت] کہا مگر باعث خیر اور مبنی بر مصلحت تھا اس لیے اسے [نعمۃ] یعنی [حسنۃ] قرار دے دیا۔“

جواب: لوگوں میں سے کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے ساتھ کسی دوسرے کے کلام سے مقابلہ کرے، نہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کلام کے ساتھ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل شخص ہیں، اور نہ ہی عمر رضی اللہ عنہ کے کلام کے ساتھ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں دوسرے افضل شخص ہیں، اور نہ ہی عثمان رضی اللہ عنہ کے کلام کے ساتھ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں تیسرے افضل شخص ہیں اور نہ ہی علی رضی اللہ عنہ کے کلام کے ساتھ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں چوتھے افضل شخص ہیں، اور نہ کسی اور کے کلام کے ساتھ، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾  
(سورۃ التوبة: ۶۳)

”وہ لوگ ڈریں جو آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ انہیں کوئی آزمائش پہنچے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے۔“

امام احمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”کیا تو جانتا ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے، عذاب اس صورت میں پہنچ سکتا ہے جب کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات رد کرے اور اس کے دل میں تھوڑی سی کج روی پیدا ہو جائے سو وہ ہلاک ہو جائے۔“

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تم کہتے ہو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے کلام اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کی تعظیم کرنے میں لوگوں میں سب سے زیادہ سخت تھے۔ کیا یہ وہی بدعت ہے جس کی مذمت حدیث میں کی گئی ہے:

جو لوگ عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول سے بدعت کی دلیل پکڑتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں وہ کس چیز کو بدعت کہتے ہیں کیا عمر رضی اللہ عنہما نے نماز تراویح کو بدعت کہا ہے؟ یا نماز تراویح کی جماعت کو بدعت کہا ہے؟ اور کیا یہ وہی بدعت ہے جس کی مذمت نبی ﷺ نے فرمائی ہے؟۔  
جواب: عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو جو بدعت کہا ہے یہ ہرگز وہ بدعت نہیں جس کی مذمت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ کیونکہ نماز تراویح بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور اس کی نماز باجماعت بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ مندرجہ ذیل دو احادیث ملاحظہ فرمائیں:

[عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ، فَصَلَّى فِيهَا لَيْلِي، حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ، ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ نَامَ، فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحَّنُحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: [ مَا زَالَ بِكُمْ الَّذِي رَأَيْتُمْ مِنْ صَنِيعِكُمْ، حَتَّى خَشَيْتُمْ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ، وَ لَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهِ - فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ ]<sup>①</sup>

”زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مسجد میں چٹائی کا حجرہ بنایا۔ آپ ﷺ نے اس میں چند راتیں قیام (رمضان) فرمایا

① صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب ما یکره من کثرة

السؤال، رقم: ۷۲۹۰، مسلم: ۷۸۱۔

یہاں تک کہ کثرت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی اقتداء میں شریک ہوئے بعد ازاں انہوں نے ایک رات آپ ﷺ کی آواز کو نہ پایا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ نیند میں ہیں۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھانا شروع کیا تاکہ آپ ﷺ باہر نکلیں (اور تراویح کی جماعت کرائیں) آپ ﷺ باہر آئے، آپ ﷺ نے فرمایا، تمہاری کیفیت درحالات سے مجھے آگاہی ہے یہاں تک کہ میں نے خطرہ محسوس کیا کہ تم پر قیام رمضان فرض ہو جائے گا، اگر فرض ہو گیا تو تم اس کی طاقت نہ پاؤ گے۔ لوگو! پس تم گھروں میں نماز پڑھا کرو، اس لیے کہ ہر انسان کی وہ نماز افضل ہے جو وہ گھر میں ادا کرے سوائے فرض نماز کے۔“

[ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ مِّنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا ، فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا ، حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ - فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! لَوْ نَفَلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ ؟ فَقَالَ : [ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ ، حُسِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ ] فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا حَتَّى بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ ، جَمَعَ أَهْلَهُ وَ نِسَاءَهُ وَ النَّاسَ ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَقُوتَنَا الْفَلَاحُ - قُلْتُ : وَ مَا الْفَلَاحُ ؟ قَالَ : السَّحُورُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ . ]<sup>①</sup>

”ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے ماہ رمضان میں ہمارے ساتھ قیام نہ کیا۔ جب سات راتیں باقی رہ گئیں، تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام کیا

① سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی قیام شہر رمضان، رقم: ۱۳۷۵ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

یہاں تک کہ رات کا تیسرا حصہ چلا گیا جب چھٹی رات تھی، تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ کیا۔ جب پانچویں رات تھی تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ آدھی رات چلی گئی۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول (ﷺ) کاش! آپ ہمارے ساتھ باقی رات بھی قیام کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایک شخص جب امام کے ساتھ فرض نماز ادا کرتا ہے یہاں تک کہ امام (نماز سے) فارغ ہوتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں رات کے قیام کا ثواب ثبت ہو جاتا ہے۔ جب چوتھی رات ہوئی تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ کیا یہاں تک کہ تین راتیں رہ گئیں۔ جب تیسری رات ہوئی تو آپ نے اہل و عیال، عورتوں اور سب لوگوں کو جمع کیا۔ آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ہم سے فلاح فوت ہو جائے گی (داؤد بن ابی ہند کہتے ہیں) تو میں نے دریافت کیا فلاح کیا ہے؟ (ولید بن عبد الرحمن) نے فرمایا: سحری کا کھانا۔ پھر باقی مہینہ آپ ﷺ نے قیام نہ کیا۔“

جب نماز تراویح رسول اللہ ﷺ ثابت ہے اور اس کی جماعت بھی ثابت ہے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد اس کی فرضیت کا خدشہ بھی زائل ہو گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرمان میں قیامت تک اس نماز کو مشروع قرار دے دیا ہے صحیح مسلم والی حدیث کو پھر پڑھو، اور آپ ﷺ کے فرمان کو سینے سے لگاؤ [إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسْبَ لَهُ قِيَامٌ لَيْلَةٍ] تو پھر اب یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقرر نہ کرتے تو نماز تراویح نہ پڑھی جاتی اور یہ بدعت حسنہ ہے۔

طاہر القادری نے ”کتاب البدعة“ (ص: ۱۸۰) پر لکھا ہے:

”اس روایت میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خود [نعمة البدعة هذه] فرما کر بدعت کی تقسیم فرمادی اور یہ ثابت کر دیا کہ ہر بدعت، بدعت سنیہ نہیں ہوتی بلکہ

بے شمار بدعات حسنه بھی ہوتی ہیں وگرنہ آج تک امت مسلمہ کے جو افراد رمضان المبارک کی بابرکت راتوں میں مساجد میں نماز تراویح کی صورت میں اکٹھے ہو کر قرآن سنتے ہیں یہ بھی ناجائز ہوتا مگر ہمیشہ یہ امر مستحسن رہا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ بدعت حسنه اور سیدہ کی تقسیم منیٰ بر حدیث ہے یہ محض قیاسی تقسیم نہیں بلکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول پر قائم ہے۔“ (قادری صاحب کی کتاب کا اقتباس ختم ہوا) یہ قادری صاحب کی یا تو کم علمی ہے کہ انھیں اس بات کا پتہ ہی نہیں کہ نماز تراویح تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور اس کی جماعت بھی ثابت ہے یا پھر یہ قادری صاحب کا جماعتی تعصب ہے جو انھیں حق بات تسلیم نہیں کرنے دے رہا۔ قادری صاحب کی کتاب کے صفحہ نمبر (۲۷۰) کی عبارت سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ انہیں اس بات کا علم ہے کہ نماز تراویح رسول اللہ ﷺ کا عمل ہے، یہ بدعت نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے تو صرف ایک متروک عمل کو دوبارہ شروع کروایا ہے قادری صاحب کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

”باجماعت نماز تراویح کا پس منظر یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تین راتوں کے سوا یہ نماز باجماعت نہیں پڑھائی۔ اس کے بعد عہد صدیقی کے اڑھائی سالہ دورِ خلافت میں بھی صحابہ کا یہی معمول رہا۔ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیات تو آپ نے اس خیال سے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کہیں لوگ نماز تراویح پڑھنا ترک ہی نہ کر دیں، سب کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جو حافظ قرآن تھے باجماعت نماز تراویح کے لیے مجتمع کیا۔“

چیلنج

جب یہ عمل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے پھر یہ بدعت کیسے؟ میں چیلنج کرتا ہوں: کوئی آدمی مجھے عمر رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کو بدعت ثابت کر کے دکھائے؟ یعنی یہ کہے کہ نہ نماز تراویح رسول اللہ سے ثابت ہے نہ اس کی جماعت ثابت ہے بلکہ یہ عمل از سر نو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ایجادہ کردہ ہے تو پھر دیکھئے ایسے شخص پر کیا گزرے گی۔

پھر بدعت کے دلدادہ اس روایت سے اپنی تمام بدعات کو ترویج دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دیکھو قادری صاحب کی عبارت! بلکہ بے شمار بدعات حسنہ بھی ہوتی ہیں۔ آپ دیکھ رہے کہ کس طرح اپنے بدعتی عقیدہ کو ترویج دی جا رہی ہے۔

### نعمت البدعة کا مطلب:

عمر بن الخطابؓ اللہ کی حدود پر رک جاتے تھے ان سے تجاوز نہیں کرتے تھے اور عمر بن الخطابؓ کے متعلق یہ کہنا لائق نہیں ہے کہ وہ سید البشر محمد ﷺ کے کلام کی مخالفت کریں اور وہ بدعت کے بارے میں نعمت البدعة کہیں اور یہ وہی بدعت ہو جس کا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس قول [كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] سے مفہوم لیا ہو۔ بلکہ وہ بدعت جس کے بارے میں عمر بن الخطابؓ نے [نَعَمَتِ الْبَدْعَةِ] فرمایا ہے وہ اس بدعت کے ضمن میں نہیں آتی جو نبی ﷺ نے اس قول: [كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] سے مراد لی ہے۔ کیونکہ ترویج کی اصل (بنیاد) رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے جب کہ بدعت نئے کام کو کہتے ہیں عمر بن الخطابؓ نے اپنے قول ”نعمت البدعة“ کے ساتھ لوگوں کے متفرق ہونے کے بعد ایک امام پر لوگوں کے اکٹھا ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے جب کہ لوگ اس سے پہلے الگ الگ نماز پڑھتے تھے۔

بخاری و مسلم میں عائشہ بنی ہاشمہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں نبی ﷺ نے لوگوں کو تین راتیں قیام کروایا اور چوتھی رات آپ ﷺ ان سے پیچھے رہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: [إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَنَعَجِزُوا عَنْهَا] ”میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر (یہ نماز ترویج) فرض کر دی جائے، پھر تم اس سے عاجز آ جاؤ۔“

رمضان میں جماعت کے ساتھ قیام اللیل رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور عمر بن الخطابؓ نے اس کو بدعت اس اعتبار سے کہا کہ نبی ﷺ نے جب سے قیام باجماعت کو ترک کیا تھا لوگ الگ الگ ہو کر قیام کرنے لگے تھے کہیں اکیلا آدمی قیام کر رہا، کہیں ایک آدمی کے ساتھ ایک



آدمی ہے اور کسی آدمی کے ساتھ دو ہیں، کسی کے ساتھ گروہ اور جماعت ہے، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی درست رائے کے ساتھ لوگوں کو ایک امام پر اکٹھا کر دیا۔ گویا کہ یہ فعل لوگوں کے اس سے پہلے الگ الگ ہونے کی نسبت بدعت ہے یہ نئے سرے سے ایجاد ہونے والی بدعت نہیں ہے کیونکہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ کے دور میں موجود تھی۔ یقیناً یہ سنت ہے لیکن اس سنت کو رسول اللہ ﷺ کے دور سے ترک کر دیا گیا تھا یہاں تک عمر رضی اللہ عنہ نے اس سنت کو دوبارہ زندہ کیا۔ اس وجہ سے ممکن ہی نہیں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے اہل بدعت اپنی بدعات کو بدعات حسنہ کہنے کی دلیل بنا سکیں۔

تو یہاں لفظ ”بدعت“ اپنے شرعی مفہوم میں نہیں لغوی مفہوم میں ہے۔

۱۔ امام ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) اپنی کتاب ”منہاج السنہ“ میں [نعمة البدعة هذه] کے ذیل میں نماز تراویح کو بدعت لغوی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

[إنما سماها بدعة لأن ما فعل ابتداء، بدعة لغة، وليس ذلك بدعة شرعية، فإن البدعة الشرعية التي هي ضلالة ما فعل بغير دليل شرعي].<sup>①</sup>

”اسے (یعنی نماز تراویح کو) بدعت اس لیے کہا گیا کہ یہ عمل اس سے پہلے اس انداز میں نہیں ہوا تھا لہذا یہ بدعت لغوی ہے بدعت شرعی نہیں ہے کیونکہ بدعت شرعی وہ گمراہی ہوتی ہے جو دلیل شرعی کے بغیر سرانجام دی جائے۔“

۲۔ اسی طرح حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) بھی ”تفسیر القرآن العظیم“ میں نماز تراویح کو بدعت لغوی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

[والبدعة على قسمين تارة تكون بدعة شرعية كقوله فإن كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة و تارة تكون بدعة لغوية

① منہاج السنہ، ابن تیمیہ، ۴: ۲۲۴

كقول أمير المؤمنين عمر بن الخطاب عن جمعه إياهم على صلاة التراويح و استمرارهم: نعمت البدعة هذه .  
 ”بدعت کی دو قسمیں ہیں بعض اوقات یہ بدعت شرعیہ ہوتی ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ [فإن كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة] اور بعض اوقات یہ بدعت لغویہ ہوتی ہے جیسا کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا لوگوں کو نماز تراویح پر جمع کرتے اور دوام کی ترغیب دیتے وقت فرمان [نعمت البدعة هذه] ہے۔“

### بدعت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

لغوی مطالب عام طور پر شرعی مفاہیم سے وسیع تر ہیں، زیادہ تر شرعی مفہوم لغوی معنی کا جزء ہوتا ہے۔ تقویٰ صیام (روزہ) حج، عمرہ اور بدعت کے الفاظ اس کی مثالیں ہیں۔ چنانچہ تقویٰ کا لغوی معنی یہ ہے کہ انسان اپنے اور ایسی چیز کے درمیان جس سے وہ خوف محسوس کرتا ہے بچاؤ کے لیے کوئی چیز رکھ لے جو اسے دوسری چیز کے شر سے محفوظ رکھے جیسا کہ سورج کی گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے مکانات تعمیر کیے جاتے ہیں یا خیمے لگائے جاتے ہیں۔ زمین پر بڑی اشیاء کے ضرر سے بچنے کے لیے جو تے استعمال کیے جاتے ہیں، لیکن شرعی اصطلاح میں اللہ سے تقویٰ کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان اپنے اور اللہ کے درمیان کوئی ایسی چیز رکھ لے جو اسے غضب الہی سے محفوظ رکھے اور یہ اس کے احکام بجالانے اور اس کی ممنوعات سے پرہیز کرنے سے ہوگا۔ صیام (روزہ) لغت میں رکنے کو کہتے ہیں۔ جب کہ شریعت کی اصطلاح میں خاص قسم کے رکنے کو کہتے ہیں اور وہ ہے کھانے پینے اور روزہ افطار کرنے کے جملہ اسباب سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک پرہیز کرنا۔

حج لغت میں ہر ارادہ و قصد کو کہتے ہیں جب کہ شرعی اصطلاح میں خاص مناسک کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ کا ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔

عمرہ لغوی طور پر ہر زیارت کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں کعبہ کی زیارت جو اس کا طواف، صفا مروہ کی سعی اور حلق یا تقصیر سے عبارت ہے۔

اسی طرح بدعت لغت میں ہر وہ چیز جو پہلے سے مثال نہ ہوتے ہوئے نو ایجاد کی جائے اور شرعی اصطلاح میں وہ عمل و اعتقاد ہے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو اور یہ سنت کی ضد ہے۔ جیسا کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے واضح ہو چکا۔

اعتراض، نمبر ④: الاصل فی الاشیاء الاباحۃ: بدعتی قسم کے لوگ اپنی بدعات رسومات اور خرافات کے جواز پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ [الاصل فی الاشیاء الاباحۃ] چنانچہ آپ دیکھیں کس طرح دنیاوی معاملات کو دین کا قانون بنا کر اصل مسئلہ کو الٹا کر رکھ دیا ہے چنانچہ طاہر القادری لکھتا ہے: ”اس بنیادی فلسفہ دین اور اصولِ حلت و حرمت کو سمجھنے کے بعد اب تصورِ بدعت کو سمجھنا ہمارے لیے قدر آسان ہو جائے گا کہ اس کی رو سے ہر وہ نیا کام جس کے بارے میں کتاب و سنت خاموش ہو وہ ہمارے لیے جائز اور مباح ہے تا وقتیکہ اس کام کی حرمت اور ممانعت کتاب و سنت یا پھر آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو جائے۔

جواب: [الاصل فی الاشیاء الاباحۃ] یہ الفاظ ہی بتاتے ہیں یہ قانون عبادات میں نہیں بلکہ اشیاء میں لاگو ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے متعلق ہے جو وجود رکھتے ہیں۔ عبادات تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل اور فرمان سے ایک ایک کر کے بتادیں ان کی تفصیلات جزئیات تک بیان کر دیں ہیں۔ اگر ہر چیز حلال ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کتابیں کیوں نازل کیں ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مبعوث کیے ہیں پھر تو اتنا ہی کافی تھا، سب حلال اور جائز ہے لہذا جو مرضی کرتے جاؤ۔

اگر سب کچھ حلال و جائز ہے تو پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حرام چیزوں کی نشاندہی کی ہے بس؟ اور کوئی طریقہ کسی عبادت کا ہرگز نہیں بتایا کہ وہ

یہ اتنا خطرناک اصول ہے جس سے دین اسلام کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج جس مرضی طریقے سے کرو، جتنی مرضی رکعتیں نماز کی پڑھو جتنی مرضی پڑھو جب مرضی روزہ رکھو اور جب دل کرے افطار کر دو۔ حج میں جو آپ کا دل چاہے آپ کریں، یعنی جہاں جہاں کوئی لگا ہوا ہے سب صحیح ہے کسی کو کچھ نہ کہو۔ اگر یہ باتیں صحیح ہیں تو پھر آپ ”دین اسلام“ کا وجود ثابت نہیں کر سکتے، کیونکہ آپ کے نزدیک ”سب جائز ہے۔“ ”سب ٹھیک ہے“ اور یہی تمہارا دین ہے یعنی مرضی کا نام دین ہے۔

ایسی باتیں کرنے والے کچھ خدارا سوچیں وہ کیا کہہ رہے ہیں یہ تو رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دین بیان کرنے کے لیے نہیں بھیجا تھا؟ کیونکہ سب جائز ہے۔

میرے بھائیو! جب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کتاب اتاری ہے اور پھر کتاب کو کسی پہاڑ پر نہیں اتارا کہ جاؤ اور وہاں سے کتاب پڑھ کر اس کے احکام پر عمل کرو بلکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب رسول اللہ ﷺ پر نازل کی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اس کتاب کا مطلب و مفہوم لوگوں کو بیان کریں اور اس پر سب سے پہلے خود عمل کر کے لوگوں کے سامنے اس کی عملی شکل واضح کریں اور اپنے ارشادات سے ان کے سامنے ہر بات کھول کر بیان کریں: ﴿وَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۴۴) جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی یہ ذمہ داری کما حقہ نبھا دی تو اب اگر کوئی یہ کہے کہ ”سب جائز ہے“ تو پھر ظاہر بات ہے وہ اندر کھاتے آپ کی رسالت و بعثت کا انکار کر رہا ہے۔

اگر سب جائز ہے، تو پھر بتاؤ دین اسلام کی اتنی لمبی چوری تعلیمات کن تفصیلات کے متعلق ہے۔ توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، نکاح، طلاق، تجارت، وغیرہ کے متعلق اسلام کی تعلیمات کیا صرف ممنوعات کے متعلق ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر یہ بات بھی نہیں کہ عبادات میں اصل اباحت ہے بلکہ عبادات قرآن و حدیث کی تعلیمات اور تفصیلات کا نام

ہے، نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم۔

کتاب و سنت اور ہوا و بدعت:

دین میں دلیل کے بغیر کوئی عبادت نہیں ہر عبادت کا طریقہ اور حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعے اپنی مخلوق کو بتایا ہے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احکامات امت کو من و عن پہنچا دیے ہیں اور عبادت کا ہر حکم بتایا اور پھر اس کو کر کے دکھایا۔

لہذا دین وہی قابل قبول ہوگا جو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہمیں بتایا ہے اس کے علاوہ کسی چیز کا نام دین نہیں ہو سکتا جو شخص کوئی بھی عبادت کرنے سے پہلے اس کی دلیل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے تلاش کرتا ہے اور پھر اس طریقہ کے مطابق عمل کرتا ہے یہ تو ہوا کتاب اللہ اور سنت رسول کو ماننے والا، اور جو شخص یہ ”سب جائز ہے“ اس نے کتاب اللہ کو کیا مانا؟ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی کیا قدر کی؟ یعنی مسلمان عبادت کے لیے دلیل کتاب و سنت سے لائے گا اور اس کے مقابلے میں بدعتی کہے گا ”سب جائز ہے“ جو مرضی کرو جس طرح مرضی نماز پڑھو منع کی کوئی دلیل نہیں۔

مجھے ان علماء پر حیرانگی ہوتی ہے جو کتاب اللہ میں معنوی تحریف کرتے ہیں افسوس ہے ایسے نام نہاد مولویوں پر آیات کا مفہوم بگاڑ کر اپنے مطلب و مفاد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

الاصل فی الاشیاء الاباحۃ:

اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا بنائی ہے اور انسان کو اس میں بسایا ہے اب اس کائنات میں بے شمار اشیاء ہیں حیوانات جمادات نباتات کی بے شمار قسمیں موجود ہیں جن کا احاطہ انسان نہیں کر سکتا۔ قیامت تک جو چیزیں پیدا ہونی ہیں اس کا کسی انسان کو پتہ نہیں، اگر قرآن مجید دنیاوی اشیاء میں سے ہر ایک چیز کو گن گن کر بتاتا کہ یہ حرام ہے اور یہ حلال ہے تو پھر اس جیسے سینکڑوں قرآن روشنی میں لکھی جائیں وہی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفقوت مرکز نام

ہوتے اور پھر اس کی تفصیل ہوتی۔

لیکن حکمت خداوندی نے ایک ہی اصول سے تمام مخلوقات کے متعلق انسان کو راہنمائی فرمادی ہے۔

۱۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: رسول اللہ ﷺ ہمیں چھوڑ کر گئے تو اپنے پروں سے اڑنے والا کوئی پرندہ نہ تھا جس کے بارے میں ہمارے پاس علم نہ ہو۔<sup>①</sup>

۲۔ حرام جاندار اور پرندوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمادی ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

[ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَ عَنِ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ ]<sup>②</sup>

”رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والے جانور اور پنچے (سے شکار کرنے والے پرندوں) سے منع کیا۔“

جانوروں اور پرندوں کے متعلق آپ ﷺ نے ایک ہی سنہری اصول ہمیں بتا دیا کہ ہر کچلی والا جانور اور پنچے سے شکار کرنے والا پرندہ حرام ہے۔ اس قانون سے پتہ چلتا ہے کہ مخلوقات میں اصل اباحت ہے جن کی تفصیل بتانے کی بجائے ان میں حرام چیزوں کی نشاندہی کر دی ہے۔

ہر حرام جانور کا نام اگر آپ بتاتے تو پھر قیامت تک آنے والے ہر جانور کے نام کے لیے ایک بہت بڑی کتاب کی ضرورت ہونی تھی اور ہر حرام پرندے کے نام کے لیے الگ کتاب کی ضرورت ہونی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک ہی اصول میں ہر حرام جانور اور ہر حرام پرندے کی وضاحت فرمادی۔ اسی طرح آپ نے جو خبریں دیں ان میں بھی جامعیت ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد:

① ابن حبان موارد الضمان ۱/۱۶۸، ح: ۷۱

② صحیح مسلم: ۱۹۳۲

[لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَتَّىٰ تَوَكَّلْتُمْ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ  
تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحَ بَطَانًا] <sup>①</sup>

اور یہ ان احادیث میں سے ایک ہے جن کا ابن رجب نے اربعین نووی میں اضافہ کیا ہے۔  
آپ اپنی عقل سے سوچیں کہ اس کائنات میں تمام اشیاء اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں ان کا  
وجود ہے ان میں نباتات ہیں، حیوانات ہیں، جمادات ہیں پھر آگے ان کی قسمیں ہیں اور  
قسموں کی آگے انواع ہیں۔ یعنی اتنی مخلوقات ہیں جن کا شمار انسان سے ناممکن ہے۔

تو کیا عبادات نماز، روزہ زکوٰۃ حج کا بھی کوئی ان کی طرح جسم یا وجود ہے جس کے  
متعلق کہا جائے کہ یہ اصلاً حلال میں یا یہ سب کچھ جائز ہے؟ جب ان عبادات کا وجود  
نباتات، جمادات وغیرہ مخلوقات کی طرح نہیں بلکہ ان کا شرعی وجود ہی وہ ہے جو شریعت نے بتایا  
ہے تو پھر یہ بات کس طرح صحیح ہو سکتی ہے کہ ”سب جائز ہے؟“ میں پوچھتا ہے آپ جس چیز  
کو کہہ رہے ہیں ”سب جائز ہے وہ چیز ہے کہاں؟ وہ کیا چیز ہے جو سب جائز ہے؟ لہذا یہاں  
لا محالہ یہی کہنا پڑے گا جو چیز شریعت میں نہیں وہ ہے ہی نہیں یعنی اس کا شرعی وجود نہیں۔ اگرچہ  
حسی وجود اس کا بے شک موجود ہو لیکن شریعت میں اس کا وجود نہیں۔ شریعت میں وہ مردود ہے۔  
جب کہ عبادات کے متعلق قرآن نے واضح طور پر کہہ دیا ہے جو ہم نے تمہیں سکھایا  
ہے اس کے مطابق عمل کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَإِذَا آمَنْتُمْ فَادْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا

(البقرة: ۲/۲۳۹)

لَمْ تَكُونُمْ تَعْلَمُونَ﴾

دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَادْكُرُوا كَمَا هَدَيْتُمْ ۗ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ

① ترمذی: ۲۳۴۴، وقال حسن صحيح، ابن حبان: ۲۵۴۸، الحاكم: ۳۱۸/۴، وقال

هذا حديث صحيح الإسناد، النسائي في الكبرى، طبعة جديدة ۳۸۹/۱۰، ح:

۱۱۸۰۵ و إسناده حسن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قَبْلِهِ لِمَنِ الضَّالِّينَ ﴿﴾ (البقرة: ۱۹۸)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو اسوہ حسنہ بنایا ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ

وَ الْيَوْمَ الْآخِرَ وَ ذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ط﴾ (الاحزاب: ۲۱)

اگر سب جائز ہے تو پھر نمونہ، اسوہ حسنہ کا کیا مطلب؟ میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے نمونہ ہمیں اس لیے دیا ہے کہ ہم اس نمونہ کے مطابق عبادت کریں نہ کہ سب جائز کارنا لگا کر اور راگ الاپ کر دین کی اصل شکل و ہیئت ہی ختم کر دیں۔

نماز کے متعلق آپ نے فرمایا: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي] حج کے متعلق فرمایا: [خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ] پھر آپ نے ہر عبادت کی تفصیل عملاً کر کے اور قولاً فرما کر بیان بھی کر دی ہیں۔

دین کامل ہے:

اگر سب جائز ہے تو پھر مجھے بتاؤ تکمیل کس چیز کی ہوئی ہے یعنی آپ سب جائز کہہ کر دین کو نامکمل اور ناقص سمجھتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ

لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ط﴾ (الاحزاب: ۴)

امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی معروف ترین کتاب "الاعتصام" (۴۹/۱) میں لکھا ہے:

[ قال ابن الماجشون: سمعت مالكا يقول: من ابتدع في الاسلام

بدعة يراها حسنة فقد زعم ان محمداً ﷺ خان الرسالة لان

الله يقول ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ فما لم يكن يومئذ

دینا فلا یکون الیوم دینا]

”ابن ماسون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے امام مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس نے دین میں بدعت نکالی اور اسے حسنہ سمجھا تو اس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ محمد ﷺ نے رسالت میں خیانت کی ہے۔“

اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی سرہ بن جناب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

[ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا فَلَا تَزِيدَنَّ عَلَيْهِ ]<sup>①</sup>

”جب میں تمہیں کوئی بات بیان کروں تو تم اس پر اضافہ ہرگز نہ کرنا۔“

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ دین اسلام میں کسی آدمی کو اضافہ و زیادتی کرنے کی ہر گز اجازت نہیں۔ نبی ﷺ نے جس طرح تعلیم دی اس کو من و عن اسی طرح تسلیم کرنے کا نام اسلام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے: ﴿إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ﴾ بے شک ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے۔ ”یعنی دین صرف وہ ہے جو اللہ کی طرف سے آئے۔ انسان کا بنایا ہوا اور نیا ایجاد کردہ دین نہیں ہو سکتا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ سابقہ انبیاء علیہم السلام پر اپنی ہدایت وحی کی صورت میں نازل کرتا رہا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد مصطفیٰ ﷺ پر دین حق نازل فرما کر اس کی تکمیل کر دی اور اسے ہی دین اسلام قرار دیا اور اس کے علاوہ کسی اور دین کو قبول نہیں کیا۔

مصالح مرسلہ:

مصلحت مرسلہ ایسی مصلحت کو کہتے ہیں کہ کوئی شرعی دلیل اس کے اعتبار کرنے یا اس کے ساقط کرنے پر دلالت نہ کرے۔ جب کہ وہ کسی شرعی مقصد کو پورا کرتی ہو جیسے کہ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں جمع قرآن، کتابوں کا لکھا جانا اور بیت المال سے

① مسند احمد: ۱۱/۵، رقم: ۱۹۶۱۸

وظیفہ لینے والوں کا ریکارڈ محفوظ کرنا۔ شریعت میں کوئی نص ان اُمور کے ثبوت یا ممانعت میں وارد نہیں۔ جہاں تک جمع قرآن کا تعلق ہے تو ذریعہ ہے اس کے محفوظ رہنے کا اور اسی کی بدولت اس کا کوئی حصہ بھی ضائع نہیں ہوا۔ اور اسی سے اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹) ”بیشک ہم ہی نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔“ پورا ہوا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھی تو وہ متردد تھے انہوں نے کہا میں ایسا کام کیوں کر سکتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم یہ بہتر ہے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس امر پر بار بار کہتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے مجھے شرح صدر عطا کر دی اور میں عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہو گیا۔<sup>①</sup>

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مختلف صحیفوں میں جمع کیا تھا جبکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے ایک مصحف میں جمع کیا۔ رجسٹروں اور ریکارڈوں کی تیاری سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی۔ جب فتوحات بکثرت ہوئیں، غنیمت اور فنی کی صورت میں وافر مال بیت المال میں آ گیا تو لشکریوں اور بیت المال سے وظیفہ لینے والے دیگر افراد کے ناموں کا ریکارڈ رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ یہ نظام سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے پہلے وجود میں نہ آیا تھا۔ جب کہ یہ عمل ذریعہ ہے مستحق افراد کے حقوق کی یقینی ادائیگی کا۔ اور سدباب ہے ان میں سے کسی کے محروم رہ جانے کے خدشے کا۔ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بعض بدعات کو مصالح مرسلہ میں شامل کر کے حسن قرار دیا جائے۔ اس لئے کہ مصالح مرسلہ میں شریعت کے مقرر کردہ کسی مقصد کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ جب کہ اس کے بخلاف بدعات میں شریعت پر ناقص ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے قول میں گزر چکا ہے۔

① صحیح البخاری، کتاب التفسیر القرآن باب قوله ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ حدیث: ۴۶۷۹۔

## اعتقادی، فعلی اور قولی بدعات:

بدعات کی متعدد اقسام ہیں۔ یہ اعتقادی بھی ہوتی ہیں، قولی بھی اور فعلی بھی۔ اور فعلی بدعات میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا تعلق جگہوں کے ساتھ ہے اور کچھ کا تعلق اوقات کے ساتھ ہے۔

## اعتقادی بدعت:

اعتقادی بدعات کی مثالوں میں سے خارجیوں، رافضیوں اور معتزلہ وغیرہ کی بدعات شامل ہیں۔ ان لوگوں کا زیادہ تر اعتماد علم کلام پر اور کچھ جھوٹی اور گھڑی ہوئی روایات پر ہے۔ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ جامع بیان العلم وفضلہ (۹۵/۲) میں لکھتے ہیں: ”تمام علاقوں کے فقہاء محدثین کا اجماع ہے کہ علم کلام پر اعتماد کرنے والے بدعتی اور بھٹکے ہوئے لوگ ہیں اور ان تمام حضرات کے نزدیک بدعتیوں کا شمار علماء کے طبقات میں سے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ علماء کا لقب صرف ان کے لیے ہے جو احادیث و آثار کے علم سے وابستہ ہوں اور ان میں فقہ استنباط میں مصروف ہوں اور اسی میں تخصص اور مہارت کے اعتبار سے ان کے مراتب ہوں۔“

## قولی بدعت:

قولی بدعات میں ایک بدعت بول کر نیت کرنا ہے۔ جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں: میں نیت کرتا ہوں کہ اتنی نماز پڑھوں، میں آج کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی قسم سے کسی کی جاہ یا ذات کا واسطہ دے کر دعا کرنا ہے۔ اسی طرح کے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت سنت میں وارد نہیں ہیں۔ قولی بدعات میں سے بعض کفریہ بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً قبروں میں مدفون لوگوں کو پکارنا، ان سے مدد کا خواستگار ہونا اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کا طلبگار ہونا۔ اور اس سے ایسی چیزیں مانگنا جو اللہ کے سوا کسی سے نہیں مانگی جا سکتیں۔

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ أَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الحج: ۱۸)  
 ”اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی ہیں تو تم اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔“

نیز فرمایا:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ءِ إِلَهَ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ﴾ (النمل: ۶۲)  
 ”بھلا کون لاچار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور کون اس کی تکلیف دور کرتا ہے اور کون تم کو زمین میں انگوں کا جانشین بناتا ہے؟ تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے! ہرگز نہیں! مگر تم بہت کم غور کرتے ہو۔“

عملی بدعت:

عملی بدعات مکانی بھی ہیں اور زمانی بھی۔

مکانی بدعات:

یعنی جن کا تعلق مقامات کے ساتھ ہے ان میں سے ایک قبروں پر بطور تبرک ہاتھ پھیرنا اور انھیں بوسہ دینا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ”مجموع شرح المہذب“ (۸/۲۰۶) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے گرد بتائی گئی دیوار کو بوسہ دینے اور اس پر ہاتھ پھیرنے کے بارے میں فرماتے ہیں: ”عوام کا کثیر تعداد میں مخالف شرع کاموں میں مبتلا ہونے سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے اس لیے عمل صحیح احادیث پر اور ان کی روشنی میں علماء کے فتاویٰ پر ہوتا ہے عوام کے ایجاد کردہ اعمال اور ان کی جہالتوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ صحیحین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [مَنْ أَخَذَتْ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ] ”اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عَيْدًا وَ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلَغُنِي

حَيْثُ كُنْتُمْ [ 1 ]

”میری قبر کو عید (میلہ گاہ) نہ بنا لینا اور مجھ پر درود پڑھو کیونکہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں بھی ہو۔“

فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ”ہدایت کے راستے اختیار کرو اور ان پر کار بند رہو ان پر چلنے والے اگر تعداد میں کم ہوں گے تو بھی تم پر کچھ ضرر نہیں۔ مگر اسی کے راستے پر چلنے سے بچو اور ہلاک ہونے والوں کی کثرت تعداد سے دھوکا نہ کھاؤ۔“ اور اگر کوئی سمجھتا ہے کہ ہاتھ وغیرہ سے ان کو چھونا زیادہ باعث برکت ہے تو یہ اس کی بھول اور جہالت ہے۔ اس لیے کہ برکت شریعت کے مطابق عمل میں ہے۔ حق کی مخالفت میں فضیلت اور برکت کہاں؟ [ 1 ]

زمانی بدعت:

اوقات کے ساتھ تعلق رکھنے والی بدعات میں سے ایک میلاد کے نام سے تقریبات ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن ولادت، یہ چوتھی صدی ہجری کی ایجادات میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے خلفاء اور آپ کے صحابہ سے اس بارے میں کچھ بھی وارد نہیں بلکہ تابعین اور اتباع تابعین سے بھی کچھ مروی نہیں۔ پہلی تین صدیاں اس بدعت کے ایجاد ہونے سے پہلے گزر گئیں۔ اس عرصہ میں تالیف ہونے والی کتابیں میلاد منانے کے تذکرہ سے خالی ہے۔ یہ بدعت چوتھی ہجری میں ایجاد ہوئی۔ عبیدی جو مصر کے حاکم تھے، اس کے موجد ہیں۔ تقی الدین احمد بن علی القمیزی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

”فاطمیوں کے ہاں سارا سال میلے اور جشن جاری رہتے ہیں۔ انہوں نے ان کا ذکر بھی کیا ہے اور یہ بہت زیادہ ہیں۔ انہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مولود، سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مولود، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کا

1 سنن ابی داؤد، کتاب المناسک حدیث: ۴۲

2 مجموعہ: ۲۷۵/۸:۴

مولود بھی شامل تھے۔“<sup>①</sup>

ابن کثیر اپنی تالیف ”البدایہ والنہایہ“ میں ۵۶۷ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اسی سال ان کے آخری بادشاہ ”العاصد“ کی وفات کے ساتھ ان کے اقتدار کا خاتمہ ہوا؟ ان کے دور حکومت میں بدعات و منکرات کا غلبہ رہا..... فساد یوں کی کثرت اور علماء کی قلت رہی.....“

اس سے کچھ ہی پہلے ابن کثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ صلاح الدین ایوبی رضی اللہ عنہ نے تمام مصر میں حی علی خیر العمل کے کلمات اذان سے نکلوائے۔

اس موضوع پر شیخ اسماعیل بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”القول الفصل فی حکم الاحتفال بمولود بحم الرسل“ بہتر تالیف ہے۔

آورد یہ امر تو شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ ایک مسلمان کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے والدین، اولاد اور تمام جہان کی محبت سے بڑھ کر ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: [لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ] <sup>②</sup>

”تم میں سے کوئی صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔“

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق چلنے کا نام ہے، نواہج و بدعات اختیار کرنے کا نہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (ال عمران: ۳۱)

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری

① المواعظ بذكر الخطط والآثار: ۱/ ۴۹۰

② صحيح مسلم، كتاب الإيمان باب وجوب محبة رسول الله اكثر من.....: ۴۴

پیروی کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَبْغُلُوا أَعْمَالَكُمْ.....﴾ (محمد: ۳۳)

”اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد مت کرو۔“

جو عمل اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے مطابق نہ ہو وہ عمل باطل ہے، اس کی کوئی فضیلت ہے نہ کوئی ثواب ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ ]<sup>۱</sup>

”جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔“

یعنی نامقبول ہے اسے رد کر دیا جائے گا اور جو عمل رسول اللہ ﷺ کے طریقے اور حکم و اطاعت کے مطابق ہو۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (الحجرات ۱۴)

”اگر تم اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہو تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کمی نہ کرے گا۔ یقیناً اللہ بخشنے اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“



## باب نمبر 12

## اسوۂ رسول اعمال کی قبولیت کی بنیادی شرط

﴿ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرِ

مِنَ الْخَسِرِينَ ﴾ (آل عمران: ۸۵/۳)

”جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور طریق زندگی اختیار کرنا چاہے۔ اس کا وہ

طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں ناکام و نامراد رہے گا۔“

اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود (نا قابل قبول):

[عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَحَدَثَ فِي

أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ]

”عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دین میں کوئی ایسا

کام کیا جو شریعت میں نہیں، وہ کام مردود ہے۔“

محض اچھی نیت کافی نہیں:

بدعات کے معاملے کو معمولی سمجھنے والوں کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے بدعت کا مرتکب ہوتا ہے اس کی نیت تو اچھی ہے اس لئے اس اعتبار سے اس کے عمل کو بھی اچھا ہی کہا جائے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد نیک ہونے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ عمل سنت کے مطابق ہو اگر وہ عمل سنت رسول کے مطابق نہیں ظاہر وہ کتنا ہی اچھا محسوس ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عمل مردود ہوگا بلکہ وہ عمل اچھا ہو سکتا ہی نہیں، جو رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو۔ نیت اچھی ہو پھر بھی مردود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا مذکورہ فرمان:

[ مَنْ أَحَدَّثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ]<sup>1</sup>

”جس نے ہمارے دین میں ایسا عمل ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔“  
صحیح مسلم کے الفاظ یوں ہیں:

«مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ»

”جو کوئی ایسا علم کرے جو ہمارے طریقہ پر نہیں تو وہ عمل مردود ہے۔“

ابو بردہ بن دینار رضی اللہ عنہ براء بن عازب کے ماموں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا میں نے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر لی ہے۔ میں نے سمجھا آج کھانے پینے کا دن ہے:

[ وَ أَحَبَّبْتُ أَنْ تَكُونَ شَاتِيْ أَوَّلَ مَا يُذْبَحُ فِيْ بَيْتِيْ ]

”میں نے یہ پسند کیا کہ آج کے دن سب سے پہلے میرے گھر میں ذبح ہو۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی:

[ فَإِنَّهَا شَاةٌ لِّحِمٍ ]

”یہ صرف بکری کا گوشت ہے۔“

[ لَيْسَ مِنَ النَّسْلِكَ مِنْ شَيْءٍ ]<sup>2</sup>

”قربانی میں سے کچھ نہیں۔“

فائدہ = اس صحابی کی نیت بہت اچھی تھی لیکن عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق نہیں تھا تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قربانی ہے ہی

نہیں۔ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئی ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری (۱۰/۱۷) میں لکھا ہے:

”شیخ ابو محمد بن ابی جرمہ کا قول ہے کہ اس سے ثابت ہوا کہ عمل اگرچہ اچھی

نیت سے کیا گیا ہو اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک شریعت کے

بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہ ہو۔“

بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہ ہو۔“

1 صحیح البخاری: ۲۶۹۷، مسلم: ۱۷۱۸، اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

2 - - - - - کتاب الاحکام، دار الفکر، بیروت، ۱۹۶۱ء، ۱۹۶۱ء

«عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ إِلَى مَكَّةَ فِي مَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ فَرَفَعَهُ حَتَّى نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ إِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ «أُولَئِكَ الْعَصَاةُ» ❶

”جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں فتح مکہ کے لئے (مدینہ سے) نکلے تو آپ ﷺ نے روزہ رکھا جب کراع غمیم (جگہ کا نام) پہنچے تو لوگوں نے بھی روزہ رکھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگا کر اونچا کیا، یہاں تک کہ لوگوں نے اس (پیالہ) کو دیکھ لیا پھر آپ ﷺ نے پی لیا بعد میں آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے ابھی بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں۔“

**فائدہ** = ان لوگوں کی نیت بڑی اچھی تھی اور عمل بھی بہت اچھا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ کے مطابق نہیں تھا تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے روزہ رکھ کر بہت اچھا کام کیا ہے بلکہ آپ نے ان کو نافرمان کہا۔

[ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ فِي سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَدَا أَصْحَابُهُ فَقَالَ: اتَّخَلَفَ فَأُصَلِّيَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ أَحَقَّهُمْ۔ فَلَمَّا صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَأَاهُ فَقَالَ لَهُ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَعُدُّوْا مَعَ أَصْحَابِكَ؟ فَقَالَ أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ

❶ صحیح مسلم، باب جواز الصوم والفطر حدیث: ۱۱۱۴

مَعَكَ ثُمَّ الْحَقُّهُمْ۔ فَقَالَ: لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَدْرَكَتَ فَضْلَ غَدُوَّتِهِمْ] ①

”سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو جمعہ کے دن ایک چھوٹے لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا۔ پس صبح کے وقت اس کے ساتھی چل پڑے اور عبداللہ نے کہا: میں پیچھے رہوں گا۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھوں گا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو جا پکڑوں گا۔ جب عبداللہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر چکے تو آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: عبداللہ! تجھے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ صبح جانے سے کس چیز نے روکا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ میرا ارادہ تھا آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ لوں گا اور پھر ساتھیوں سے بھی جا ملوں گا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر دے تب بھی تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح جانے کا ثواب نہ پاسکے گا۔“

**فائدہ** = عبداللہ بن رواحہ کی نیت بہت اچھی تھی، عمل بھی بہت اچھا تھا لیکن نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق نہیں تھا تو آپ نے اسے پسند نہیں فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا ان لوگوں کے اجر کو نہیں پہنچ سکتا جنہوں نے میری بات تسلیم کی اور کوچ کر گئے۔

① سنن ترمذی، ابواب الجمعة: باب ماجاء فی السفر یوم الجمعة۔ حدیث صحیح۔ صحیحہ الشیخ احمد شاکر فی تحقیقہ علی الترمذی رقم الحدیث: ۵۲۷ وقال فی تحقیقہ علی مسند احمد ”اسناد صحیح“ انظر المسند الامام احمد بن حنبل رقم الحدیث: ۲۳۱۷ (۴/۹۰) وهذا الحدیث فی المسند: ۱/۲۵۶ ولكن الشیخ الالبانی قال ”ضعیف الاسناد“ انظر ضعیف الترمذی رقم الحدیث: ۸۱۔ وقال الشیخ احمد شاکر ”الحجاج عندنا ثقة ومع ذلك فان الحدیث له شاهد باسناد جید یدل علی صحة رواية الحجاج والحکم عن مقسم۔ ورواه البيهقي فی السنن اکبری = کتاب الجمعة: باب من قال لا تجسر الجمعة

## عیسائیوں کی رہبانیت:

﴿ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ  
وَأَتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَافَةً وَرَحْمَةً  
وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا  
رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ  
مِنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ (الحديد: ۲۸/۵۷)

ان کے بعد ہم نے لگاتار اپنے رسول مبعوث کئے اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث کیا۔ اس کو انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی، ان کے دلوں میں ہم نے ترس اور رحم ڈال دیا۔ جب کہ صوفیت انہوں نے خود ایجاد کر ڈالی اللہ کی خوشنودی کی طلب میں (انہوں نے اس کو اختیار کیا تھا)۔ ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی پھر اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہ کیا۔ ان میں سے جو لوگ ایمان لائے تھے ان کا اجر ہم نے ان کو عطا کیا مگر ان میں سے اکثر لوگ فاسق تھے۔“

فائدہ= رہبانیت اختیار کرنے میں ان کی نیت اللہ کی رضامندی کا حصول تھا مگر وہ قابل قبول اس لیے نہیں تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔

ورد اور ذکر رسول اللہ کے مطابق ہو:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنے لوگوں کے پاس آئے جن کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں۔ ان میں سے ایک آدمی کہتا سو بار اللہ اکبر کہو۔ اور وہ کنکریاں پر شمار کر کے سو بار اللہ اکبر کہتے۔ پھر وہ کہتا سو بار لا الہ الا اللہ کہو۔ سو بار سبحان اللہ کہو۔ اور لوگ اسی طرح کرتے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: ابو عبد الرحمن ہم تکبیر تسبیح تھلیل

کنکر یوں پر شمار کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: تو تم اپنے گناہ شمار کرو میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ (گناہ شمار کرنے سے اعمال ضائع نہیں ہوتے بدعت ایجاد کرنے سے گناہ ضائع ہو جاتے ہیں) اے محمد ﷺ کی امت! تم پر افسوس ہے تم اس قدر تیزی سے ہلاکت کی طرف لڑھک گئے۔ یہ تمہارے نبی ﷺ کے صحابہ وافر تعداد میں موجود ہیں۔ یہ آپ ﷺ کے ملبوسات ہیں جو ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے۔ ابھی آپ ﷺ کے استعمال کے برتن بھی نہیں ٹوٹے، اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو تم ایسے طریقہ پر ہو جس میں ملت محمدیہ سے بھی زیادہ ہدایت پائی جاتی ہے یا تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔ وہ کہنے لگے ابو عبد الرحمن ہمارا ارادہ تو صرف بھلائی کا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بھلائی کا ارادہ کرنے والے کتنے لوگ ایسے ہیں جو اسے پانہیں سکتے۔<sup>①</sup>

### خلاف سنت نماز غیر مقبول:

ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز میں رکوع اور سجدہ مکمل نہیں کر رہا تھا (یعنی جلدی سے نماز پڑھ رہا تھا) جب اس نے نماز مکمل کر لی تو اسے فرمایا:

«مَا صَلَّيْتُ وَ أَحْسِبُهُ قَالَ لَوْ مُتُّ مَتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ»

”تو نے نماز ہی نہیں پڑھی، راوی کہتا ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر (یہ نماز پڑھتے پڑھتے مر جاتا تو) نبی ﷺ کے دین پر تیری موت نہ ہوتی (یعنی کافر ہو کر مارتا)۔“<sup>②</sup>

### غیر مسنون نماز:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور نماز پڑھی پھر آ کر نبی کریم ﷺ کو سلام کیا، آپ ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا:

«ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»

① ملاحظہ ہو السلسلۃ الصحیحۃ لمحدث الالبانی رحمہ اللہ: ۲۰۰۵، اس کی سند حسن ہے کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز صحیح البخاری، کتاب الادان، باب ادا لم یتیم السجود، رقم: ۸۰۸

② صحیح البخاری، کتاب الادان، باب ادا لم یتیم السجود، رقم: ۸۰۸

”واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔“

وہ چلا گیا اور نماز پڑھی اور آ کر سلام کہا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا جاؤ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی (یعنی سنت کے خلاف پڑھی ہوئی نماز نہ پڑھنے کے برابر ہوتی ہے)

اس طرح تین بار ہوا تو وہ شخص کہنے لگا:

«وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِمَنِي»

”مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے زیادہ بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا آپ مجھے نماز سکھا دیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا..... ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا»

”جب تو نماز میں کھڑا ہوا تو اللہ اکبر کہہ (دعائے افتتاح کے بعد) جو قرآن آسان ہو پڑھ (یعنی فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ) پھر رکوع کر اور رکوع میں اطمینان کر پھر سیدھا کھڑا ہو جا پھر سجدہ کر اور سجدے میں اطمینان کر پھر اطمینان سے بیٹھ جا پھر سجدہ کر اور سجدے میں اطمینان کر پھر اپنی پوری نماز اسی طرح (اطمینان و سکون سے) پڑھتا چلا جا۔“<sup>①</sup>

طاقت سے زیادہ عبادت:

انس بن مالک کہتے ہیں نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے وہاں دوستوں کے درمیان ایک رسی لٹک رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ رسی کیوں لٹک رہی ہے؟ صحابہ نے کہا یہ رسی زینب نے لٹکائی ہے۔ (وہ عبادت کرتی ہے) جب تھک جاتی ہے تو رسی باندھ لیتی ہے۔

① بخاری، کتاب الاذان، باب امر النبی ﷺ الذی.....، رقم: ۷۹۳



نبی ﷺ پر سلام بھیجنے کا محل یہ نہیں:

«عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ سَالِمٌ وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّكَ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ مِمَّا قُلْتَ لَكَ قَالَ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ لَمْ تَذْكُرْ أُمِّي بِخَيْرٍ وَلَا بَشْرًا قَالَ إِنَّمَا قُلْتَ لَكَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّا بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّكَ» ثُمَّ قَالَ «إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيُحَمِّدِ اللَّهَ» قَالَ فَذَكَرَ بَعْضَ الْمُحَامِدِ «وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ عِنْدَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَ لِيُرِدَّ يَعْنِي عَلَيْهِمْ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ»<sup>①</sup>

”ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم سالم بن عبید کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے چھینک ماری اور کہا: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ] سالم رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا [وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّكَ] (یعنی تجھ پر اور تیری ماں پر بھی سلام) پھر کہا جو میں نے کہا شاید اس پر تجھے ناگواری محسوس ہوئی ہے۔ آدمی نے جواب میں کہا میری خواہش تھی کہ تم میری ماں کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کرتے نہ کہ برے الفاظ سے۔ تو سالم رضی اللہ عنہ نے کہا: ”سنو میں نے یہ جواب اس لئے دیا ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی نے چھینک ماری اور [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہا، تو اس کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی جواب دیا [وَعَلَيْكَ وَعَلَى أُمَّكَ] (لہذا میں نے بھی ویسا ہی کہا ہے) اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بتایا: ”جب چھینک مارو، تو [الْحَمْدُ لِلَّهِ]

① ابوداؤد کتاب الأدب باب ما جاء في تشميت العاطس، حدیث: ۵۰۳۱ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کہو۔“ راوی کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے بعض دیگر حمد کے کلمات کا بھی ذکر کیا اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”چھینکنے والے کے پاس جو شخص موجود ہو اسے [يُرْحَمُكَ اللَّهُ] کہنا چاہئے اور چھینکنے والے کو پھر [يَغْفِرَ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ] کہنا چاہئے۔“

«عَنْ نَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَا أَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ هَكَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَنَا أَنْ نَقُولَ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ» ●

”نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک ماری اور کہا [الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ] عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: [الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ] تو میں بھی کہتا ہوں (یعنی مجھے بھی رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجنے میں کوئی اعتراض نہیں) لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یوں سکھایا ہے (چھینک کے بعد) ہم [الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ] کہیں (لہذا جو سنت طریقہ ہے وہی اختیار کرو)“

نبی ﷺ نے اپنے طریقے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی روگردانی کو ناپسند کیا:

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے کوئی کام کیا پھر اس میں لوگوں کو بھی رخصت دی (کہ وہ کریں) لیکن کچھ لوگوں نے اس سے کنارہ کشی کی تو آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا:

«مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُونَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ»

”ان لوگوں کو کیا ہوا کہ اس چیز سے پرہیز کرتے ہیں جو میں نے کی ہے۔“

«فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ وَ أَشَدُّهُمْ لَهُ حَشِيَّةً»  
 ”حالانکہ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ اللہ کریم کے بارے میں جانتا ہوں اور  
 ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔“<sup>①</sup>

سنت کی پیروی بدعت سے بچانی ہے:

ابوصلت فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں اس نے  
 تقدیر کے بارے میں کوئی سوال کیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیتے ہوئے یہ لکھا:

«أَوْصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالْإِقْتِصَادِ فِي أَمْرٍ هُوَ اتِّبَاعُ سُنَّةِ نَبِيِّهِ وَتَرْكُ  
 مَا أَحَدَثَ الْمُحَدِّثُونَ بَعْدَ مَا جَرَتْ بِهِ سُنَّةٌ وَكُفُّوا مُؤَنَّتَهُ فَعَلَيْكَ  
 بِلِزُومِ السُّنَّةِ فَإِنَّهَا لَكَ بِإِذْنِ اللَّهِ عِصْمَةٌ»<sup>②</sup>

”میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا ڈر (تقویٰ) پیدا کرو، معاملات میں میانہ  
 روی اختیار کرو، اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرو اور سنت کے مقابلے میں  
 لوگوں نے جو نئی چیزیں پھیلا رکھی ہیں، ان سب سے بچو۔ اگر سنت کی پیروی  
 کرو گے تو اللہ کے حکم سے یہ تمہیں گمراہ ہونے سے بچائے رکھے گی۔“

«عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا أَحَدَثَ  
 قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِنَ السُّنَّةِ مِثْلُهَا فَتَمَسَّكَ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ  
 أَحْدَاثِ بِدْعَةٍ»

”غضیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو قوم کوئی  
 بدعت جاری کرے، ان سے اس بدعت کے مقابلے میں سنت اٹھالی جاتی ہے،  
 پس سنت کو لازم پکڑنا بدعت اختیار کرنے سے بہتر ہے۔“<sup>③</sup>

① صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب ما یکرہ من التعمق، رقم: ۷۳۰۱

② ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب من دعا الی السنۃ (ح: ۴۶۰۱، ۴۶۱۲)

③ مسند احمد: ۴/۱۰۵، فتح الباری: ۱۳/۲۶۷، فیض القدر: ۵/۴۱۲، ۴۱۳

غضیف رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب ان کے دور میں عبدالملک بن مروان نے بعض بدعات شروع کر دیں اور غضیف کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کے ساتھ شرکت کریں مگر غضیف نے ان کے خلاف سنت کاموں میں شرکت کرنے سے صاف انکار کر دیا اور انہیں بدعت قرار دیتے ہوئے یہ حدیث نبوی سنائی۔

اللہ، رسول کا ایک ہی ضمیر میں ذکر:

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خطبہ دیا تو اس نے کہا: [مَنْ يُطِيعَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعْصِيهِمَا فَقَدْ غَوَى] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[بِئْسَ الْخَطِيبُ أَنْتَ قُلٌّ وَمَنْ يَعْصِرِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ]

”تو بہت برا خطیب ہے۔“ [وَمَنْ يَعْصِرِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ] کہو۔<sup>①</sup>

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے برا خطیب اس وجہ سے کہا تھا کہ اس نے اللہ اور رسول کو ایک ضمیر میں برابر کر دیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ اللہ کا نام پہلے بیان کر پھر اس پر رسول کو معطوف کر۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے۔ (نووی)

فائدہ = نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک ہی ضمیر میں اپنے آپ کو اللہ کے برابر ہونا بھی اچھا نہ سمجھیں اور ایسے خطیب کو برا کہیں اور ہم اللہ نبی کو ایک ہی انداز میں برابر قرار دیں اشتہارات میں، دوکانوں میں ایک طرف یا اللہ دوسری طرف یا محمد لکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے برابر قرار دیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے بڑھا دیں۔

ترتیب بھی بدلنے نہیں دی:

«عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى

خَمْسَةٍ عَلَى أَنْ يُوَحَّدَ اللَّهُ وَ إِقَامَ الصَّلَاةِ وَ إِتْيَاءِ الزَّكَاةِ وَ صِيَامِ

رَمَضَانَ وَالْحَجَّ « فَقَالَ رَجُلٌ : الْحَجَّ وَصِيَامَ رَمَضَانَ ، قَالَ : لَا صِيَامَ رَمَضَانَ وَالْحَجَّ هَكَذَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ »<sup>①</sup>

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اللہ تعالیٰ کی توحید، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے اور حج ادا کرنا۔“ ایک آدمی نے (بات دہرا کر) پوچھا: ”حج اور رمضان کے روزے؟“ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”(نہیں) رمضان کے روزے اور حج، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس ترتیب سے حدیث سنی تھی۔“

ایک لفظ بھی بدلنے نہیں دیا:

[ عَنِ الْبُرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : إِذَا آتَيْتَ مَضْجِعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْيَمِينِ ، ثُمَّ قُلْ : اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا إِلَّا إِلَيْكَ ، اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ - فَإِنْ مِتُّ مِنْ لَيْلَتِكَ فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ - قَالَ فَردَدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَلَمَّا بَلَغْتُ : اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ، قُلْتُ : [ وَرَسُولِكَ ] قَالَ : لَا ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ]<sup>②</sup>

”سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے براء!

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ارکان الإسلام، حدیث: ۱۶

② رواہ البخاری = کتاب الوضوء: باب فضل مَنْ بَاتَ عَلَى الْوَضُوءِ، رقم الحدیث: ۲۴۷، ۵۹۵۲، ۵۹۵۴، ۵۹۵۶، ۷۰۵۰۔ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ = کتاب الذکر والدعاء والتوبة: باب ما یقول عند النوم واخذ المضجع، رقم الحدیث: ۲۷۱۰۔ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ایضاً)

(جب تو اپنے بستر پر آئے تو جیسے نماز کے لئے وضو کرتے ہیں اس طرح وضو کر، پھر اپنی دائیں جانب لیٹ جا۔ پھر یہ کلمات پڑھ۔ ” میں نے اپنے چہرے کو تیری طرف مطہج کر دیا، اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، اپنی پشت تیرے سپرد کر دی، تیری طرف رغبت اور خوف کی بناء پر پناہ اور نجات کا ٹھکانا تیرے سوا کہیں نہیں۔ اے اللہ! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور اس نبی پر ایمان لایا جو تو نے (ہماری طرف) بھیجا۔“ آپ نے فرمایا اگر تو اس رات فوت ہو جائے، تو تو فطرت (اسلام) پر ہوگا، تاہم ان کلمات کو اپنی ساری گفتگو کے آخر میں رکھ۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے وہ کلمات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دہرائے، جب میں ان کلمات پر پہنچا کہ ”اے اللہ! میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی ہے“ پھر میں نے کہا: ”اور تیرے رسول پر“ تو آپ نے کہا کہ نہیں (یوں کہہ) ”اور تیرے نبی پر، جس کو تو نے بھیجا۔“

کیا بدعتی وہ فضیلت حاصل کرنا چاہتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہ ہوئی:

«سُئِلَ الْإِمَامُ مَالِكُ رَحِمَهُ اللَّهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ! مِنْ أَيْنَ أُحْرِمُ؟ قَالَ: مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ حَيْثُ أُحْرِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُحْرِمَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْ عِنْدِ الْقَبْرِ، قَالَ: لَا تَفْعَلْ وَ إِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ الْفِتْنَةَ، فَقَالَ: وَ أَيْ فِتْنَةٍ فِي هَذَا؟ إِنَّمَا هِيَ أَمْيَالٌ أُرِيدُهَا، قَالَ: وَ أَيْ فِتْنَةٍ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ تَرَى أَنَّكَ سَبَقْتَ فَضِيلَةً قَصَرَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (رواه في الاعتصام)

”امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ”اے ابو عبد اللہ! میں احرام کہاں سے باندھوں؟“ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ذوالحلیفہ ہے، جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔“ اس آدمی نے کہا: ”میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں روضہ رسول کے قریب سے باندھنا چاہتا ہوں۔“ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ایسا مت کرنا، مجھے تمہارے فتنہ میں مبتلا ہونے کا ڈر ہے۔“ اس آدمی نے عرض کیا: ”اس میں فتنے کی کون سے بات ہے کہ میں نے چند میل پہلے (احرام باندھنے) کا ارادہ کیا ہے۔“ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس سے بڑا فتنہ کیا ہو سکتا ہے کہ تم یہ سمجھو (کہ احرام باندھنے کے ثواب میں) نبی پر سبقت لے گئے ہو جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قاصر رہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے: ”جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی فتنے یا دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔“

اللہ کے علاوہ رب:

﴿ اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (التوبة ۹/۳۱)

”انہوں (یہود و نصاری) نے اپنے علماء اور صوفیوں کو اللہ کے علاوہ رب بنا لیا تھا اور مسیح بن مریم کو بھی۔ جب کہ انہیں تو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں۔ (اس لئے) کہ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ان کے ہر شرک سے پاک ہے۔“

عَنْ عِدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه قَالَ آتَيْتَ النَّبِيَّ وَفِيَّ عُقْبَى صَلِيبٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: يَا عِدِيُّ! اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الْوَثْنَ وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُورَةِ

بِرَاءَةٍ: ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (التوبة ۹/۳۱) قَالَ أَمَّا أَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ ①

”سیدنا عدی بن حاتم فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میری گردن میں سونے کی صلیب لٹک رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اے عدی! یہ بت اپنی گردن سے اتار کر پھینک دے۔ نیز میں نے آپ سے سنا، آپ سورۂ براءت کی آیت تلاوت فرما رہے تھے: انہوں نے اپنے درویشوں اور صوفیوں کو اللہ کے سوا رب بنا لیا تھا۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: وہ ان کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ (رب بنانے کا مطلب یہ ہے کہ) وہ جس کو حلال قرار دے دیتے اس کو حلال سمجھتے اور وہ (درویش اور صوفی) جس کو حرام کہہ دیتے اس کی حرام سمجھتے۔ (یہی ان کو رب بنایا تھا۔ جو بہت بڑا شرک ہے۔ تقلید شخص ہو، بہو یہی چیز ہے)“

تہتر فرقے اور یہودیت کی مماثلت:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَاثِيَنَّ عَلَيَّ أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَيَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذَوِ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّىٰ إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّةً عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَضَعُ ذَلِكَ- وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفَرَّقَتْ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً- قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ

① رواه ترمذی۔ ابواب التفسیر: ن سورة التوبة۔ حدیث حسن۔ انظر صحیح الترمذی رقم

وَأَصْحَابِي] <sup>①</sup>

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر وہی حالت آئے گی جو بنی اسرائیل کی حالت تھی۔ بالکل ایسے جیسے جوتے کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر بنو اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا (بد بخت) ہوگا جو یہ کام کرے گا۔ بے شک بنو اسرائیل بہتر (۷۲) جماعتوں میں تقسیم ہو گئے، جب کہ میری امت تہتر (۷۳) جماعتوں میں تقسیم ہوگی، سب کے سب آگ میں جائیں گے، سوائے ایک کے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ (ایک) کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا عمل میرے اور میرے صحابہ جیسا ہوگا۔“

[ عَنْ أَبِي عَامِرِ الْهَوْنِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَامَ فِينَا فَقَالَ: أَلَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِينَا فَقَالَ: أَلَا إِنَّ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَإِنَّ هَذَا الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ - ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ -

زَادَ ابْنُ يَحْيَى وَعَمَّرُوا فِي حَدِيثِهِمَا وَأَنَّهُ سَيَخْرُجُ فِي أُمَّتِي أَقْوَامٌ

① سنن الترمذی، کتاب الایمان: باب ما جاء فی افتراق هذه الامم، حدیث مرعاة المفاتیح الشیخ عبید اللہ المبارکفوروی وقال: وقد ظهر بما ذکرنا من الکلام فی احادیث هؤلاء الصحابة ان بعضها صحیح، وبعضها حسن، وبعضها ضعیف، وتحصل منه ان حدیث افتراق الامة صحیح من غیر شک۔ انظر مرعاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح = کتاب الایمان: باب الاعتصام بالکتاب والسنة/ الفصل الثانی للہ۔ ورواه الطبرانی فی الاوسط (۵/ ۴۶۰، ۸/ ۴۰۹) بتحقیق الدكتور محمد الطحان، وفی الصغیر (۱/ ۳۵۶) وفیه ” مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمُ وَأَصْحَابِي“

تَجَارَى بِهِمْ تِلْكَ الْأَهْوَاءُ كَمَا يَتَجَارَى الْكَلْبُ لِصَاحِبِهِ  
وَقَالَ عَمْرُو: الْكَلْبُ بِصَاحِبِهِ لَا يَبْقَى مِنْهُ عِرْقٌ وَلَا مَفْصَلٌ إِلَّا  
دَخَلَهُ [●]

”ایک تابعی ابو عامر الہوزنی سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: خبردار! بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: خبردار! بلاشبہ تم سے پہلے اہل کتاب بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور بلاشبہ یہ ملت (امت محمدیہ) تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر (۷۲) تو جہنم کی آگ میں چلے جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ گروہ ”جماعت“ ہوگا..... ابن یحییٰ اور عمرو یہ الفاظ زیادہ روایت کرتے ہیں: میری امت میں ایسی قومیں نمودار ہوگی کہ جن میں خواہشات اس طرح سرایت کر جائیں گی جس طرح ہڑک کی بیماری والے میں ہڑک سرایت کر جاتی ہے (ہڑک ایک خطرناک بیماری ہوتی ہے جس میں مریض پاگل سا ہو جاتا ہے، پانی پینا چھوڑ دیتا ہے اور بالآخر پیاسا مر جاتا ہے۔ یہ بیماری اس مریض کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتی ہے)۔ عمرو نے کہا: ہڑک کی بیماری والے کی کوئی رگ اور جوڑ نہیں بچتا مگر یہ بیماری ہر رگ اور جوڑ میں داخل ہو جاتی ہے۔“

سلام کے بعد بائیں طرف سے بھی گھوم سکتا ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

● سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ: باب شرح السنۃ: حدیث حسن۔ انظر سلسلة الاحادیث

الصحيحة رقم الحديث: ۲۰۴ وصحيح ابی داؤد رقم الحديث: وصحيح الجامع الصغير:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز  
رقم الحديث: ۲۰۴ ورواه احمد فی المسند أيضا

«لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ.....»

”تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں خواہ مخواہ شیطان کا حصہ نہ بنائے کہ وہ یہ سمجھے کہ اس پر ضروری ہے کہ (نماز کے بعد) صرف اپنی دہنی طرف سے گھومے گا کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو اکثر اپنی بائیں طرف سے گھومتے دیکھا تھا۔<sup>①</sup>

ایک جنتی صحابی:

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ اگر میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَ تُقِيمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ وَ تُوْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَ تَصُومُ رَمَضَانَ»

”تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور فرض نماز پڑھا کر اور فرض زکوٰۃ دیا کر اور رمضان کے روزے رکھا کر۔ اعرابی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اس سے زیادہ (عبادت) نہیں کروں گا پھر جب وہ چل دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَرَّهَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيَّ هَذَا»

”جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہو کہ وہ اہل جنت میں سے کسی شخص کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔“<sup>②</sup>

صرف جمعہ کا روزہ رکھنا ٹھیک نہیں ہے:

ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن ان کے

① صحیح البخاری، کتاب الاذان باب الانفتال والانصراف عن اليمن والشمال: ۸۵۲

② صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب وجوب الزکاة: ۱۳۹۷



ہاں تشریف لے گئے اور وہ روزہ سے تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تم کل روزہ رکھنا چاہتی ہو؟ تو انہوں نے پھر عرض کی کہ نہیں: تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[ فَأَفْطِرِي ] (اگر نہیں) تو تم آج کا روزہ بھی نہ رکھو۔<sup>1</sup>



## باب نمبر 12

## ترک تقلید

تقلید کا لغوی معنی:

لغت کی ایک مشہور کتاب ”المعجم الوسیط“ میں لکھا ہوا ہے:  
[و.....(قَلَّدَ).....فَلَانًا: اتَّبَعَهُ فِيمَا يَقُولُ أَوْ يَفْعَلُ، مِنْ غَيْرِ حُجَّةٍ وَ  
لَا دَلِيلٍ] <sup>1</sup>

”اور فلاں کی تقلید کی۔ بغیر حجت اور دلیل کے اس کے قول یا فعل کی اتباع کی۔“

دیوبندیوں کی لغت کی مستند کتاب ”القاموس الوحید“ میں لکھا ہوا ہے: [قَلَّدَ،.....  
فَلَانًا] تقلید کرنا، بلا دلیل پیروی کرنا، آنکھ بند کر کے کسی کے پیچھے چلنا۔  
”التقلید“ بے سوچے سمجھے یا بے دلیل پیروی (۲) نقل (۳) سپردگی۔“ <sup>2</sup>

”مصباح اللغات“ میں لکھا ہوا ہے: [وَقَلَّدَهُ فِي كَذَا] اس نے اس کی فلاں بات  
میں بغیر غور و فکر کے پیروی کی۔“ (ص: ۷۰۱)

عیسائیوں کی ”المنجد“ میں ہے: [قَلَّدَهُ فِي كَذَا] <sup>3</sup>

”کسی معاملے میں بلا غور و فکر کسی کی پیروی کرنا۔“

”حسن اللغات (جامع) فارسی اردو“ میں لکھا ہوا ہے: ”.....(۳) بے دلیل کسی کی

پیروی کرنا۔“ <sup>4</sup>

<sup>1</sup> معجم الوسیط، ص: ۷۵۴، مطبوعہ، دار الدعوة، مؤسسة ثقافية استنبول، ترکی

<sup>2</sup> القاموس الوحید، ص: ۱۳۴۶، مطبوعہ، ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی

<sup>3</sup> المنجد، عربی، اردو، ص: ۸۳۱، مطبوعہ، دارالاشاعت کراچی (الحديث، زبير على زئي لبيخ)

<sup>4</sup> حسن اللغات، ص: ۲۱۶

جامع اللغات اردو میں ہے۔ ”تقلید: پیروی کرنا، قدم بقدم چلنا، بغیر تحقیق کے کسی کی پیروی کرنا۔“<sup>①</sup>

### تقلید کی اصطلاحی تعریف:

علماء نے تقلید کی اصطلاحی کئی تعریفیں کیں ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے: محمد عبید اللہ الاسعدی فرماتے ہیں: ”تقلید کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کسی کی بات کو بے دلیل مان لینا۔ تقلید کی اصل حقیقت یہی ہے لیکن فقہاء کے نزدیک اس کا مفہوم ہے، کسی مجتہد کے تمام یا اکثر اصول و قواعد یا تمام یا اکثر جزئیات کا اپنے آپ کو پابند بنا لینا۔ (اصول الفقہ، ص: ۲۶۷، اس کتاب پر محمد تقی عثمانی دیوبندی صاحب نے تقریظ لکھی ہے) مسلم الثبوت میں لکھا ہے:

[ التَّقْلِيدُ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ حُجَّةٍ ]

یہی وجہ ہے کہ مقلد ہی کے نزدیک اس کے امام کی بات حرف آخر ہوتی ہے۔ قاضی زاہد الحسینی دیوبندی لکھتے ہیں: ”حالاں کہ ہر مقلد کے لیے آخری دلیل مجتہد کا قول ہے۔ جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے:

[ أَمَّا الْمُقَلِّدُ فَمُسْتَنَدُهُ قَوْلُ الْمُجْتَهِدِ ]

اب اگر ایک شخص امام ابوحنیفہ کا مقلد ہونے کا مدعی ہو اور ساتھ ہی وہ امام ابوحنیفہ کے قول کے ساتھ یا علیحدہ قرآن و سنت کا بطور دلیل مطالبہ کرتا ہے تو وہ بالفاظ دیگر اپنے امام اور راہنما کے استدلال پر یقین نہیں رکھتا۔<sup>②</sup>

حافظ عبد المنان صاحب نور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے تقلید کے تمام مباحث کو سامنے رکھ کر خلاصہ یہ نکالا ہے کہ تقلید کا مطلب: [ قَبُولُ قَوْلِ يُنَافِي الْكِتَابِ أَوْ السُّنَّةِ ]  
”کتاب و سنت کے منافی کسی قول کو قبول کرنا۔“

① جامع اللغات ص: ۱۶۶، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، (بحوالہ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ)

② مقدمہ، کتاب: دفاع امام ابوحنیفہ از عبد القیوم حقانی، ص: ۲۶، کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کیونکہ.....!!

- ❶ جو بات کتاب و سنت کے مطابق ہوگی وہ تو اللہ و رسول کی اطاعت ہوگی تقلید تو نہیں ہوگی۔
  - ❷ جو بات کتاب و سنت کے مطابق ہوگی وہ با دلیل ہوگی کتاب و سنت اس کی تائید کرے گی جب کہ تقلید بے دلیل بات کو ماننے کا نام ہے۔
  - ❸ کتاب و سنت کی بات اگر کوئی عیسائی بھی بتائے (مثلاً وہ کہے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو) اسے قبول کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ بات اللہ اور اللہ کے رسول کی بتا رہا ہے، یہ کوئی اس کی تقلید نہیں جب کہ تقلید میں ایک ہی شخص کی بات ماننا ضروری ہوتا ہے دوسرا خواہ کتاب و سنت کی بات بتائے نہیں مانا جاتا۔
- نتیجہ! تقلید ہوتی ہی وہاں ہے جہاں کتاب و سنت کے خلاف بات ہو جو موافق ہوگی وہ کتاب و سنت کی اتباع ہوگی تقلید نہیں ہوگی۔

## کامیاب و کامران زمانہ بغیر تقلید کے

﴿مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۷۱)  
 ”جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی وہ بڑی عظیم کامیابی پا گیا۔“

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیں طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری رہنمائی و ہدایت کے لیے انبیاء و رسل اور صحف و کتب کا سلسلہ جاری فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں مختلف قوموں بلکہ ہر قوم کے درمیان اپنے رسل مبعوث فرمائے۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ نبی آخر الزمان، امام الانبیاء، امام الاتقیاء، خاتم الرسل، محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جو نمونہ کامل، مطاع اور امام بنایا وہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی ذات گرامی ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی ایک بھی ایسا انسان نہیں کہ جس کی اتباع، اطاعت، اقتداء، فرمانبرداری و پیروی کو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے فرض و لازم اور واجب کیا ہو، جی ہاں کوئی ایک بھی ایسا انسان نہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف دعوت دیتے رہے، جن لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور صحابی رضی اللہ عنہم ہونے کا شرف حاصل کیا ان کا بھی یہی عقیدہ و ایمان رہا ہے کہ محمد ﷺ کی اطاعت رتی دنیا تک کے انسانوں پر فرض ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی ایسی شخصیت نہیں کتاب و سننک ہی بارہ سو حجج ہیں بلکہ کل صحیحہ لوالہیہ امدت اسلام کے لیے ہوگی کل مہمات سے کہنا اہل سنت و کبریٰ

فرض یا واجب ہو، پھر جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں اسلام قبول کیا، پھر جنہوں نے ان تابعین کی دعوت پر اسلام قبول کیا، ان کا بھی یہی عقیدہ و ایمان رہا، وہ بھی نمونہ کامل، مطاع اور امام محمد رضی اللہ عنہ ہی کو سمجھتے تھے اور اس طریق حق پر قائم رہے، اور چار سو سال تک یہ سلسلہ مبارکہ یوں ہی چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ دور بھی آیا جو دیگر امتوں میں آتا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

[ مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلِفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ]<sup>1</sup>

”مجھ سے پہلے جو بھی نبی اللہ تعالیٰ نے کسی امت میں بھیجا اس امت میں ان کے مددگار اور ساتھی ہوتے جو ان کی سنت پر عمل کرتے اور ان کے حکم کی پیروی کرتے۔ پھر ان کے بعد کچھ ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے جو ایسی باتیں کرتے جن پر وہ عمل نہیں کرتے۔ (مثلاً رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ، سنت پر عمل کا دعویٰ، لیکن عمل کسی اور کے طریقہ کے مطابق) اور ایسے اعمال کرتے جن کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (یعنی اپنی طرف سے نئے نئے عقائد نئے نئے اعمال و طریقے ایجاد کرتے، بدعات گھڑتے جس کی قطعاً اجازت نہیں۔“

صحابہ کرام، تابعین عظام و تبع تابعین تک یہ سلسلہ درست رہا، لوگوں کی اکثریت قرآن و سنت اور نبی کریم ﷺ کے احکام کی پیروی کرتی رہی، اتباع اور اطاعت کے لیے انہوں نے کسی اور امام کو مقرر نہیں کیا۔ ذخیرہ احادیث اور تاریخ میں اس بات کا بالکل کوئی ذکر نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے لیے کوئی ایک امام و مطاع بنا رکھا تھا جس کی وہ تقلید کیا کرتے تھے، ہرگز نہیں۔ البتہ ان کے بعد دھیرے دھیرے ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کے بارے میں نبی ﷺ نے مطلع فرمایا تھا، ایسے لوگ جو ہر نبی ﷺ کی امت میں آتے رہے۔

1 صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النہی عن المنکر من الإیمان، رقم: ۵۰۰

انہوں نے ایسے کام نہ کیے کہ جن کا انھیں حکم ملا تھا بلکہ ایسے کام کرنے لگے جن کا انھیں بالکل ہی حکم نہیں ملا تھا۔ ایسے لوگوں نے اپنی ہدایت و رہنمائی کے لیے اپنی درستی احوال و اصلاح کے لیے، گمراہی و ضلالت سے بچنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ امام و مطاع یعنی نبی و رسول اللہ کی ذات گرامی اور آپ کی تعلیمات کو عملاً کافی نہ سمجھا بلکہ اپنی اپنی طرف سے اپنے لیے علیحدہ علیحدہ امام و مطاع و مقتدا چن لیے ان کی اطاعت و فرمانبرداری و پیروی کو اپنے آپ پر خود واجب کر لیا۔

تقلید کا رد قرآن سے:

❶ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ اور جس کا تجھے علم

نہ ہو اس کی پیروی نہ کر۔ (سورہ بنی اسرائیل: ۳۶)

اس آیت کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے باطل ہونے پر استدلال کیا ہے:

❶ ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (المستصفیٰ من علم الاصول: ۲/۳۸۹)

❷ السیوطی (الرد علی من اخلد إلى الارض، ص: ۱۲۵، ۱۳۰)

❸ ابن القیم (اعلام الموقعین: ۲/۱۸۸)

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تقلید علم نہیں اور مقلد عالم نہیں ہوتا لہذا تقلید جب جہالت کا ہی دوسرا نام ہے تو اس آیت کی رو سے تقلید کرنا حرام ہوا۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[ أَجْمَعَ النَّاسُ أَنَّ الْمُقَلِّدَ لَيْسَ مَعْدُودًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَأَنَّ الْعِلْمَ

مَعْرِفَةُ الْحَقِّ بِدَلِيلِهِ ] (اعلام الموقعین)

❹ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اتَّخِذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ

اللَّهِ﴾ ”انہوں نے اپنے احبار (مولویوں) اور رہبان (پیروں) کو اللہ کے سوا رب

اس آیت کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے رد پر استدلال کیا ہے۔

- ① ابن عبد البر (جامع البیان العلم و فضله: ۱۰۹/۲)
- ② ابن حزم (الاحکام فی اصول الاحکام: ۲۸۳/۲)
- ③ ابن القیم (اعلام الموقعین: ۱۹۰/۲)
- ④ السیوطی (باقرارہ، الرد علی من اخلد الی الارض: ۱۲۰)
- ⑤ الخطیب البغدادی (الفقیہ والمتفقہ: ۶۶/۲)

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[ وَ قَدْ اَحْتَجَّ الْعُلَمَاءُ بِهَذِهِ الْآيَاتِ فِيْ اِبْطَالِ التَّقْلِيْدِ وَلَمْ يَمْنَعُهُمْ كُفْرُ اَوْلِيَاكٍ مِنَ الْاِحْتِجَاجِ بِهَا، لِاَنَّ التَّشْبِيْهَ لَمْ يَقَعْ مِنْ جِهَةِ كُفْرٍ اَحَدِهِمَا وَ اِيْمَانِ الْاٰخَرِ، وَ اِنَّمَا التَّشْبِيْهُ بَيْنَ الْمُقْلِدِيْنَ ، بِغَيْرِ حُجَّةٍ لِلْمُقْلِدِ..... ]

”علماء نے ان آیات کے ساتھ، ابطال تقلید پر استدلال کیا ہے۔ انھیں (ان آیات میں مذکورین کے) کفر نے استدلال کرنے سے نہیں روکا، کیونکہ تشبیہ کسی کے کفر یا ایمان کی وجہ سے نہیں ہے، تشبیہ تو مقلدین میں بغیر دلیل کے (اپنے) مقلد (امام، راہنما) کی بات ماننے میں ہے۔“

﴿ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ ”کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو

دلیل پیش کرو۔“ (البقرہ: ۱۱۱، النحل: ۶۴)

اس آیت کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے باطل ہونے پر استدلال کیا ہے:

① ابن حزم (الاحکام: ۲۷۵/۶)

② الغزالی (المستصفیٰ: ۳۸۹/۲)

③ السیوطی (الرد علی من اخلد الی الارض، ص: ۱۳۰)

نبی کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی ہے:  
 «فَيَقْبِي نَاسٌ جُهَّالٌ يَسْتَفْتُونَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيَضِلُّونَ وَيُضِلُّونَ»  
 ”پس جاہل لوگ رہ جائیں گے، ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی  
 رائے سے فتویٰ دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ  
 کریں گے۔“<sup>①</sup>

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com) ④

﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ  
 بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَئِكَ  
 هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾ (البقرة: ۲/۴۰)

”مومن وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب اور آپ ﷺ  
 سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان کے ساتھ ساتھ آخرت پر بھی یقین  
 رکھتے ہیں۔ صحیح معنوں میں یہی لوگ ہدایت یافتہ اور اصل کامیابی سے ہمکنار ہیں۔“

مذکورہ آیت میں ﴿بِمَا أُنزِلَ﴾ سے مراد قرآن و حدیث ہے اس آیت میں اللہ  
 تعالیٰ نے ہدایت اور فلاح کو کتاب و سنت کی اتباع پر موقوف کیا ہے ایسے ہی ایک اور مقام  
 پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ  
 أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝﴾ (الاعراف: ۲/۸)

”اپنے رب کی طرف سے نازل ہونے والے پیغامات اور احکامات کی پیروی

کرو اور اللہ کو چھوڑ کر اولیاء کی پیروی نہ کرو تم بہت کم سمجھتے ہو۔“  
تفسیر قرطبی میں لکھا ہے: ﴿إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ﴾ (۱۶۱/۷) یعنی ﴿مَا أُنزِلَ﴾  
سے مراد کتاب و سنت ہے اور بس۔

[ وَذَلَّتِ الْأَيَّةُ عَلَى تَرْكِ اتِّبَاعِ الْأَرَاءِ مَعَ وَجُودِ النَّصِ ]  
یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن و حدیث کے دلائل کی موجودگی  
میں علماء کی آراء کو چھوڑنا چاہیے۔“  
تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ بغیر دلیل کے کسی بات کو ماننا (دین کے معاملے میں)  
حرام ہے۔ (ابن کثیر: ۲۰۰/۲)

۵] فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا  
وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى  
عَذَابِ السَّعِيرِ﴾  
(لقمان: ۲۱)  
اسی طرح:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا  
حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾  
(المائدہ: ۱۰۴/۶)  
اسی طرح سورۃ البقرۃ: ۱۷۰، میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا  
عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾

مذکورہ بالا آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ منزل من  
اللہ (قرآن و حدیث) کی تابعداری کرو تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ نہیں ہم تو اس طریقہ  
کار پر عمل کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے۔

جس طرح کفر و شرک میں کتاب و سنت سے اعراض ہوتا ہے اسی طرح تقلید کا نتیجہ بھی قرآن و سنت سے اعراض ہی ہوتا ہے جس میں بڑوں کی باتوں کو چاہے وہ جیسی بھی ہوں بغیر دلیل کے لیا جاتا ہے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[مَسْأَلَةٌ قَالَ عُلَمَاءُ نَاقِظَةٌ الْفَظِ هَذِهِ الْآيَةُ تُعْطَى اِبْطَالَ التَّقْلِيدِ]  
 ”یعنی علماء فرماتے ہیں، اس آیت کے الفاظ کی قوت تقلید کو باطل ثابت کرتی ہے۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ» ❶

”تم ضرور میرے بعد یہود و نصاریٰ کے طریقہ کار کو اختیار کرو گے۔“

اور حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انھوں نے اپنے علماء اور پیروں کو شارع کی حیثیت دی اسی طرح اس امت کے مقلدین نے بھی اپنے اماموں کو وہی حیثیت دی ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾

”اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اپنے تمام باہمی

تنازعات کو قرآن و حدیث کے مطابق حل کرو ایسا کرنا اچھا بھی ہے اور انجام

کے لحاظ سے بہترین بھی۔“ (سورۃ النساء: ۵۹/۴)

❶ دیکھئے: اعلام الموقعین: ۱۸۸/۲

❷ تفسیر قرطبی: ۲۱۱/۲

❸ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز۔  
 صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ۳۴۵۵

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[فَمَنْعَنَا سُبْحَانَهُ مِنَ الرَّدِّ إِلَىٰ غَيْرِهِ وَغَيْرِ رَسُولِهِ وَهَذَا يُبْطِلُ التَّقْلِيدَ] <sup>①</sup>

”اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع کیا ہے کہ ہم اپنے جھگڑے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی اور کے پاس لے جائیں اور یہ بات تقلید کو ختم کرتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: 4

﴿يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَ  
أَطَعْنَا الرَّسُولَ ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا  
فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا﴾

(سورة الاحزاب: ۳۳/۶۷، ۶۶)

”جس دن جہنم میں ان کے چہروں کو الٹ پلٹ کر جلایا جائے گا تو یہ بڑے افسوس سے کہیں گے اے کاش! ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے۔ اور اس بات کا اقرار کریں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے بڑوں اور لیڈروں کا کہنا مانا تو انھوں نے ہمیں گمراہی کے راستے پر ڈال دیا۔“

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[ وَهَذَا نَصٌّ فِي بَطْلَانِ التَّقْلِيدِ ] <sup>②</sup>

”یہ آیت تقلید کے باطل ہونے پر واضح دلیل ہے۔“

اس کے بعد فرماتے ہیں اگر کوئی کہے کہ اس آیت میں تو اس تقلید کا رد ہے جو آدمی کو گمراہ کرتی ہے جب کہ ہم تو ایسی تقلید کرتے ہیں جو ہمیں ہدایت دکھاتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ہدایت صرف اور صرف قرآن و حدیث کی تابعداری میں مضمر ہے۔ کسی تیسرے

① اعلام الموقعین: ۲/۱۸۹

② اعلام الموقعین: ۲/۱۸۹

کی تابعداری کا نتیجہ صرف اور صرف گمراہی ہے اگر یہ مقلد کتاب و سنت کو سمجھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے تو یہ ہدایت یافتہ ہے لیکن ایسی صورت میں وہ مقلد نہیں بلکہ تبع قرآن و حدیث کھلائے گا، اور اگر قرآن و حدیث کو نہیں سمجھتا تو یہ جاہل ہے اور کسی صورت میں بھی یہ نہیں جانتا کہ مقلد بن کر ہدایت پا رہا ہوں۔ یہ ان تمام اعتراضات کا جواب ہے جن میں مقلدین اپنے آپ کو ہدایت یافتہ امام کے تابع بنا کر خود کو اس امام کے بل بوتے پر ہدایت یافتہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تعجب ہوتا ہے حصول ہدایت کے اس نرالے انداز پر جو ہر مومن کے لیے لمحہ فکریہ بن چکا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ”روح المعانی“ میں فرماتے ہیں:

[اسادة الولاية والكبراء العلماء الذين لَقَنُوهُمْ الكُفْرَ وَ زَيَّنُو لَهُمْ]

”سرداروں سے مراد حکام ہے اور بڑوں سے مراد علماء ہے جو انہیں کفر کی باتیں مزین کر کے بتاتے تھے۔“  
(روح المعانی)

فرمان باری تعالیٰ ہے: **A**

﴿ اِذْ تَبَرَّاءَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنْ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴾  
(البقرة: ۱۶۶/۲)

”وہ وقت یاد کرو جب متبوعین (جن کی تابعداری کی گئی) متبعین (جنہوں نے تابعداری کی) سے بیزاری کا اعلان کر دیں گے ادھر عذاب دیکھیں گے اور ادھر تمام اسباب ختم ہو جائیں گے۔“

اپنی بربادی کے اس جانناہ منظر کو دیکھتے ہوئے افسوس بھرے لہجے میں دنیا میں واپس کی مشروط خواہش کریں گے کہ اس بار صرف اور صرف تیری تابعداری ہی کریں گے لیکن دارالعمل سے نکل کر دارالجزاء میں آہ و بکا کچھ کام نہیں آئے گا۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا﴾ (النساء: ۶۱)

”اور جب انھیں کہا جائے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ (یعنی قرآن و سنت) کی اتباع کرو۔ تو آپ منافقین کو دیکھ لیں گے کہ وہ آپ کی پیروی سے روگردانی کرتے ہیں۔“

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[ فَكُلُّ مَنْ أَعْرَضَ عَنِ الدَّاعِي لَهُ إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَىٰ غَيْرِهِ فَلَهُ نَصِيبٌ مِنْ هَذَا الدَّمِّ فَمُسْتَقِلٌّ وَمُسْتَكْتَرٌ ]<sup>①</sup>

”جو شخص دعوت ”إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ“ اور ”إِلَى الرَّسُولِ“ سے اعراض کرے اور کسی تیسرے کی طرف متوجہ ہو جائے تو وہ اس اعراض اور توجہ کی وجہ سے قرآن کی مذمت (منافقت) کا مصداق ہے۔“

### تقلید کی کہانی مقلدین کی زبانی:

❖ دیوبندی مسلک کے ”حکیم الامت و مجدد الملت“ اشرف علی تھانوی صاحب نے قدرے تفصیل سے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ فیض اقراران میں طرز عمل لوگوں کا یہ تھا کہ آپ کے قول و فعل کا سنتے دیکھتے اتباع کرتے، جو ضرورت ہوتی دریافت کر لیتے، اصول اسباب و علل و احکام کے نہ کسی نے دریافت کیے نہ پورے طور سے بیان کیے گئے۔<sup>②</sup>

❖ ”بعد وفات شریف آپ ﷺ کے وقائع قدیمہ میں چونکہ ایک صحابی کو کوئی حدیث نہ

① اعلام الموقعین: ۲/۲۲۹

② امداد الفتاویٰ: ۵/۲۹۴

پہنچی لیکن یاد نہ رہی یا یاد رہی مگر فہم معنی میں غلطی ہوئی۔“ ●

پھر آگے لکھتے ہیں:

”اور عوام جس سے چاہتے بلا تقلید و تعین کسی امام یا مفتی کے فتویٰ پوچھ کر عمل کرتے

اور جس فتویٰ میں تعارض ہوتا اس میں اعدل و اوثق و احوط اقوال کو اختیار کرتے۔

مآۃ رابعہ تک یہی حال رہا، بعد مآۃ رابعہ کے قضائے الہی سے بہت سے امور پر

آشوب پیدا ہوئے۔ تقاصر ہم یعنی ہمتیں ہر علم میں پست ہونا شروع ہوئیں۔“ ●

[تعمق فی الفقہ والحديث] یعنی دونوں علموں میں افراط ہونے لگا۔ یعنی بعض

فقہاء اپنے اصول مہمدہ سے حدیث صحیح کو رد کرنے لگے، اور بعض اہل حدیث ادنیٰ

علت ارسال یا ادنیٰ ضعف راوی سے مجتہد کی دلیل کو باطل ٹھہرانے لگے جو رقضاۃ

یعنی قاضی اپنی رائے سے جس پر چاہتے تعدی کرتے۔ تعصب یعنی اپنی جماعت کو

امور محتملہ میں یقیناً حق پر سمجھنا۔ دوسرے کو قطعاً باطل جاننا، جب یہ آفتیں پیدا ہوئیں

جو لوگ اُس زمانے میں معتدبہ تھے انہوں نے اتفاق کیا.....“ ●

”چونکہ ائمہ اربعہ سابقین سے مذہب مشہور نہ تھا لہذا اُن کی تقلید پر اجماع کیا گیا اور

ترک التزام مذہب واحد میں ظن غالب تلاعب فی الدین و ابتغاء رخص و اتباع ہونے

کا تھا۔ لہذا التزام مذہب معین کا لا بد کیا اور بدون کس غرض محمود شرعی کے اس سے

انتقال و ارتحال کو منع کیا گیا۔ اس وقت سے لوگوں نے تقلید پر اطمینان کر کے کچھ تو

قوت استخراج کی کم تھے، کچھ توجہ نہ کی، قیاس منقطع ہو گیا، بہت لوگ اہل حدیث میں

اس مشورت پر مصلحت کے مخالف رہے گا مگر کسی پر لعن طعن نہیں کرتے تھے۔“ ●

● امداد الفتاویٰ: ۵/۲۹۴، ۲۹۵

● امداد الفتاویٰ: ۵/۲۹۶، ۲۹۷

● امداد الفتاویٰ: ۵/۲۹۷

❖ اس کے بعد آگے چل کر تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

”پس کسی کو امام اعظم صاحب کی مجمل کیفیت سے ان پر ظن اصابت و رشد کا ہوا..... کسی کو امام شافعی پر ظن ہوا کسی کو امام مالک پر اور کسی کو امام احمد پر پس ہر ایک نے ایک کا اتباع اختیار کیا۔“<sup>①</sup>

تبصرہ: تھانوی صاحب کی طویل ترین عبارت سے چیدہ چیدہ مقامات یہاں درج کیے ہیں، بس اس طرح نبی ﷺ کے فرامین اور امر و احکام اور ان کی سنتوں پر ہی ثابت قدمی کے بجائے اس امت کی اصلاح کے لئے وہ قدم اٹھایا گیا، جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ وہ اس طرح کہ ان لوگوں نے پچھلی امتوں کی طرح اپنے اپنے امام مقرر کر لئے اور محض اپنی مرضی سے ان کی تقلید سے نکلنے کو ناجائز و حرام تک کہا گیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات کا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ حکم الہی کے مطابق اس فتنہ و اختلاف کا حل چاہتے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (النساء: ۵۹)

”اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو جب تمہارا کسی معاملے میں بھی اختلاف ہو جائے اسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ۔“

افسوس کہ لوگوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اپنے اپنے ظن کے مطابق اپنے لئے علیحدہ علیحدہ امام مقرر کر لئے۔ اشرف علی تھانوی صاحب نے واضح الفاظ میں اس کا اقرار کیا ہے کہ کسی نے امام ابوحنیفہ کو مقرر کر لیا، کسی نے امام شافعی کو اور کسی نے احمد بن حنبل اور کسی نے امام مالک کو مقرر کر لیا۔ معلوم ہوا کہ ائمہ رضی اللہ عنہم لوگوں کے اپنے بنائے ہوئے واجب الطاعت

① امداد الفتاویٰ کتاب البدعات ج نمبر ۵ بص ۲۹۷، سوال نمبر ۲۶۸ کا جواب، مطبوعہ

مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴)

امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ امام نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ خود ان ائمہ نے بھی اپنے اطاعت یا تقلید لوگوں پر واجب نہیں کی بلکہ ان میں سے کسی امام کی وفات کے سینکڑوں سال بعد اور کسی کی وفات کے پچاس سال بعد لوگوں نے خود اپنی طرف سے اپنی مرضی سے اپنے آپ پر ان کی تقلید اور پیروی کو واجب قرار دے دیا۔

## ردِّ تقلید پر ائمہ کے اقوال

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کے اقوال:

امام ابوحنیفہ کے کئی اقوال ہیں چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

① امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا پہلا قول: وہ فرماتے ہیں:

[ إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي ]

”جب حدیث صحیح آجائے تو میرا مذہب وہی ہے“

یہ بات ”البحر الرائق“ کے حاشیے میں ابن عابدین نے لکھی ہے۔ ابن عابدین کی کتاب ہے ”رسم المفتی“ اس میں بھی انہوں نے یہ بات درج فرمائی ہے [ایضا ظہم اولی الابصار] علامہ فلانی کی کتاب ہے اس میں بھی انہوں نے یہ بات درج فرمائی ہے۔

② امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما کا دوسرا قول: امام صاحب فرماتے ہیں:

[ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ أَيْنَ أَخَذْنَاهُ ]

”کسی کے لئے یہ حلال ہی نہیں کہ وہ ہماری بات کو اخذ کرے۔ جب تک اس

کو علم نہ ہو جائے کہ ہم نے وہ بات کس مقام سے اخذ کی ہے“

دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ ہماری دلیل کا اس کو پتہ چل جائے۔ تو پھر وہ بات کو اخذ کرے۔ اگر اس کو ہماری دلیل کا پتہ نہیں چل رہا تو وہ ہماری بات کو نہ قبول کرے۔ اور نہ اخذ کرے۔ یہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں یہ لفظ بھی آئے ہیں۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں:

[ حَرَامٌ عَلَيَّ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ دَلِيلِي أَنْ يُفْتِيَ بِكَلَامِي ]

”اس شخص پر حرام ہے جو دلیل کو جانتا پہچانتا نہیں وہ میرے قول پر فتویٰ دے“

میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے جتنی دیر تک میری دلیل کی پہچان حاصل نہ کرے۔  
غور فرماؤ: ابوحنیفہ نے کتاب و سنت کی تاکید اور اہمیت کو کس انداز سے بیان کیا ہے؟  
فرماتے ہیں: میری بات پر فتویٰ دینا حرام ہے۔ پہلے میری دلیل معلوم کرے پھر فتویٰ دے۔ کیا  
امام ابوحنیفہ کے اقوال پر فتویٰ دینے والے ان کے دلائل کو پہچان کر فتویٰ دیتے ہیں یا ویسے ہی  
دے رہے ہیں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے غور کرو: ایک روایت میں اسی قول میں یہ اضافہ بھی ہے۔

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں:

[ فَإِنَّا بَشَّرْنَا نَقُولُ الْقَوْلَ الْيَوْمَ وَنَرْجِعُ عَنْهُ غَدًا ]

”ہم انسان ہیں آج ایک بات کہتے ہیں اور کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں“  
اس واسطے جس نے ہمارے قول پر فتویٰ دینا ہے وہ پہلے دلیل پہچانے محض وہ ہمارے  
قول پر فتویٰ نہ دیتا جائے۔ اس قول کے اندر ہی امام ابوحنیفہ کی ایک اور روایت بھی ہے۔

[ وَيَحَكَ يَا يَعْقُوبُ لَا تَكْتُبُ كُلَّ مَا تَسْمَعُ مِنِّي ]

”اے یعقوب (یہ امام قاضی ابو یوسف کا نام ہے) جو تو ہر بات مجھ سے سنتا  
ہے وہ نہ لکھا کر“

[ فَإِنِّي قَدْ أَرَى الرَّأْيَ الْيَوْمَ وَأَتْرُكُهُ غَدًا ]

”بسا اوقات آج میری رائے ہوتی ہے اور کل میں وہ رائے ترک کر دیتا ہوں“  
تو آپ اس کو لکھ کر کیا کریں گے؟ جبکہ میں نے اس کو ترک کر دیا ہے۔ اور فرمایا:

[ وَأَرَى الرَّأْيَ غَدًا وَأَتْرُكُهُ بَعْدَ غَدٍ ]

”اور کل میری ایک رائے قائم ہوئی ہے کل کے بعد میں اس کو ترک کر دیتا ہوں“  
مقصد یہ تھا کہ رجوع کا امکان ہوتا ہے۔<sup>①</sup>

اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ یہ ہے:

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث لکھتے تھے فرماتے ہیں: [فَنَهْتَنِي قُرَيْشٌ] قریش نے مجھے منع کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر بات نہ لکھا کرو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی کبھی کوئی حالت ہوتی ہے اور کبھی کوئی فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ ﷺ جو فرماتے ہیں میں اس کو لکھ لیتا ہوں۔ تو لوگوں نے مجھے اس کام سے منع کر دیا ہے کہ ہر بات نہ لکھا کر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بات لکھ لیا کر۔ میری اس زبان سے حق ہی نکلتا ہے حالت کوئی بھی ہو۔ آپ حالت رضا میں ہوں یا حالت غضب میں۔ زبان سے حق ہی نکلتا ہے۔

نوٹ: (رجوع والا مسئلہ اور ہے نسخ والا مسئلہ اور ہے رجوع کو نسخ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے) تو امام صاحب فرماتے ہیں: میری ہر بات نوٹ نہ کیا کر۔ کیونکہ آج میری کوئی رائے ہے اور کل کوئی۔

سوچو اور غور کرو: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کتنے حکیمانہ طریقے سے کتاب و سنت کی تائید اور تاکید فرما رہے ہیں۔ کہ دلیل کو جاننا اور پہچاننا ہے۔

③ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا تیسرا قول: اس میں تو امام صاحب نے کمال ہی کر دی ہے۔ ایسی بات کہی شاید کوئی سوچنے والا ہو وہ سوچے اور مراد پائے۔ فرماتے ہیں:

[ إِذَا قُلْتُ قَوْلًا يُخَالِفُ كِتَابَ اللَّهِ تَعَالَى وَخَبَرَ الرَّسُولِ فَاتْرُكُوا قَوْلِي ]

”میں کوئی بات کہوں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے خلاف ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی

خبر اور حدیث کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ دینا“

میرا قول ترک کر دو۔ کیونکہ پہلے فرما چکے ہیں صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔ اب جو قول صحیح حدیث کے خلاف ہو وہ تو پھر ان کا اپنا مذہب ہی نہیں اور امت کو بھی اس کی تلقین کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بات کو تسلیم کرنا ہے۔ میری بات کو چھوڑ دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:



وہ اجتہاد کرتا ہے اس وجہ سے وہ معذور بھی ہے اور ماجور بھی ہے۔ ایک اجر اس کو مل ہی جاتا ہے لیکن اب اگر کوئی ان کی خطا کو تسلیم نہ کرے۔ نہ کتاب و سنت کی سنتا ہے اور نہ امام صاحب کی سنتا ہے تو اس کا وبال اس پر ہی پڑتا ہے۔ جب اس کو پتہ بھی چل گیا ہے کہ یہ خطا ہے اور امام صاحب فرما کر بھی گئے ہیں۔ کہ میری بات چھوڑ دو۔ لیکن یہ پھر بھی نہیں چھوڑتا تو وبال اسی کے سر پر پڑتا ہے

امام مالک رضی اللہ عنہ کے اقوال:

❖ امام مالک کا پہلا قول: فرماتے ہیں:

[ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَخْطِیْءُ وَاَصِیْبُ ]

”میں انسان ہوں خطا بھی کر جاتا ہوں اور درست بھی کہتا ہوں“

[ فَانظُرُوْا فِیْ رَاٰی ]

”میری رائے میں غور و فکر کیا کرو“

یعنی بلا سوچے سمجھے اس کو تسلیم نہ کرو بلکہ غور کیا کرو

[ فَكُلُّ مَا وَاَفَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ ]

”اور میری ہر وہ بات اور رائے جو کتاب و سنت کے موافق ہے اس کو قبول کرو“

[ وَكُلُّ مَا لَمْ یُوَافِقِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوْهُ ]

”اور میری ہر وہ بات جو کتاب و سنت کے موافق نہیں اس کو ترک کر دو“

کیسا دو ٹوک فیصلہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ اگر کوئی اس فیصلے کو ہی حرز جان بنائے اور اس کی حفاظت کرے تو یہ سارے بغض و حسد اور کینے، اختلافات جھگڑے ختم ہو جائیں۔ امام مالک کا یہ قول ابن عبد البر کی کتاب ”جامع بیان العلم“ میں ہے۔ حافظ ابن حزم کی کتاب ”الاحکام فی اصول الاحکام“ میں بھی ہے، علامہ فلانی کی کتاب ”ایقاظ ہمہ اولی الابصار“ میں بھی موجود ہے۔

❖ امام مالک کا دوسرا قول:

[ لَيْسَ أَحَدٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا وَيُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ]

فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے علاوہ جتنے بھی ہیں سب کی کوئی بات قبول کی جاتی ہے اور کوئی بات ترک کر دی جاتی ہے۔ ایسا کوئی انسان نہیں جس کی ہر بات قبول کر لی جائے۔ اور ہر بات ترک کر دی جائے سوائے نبی ﷺ کے۔ یہ شان نبی ﷺ کو حاصل ہے کہ ان کی ہر بات ماخوذ ہے۔ کوئی بات بھی آپ کی متروک نہیں ہے۔ بعض روایتوں میں امام مالک کے یہ لفظ بھی وارد ہوئے ہیں: [إِلَّا صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ ﷺ]

نبی ﷺ کی قبر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ”مگر اس قبر والے کی بات کے“ ان کی ہر بات ماخوذ ہے۔ کوئی ایک بات بھی متروک نہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں وحی کے بغیر بولتے نہیں ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾

❖ امام مالک کا تیسرا قول: ابن وہب امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں:

کہ امام مالک سے وضو میں پاؤں کی انگلیوں کے خلال کے متعلق سوال کیا گیا [فَقَالَ لَيْسَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ] امام مالک نے جواب دیا ”یہ لوگوں کے ذمے نہیں ہے“ ابن وہب فرماتے ہیں۔ میں نے یہ بات سن لی بولا نہ حتیٰ کہ لوگ ایک ایک کر کے چلے گئے (یہ بھی استاد کا ادب اور احترام ہے) [فَقُلْتُ لَهُ عِنْدَ نَافِيٍّ ذَلِكَ سُنَّةٌ] تو میں نے امام مالک سے کہا ہمارے پاس اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت موجود ہے۔ امام مالک فرمانے لگے وہ حدیث اور سنت کیا ہے؟ مجھے بھی سناؤ۔ (پتہ چلا کہ ان کے علم میں حدیث نہیں تھی پتہ ہوتا تو ایسا جواب کیوں دیتے) ابن وہب کہتے ہیں: پھر میں نے وہ حدیث سنائی۔

[ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَابْنُ لَهَيْعَةَ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدِ

بْنِ عَمْرٍو الْمَعْفَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ عَنْ مُسْتَوْرِدِ

بَيْنَ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ ]

”فرماتے ہیں ہمیں حدیث سنائی لیث ابن سعد اور ابن لہیعہ اور عمرو بن حارث نے یزید بن عمرو المعافری سے اور وہ ابو عبد الرحمن جبلی سے بیان کرتے ہیں اور یہ مستورد بن شداد صحابی رسول ﷺ سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ آپ اپنے پاؤں کی انگلیوں کا چھنگلی انگلی سے خلال کرتے تھے۔

امام مالک یہ حدیث سن کر فرماتے ہیں [إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ حَسَنٌ] یہ حدیث حسن ہے۔ اپنے پہلے فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ اور فرمایا:

[وَمَا سَمِعْتُ بِهِ إِلَّا السَّاعَةَ ]

”اور میں نے اس سے پہلے یہ حدیث کبھی نہ سنی تھی“

ابن وہب کا بیان ہے:

[ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ يُسْأَلُ فَيَأْمُرُ بِتَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ ]

”پھر اس کے بعد امام مالک رضی اللہ عنہ سے وضو میں انگلیوں کے خلال کا مسئلہ دریافت

کیا گیا۔ تو میں نے سنا کہ وہ اس کے کرنے کا حکم دے رہے ہیں“

دیکھو کس طرح امام مالک رضی اللہ عنہ اپنی بات کو چھوڑ کر حدیث رسول ﷺ کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ اس میں آدمی کی بے عزتی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی عزت ہی ہوتی ہے کہ اپنی بات چھوڑ کر حدیث رسول ﷺ کو تسلیم کر رہا ہے۔ آئمہ اسی چیز کا امت کو درس دے کر گئے ہیں۔ علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، جامع ترمذی: ۴۰

امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اقوال:

امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کتاب و سنت کی اہمیت اور اس کی اقتداء اور اتباع کے بارے میں بکثرت اور انتہائی عمدہ اقوال منقول ہیں۔ اور ان اقوال پر ان کے تبعین کو دوسروں سے

زیادہ عمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

❖ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا قول: فرماتے ہیں:

[ مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَتَنَهَبُ عَلَيْهِ سُنَّةَ لِرَسُولِ اللَّهِ وَتَعَزُّبُ عَنْهُ ]

”کوئی شخص ایسا نہیں جو بعض حدیثیں بھول نہ گیا ہو یا بعض حدیثیں اس پر مخفی اور پوشیدہ نہ رہی ہوں“

[ فَمَهْمَا قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ أَصَلْتُ مِنْ أَصْلِ ]

”تو اگر میں نے کوئی بات کہی ہو یا کوئی اصولی قاعدہ بیان کیا ہو“

[ فِيهِ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خِلَافَ مَا قُلْتُ ]

”اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے میری بات کے خلاف منقول ہو“

[ قَالِقَوْلُ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَهُوَ قَوْلِي ]

”تو بات وہی مانی جائے گی جو رسول اللہ ﷺ نے کہی ہے اور وہی میرا قول ہوگا“

❖ امام شافعی رحمہ اللہ کا دوسرا قول: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيَّ أَنْ مَنِ اسْتَبَانَ لَهُ سُنَّةَ عَنْ رَسُولِ

اللَّهِ ﷺ لَمْ يَحِلَّ لَهُ أَنْ يَدَّعَهَا لِقَوْلِ أَحَدٍ ]

”تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ کی کوئی

حدیث مل جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ حدیث کو چھوڑ کر کسی اور کے قول

پر عمل کرے“

❖ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تیسرا قول: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[ إِذَا وَجَدْتُمْ فِي كِتَابِي خِلَافَ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُولُوا

بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَدَعُوا مَا قُلْتُ ]

کتاب و سنن کے زوایوں میں سے کوئی کتاب جلی و کلت اور رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ سے کوئی ایسی بات نہ

تم حدیث کو لو اور میری بات کو ترک کر دو“  
 اور ایک دوسری روایت میں اسی قول میں ہے:  
 [ فَاتَّبِعُوهَا وَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَيَّ قَوْلِ أَحَدٍ ]  
 ”تم حدیث کی اتباع کرو اور کسی دوسرے کے قول کی طرف التفات بھی نہ کرو“  
 امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا چوتھا قول:

[ إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي ]

”جب صحیح حدیث ملے تو وہی میرا مذہب ہے“

امام شافعی کا پانچواں قول: امام شافعی نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

[ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ وَالرَّجَالِ مِنِّي فَإِذَا كَانَ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ

فَاعْلَمُونِي بِهِ أَيْ شَيْءٍ يَكُونُ كُوفِيًّا أَوْ بَصْرِيًّا أَوْ شَامِيًّا حَتَّى

أَذْهَبَ إِلَيْهِ إِذَا كَانَ صَحِيحًا ]

”تمہیں حدیث اور رواۃ کا علم مجھ سے زیادہ ہے۔ پس جب بھی کوئی صحیح

حدیث ملے تو مجھے وہ بتاؤ۔ وہ حدیث کوفی، بصری یا شامی چاہے جو بھی ہو۔

تا کہ جب وہ صحیح ہو تو میں اسے اپنا مذہب قرار دوں“

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا چھٹا قول:

[ كُلُّ مَسْأَلَةٍ صَحَّ فِيهَا الْخَبْرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ أَهْلِ

النَّقْلِ بِخِلَافِ مَا قُلْتُ فَأَنَا رَاجِعٌ عَنْهَا فِي حَيَاتِي وَبَعْدَ مَوْتِي ]

”جس مسئلہ میں محدثین کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح حدیث میرے قول

کے خلاف ہو تو میں اپنے اس قول سے اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی

رجوع کرتا ہوں“

امام شافعی رحمہ اللہ کا ساتواں قول:



آپ بھی لیں۔

انہوں نے احکام اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے لئے ہیں یا پھر اجتہاد سے اخذ کیے ہیں۔ آپ بھی کتاب و سنت سے احکام پکڑیں یا پھر اجتہاد کریں تقلید نہیں کرنی۔ تقلید سے امام احمد بن حنبل نے منع کر دیا ہے۔ ایک روایت میں امام احمد بن حنبل کا یہ قول بھی ہے:

[ لَا تُقَلِّدْ دِينَكَ أَحَدًا مِنْ هَؤُلَاءِ ]

”دین کو ان آئمہ اور بزرگ علما کا مقلد نہ بناؤ اور خود ان کے مقلد نہ بنو۔ دین

میں ان کی تقلید نہیں کرنی“

[ وَمَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فَخُذْ بِهِ ثُمَّ التَّابِعِينَ بَعْدُ

الرَّجُلُ فِيهِمُ الْمُخْتَارُ ]

”رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے جو ثابت ہوا ان کو لے لو اور آگے پھر

تابعین میں اختیار ہے“

ان کی باتوں کو دیکھو جو کتاب و سنت کے موافق ہیں ان کو لے لو اور جو کتاب و سنت

کے موافق نہیں ان کو ترک کر دو۔

ایک دفعہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[ الْأَتْبَاعُ أَنْ يَتَّبِعَ الرَّجُلُ مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَعَنْ أَصْحَابِهِ ]

”اتباع یہ ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے آیا ہے

اس کو تسلیم کرے یہ اتباع ہے“

[ ثُمَّ هُوَ مِنَ بَعْدِ التَّابِعِينَ مُخْتَارٌ ]

”پھر تابعین میں مختار ہے“

جو کتاب و سنت کے موافق ہے اس کو قبول کر لے گا۔ اور جو مخالف ہے اس کو ترک کر

دے گا۔ صحابہ کرام میں کتاب و سنت کی ہی پابندی چلتی تھی۔

② امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا دوسرا قول:

[ رَأَى الْأَوْزَاعِيَّ وَرَأَى مَالِكَ وَرَأَى أَبِي حَنِيفَةَ كُلَّهُم رَأَى ]

”امام اوزاعی امام مالک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کی رائیں یہ سب رائیں ہیں“

[ فَهُوَ عِنْدِي سَوَاءٌ ]

”میرے نزدیک یہ سب رائیں برابر ہیں“

[ فَإِنَّمَا الْحُجَّةُ فِي الْأَثَارِ ]

”حجت اور دلیل آثار میں ہے“

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور سنت میں ہے [ فالرأى ليل ] رائے کی حیثیت رات والی ہے اور سنت کی حیثیت دن والی ہے۔ یہ روشنی ہے۔ رائے میں تاریکی ہی تاریکی ہے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا تیسرا قول:

[ مَنْ رَدَّ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَهُوَ عَلَى شَفَا هَلَكَةٍ ]

”جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی حدیث اور سنت کو رد کرتا ہے وہ ہلاکت کے گڑھے

کے کنارے پر کھڑا ہے۔ بس وہ گرنے والا ہی ہے تباہ و برباد ہونے والا ہے“

یہ آئمہ کرام کے اقوال تھے جن میں انہوں نے امت مسلمہ کو کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کی ہے۔ اور کتاب و سنت پر دوسرے اقوال کو ترک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

لہذا اب تقلید کا مسئلہ خود بخود واضح ہو گیا ہے کہ اس کی حیثیت کتاب و سنت میں کب ہے۔ اور آئمہ اربعہ کے نزدیک اس کی حیثیت کیا ہے؟ یعنی تقلید بالکل ہے ہی نہیں۔ سب آئمہ تقلید سے منع کر رہے ہیں۔

ائمہ اربعہ کا صحیح پیروکار، ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

میں سے جو نص کے مخالف ہو اس کی مخالفت کرے تو ان کے اقوال بے وقعت کرنے یا ان کی شان میں گستاخی کا مرتکب نہیں ہوتا بلکہ ان کی اقتداء کرنے والا بنتا ہے اس لئے کہ ان سب نے اسی کا حکم دیا ہے۔ تو ان کا حقیقی پیرو وہ ہوگا جو ان کی اس نصیحت پر عمل پیرا ہو، نہ وہ جو اس کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو۔“

ائمہ مذاہب اربعہ کی فقہ سے اشتغال رکھنے والے بعض علماء سے بھی منقول ہے کہ وہ ائمہ کے اقوال کے دلائل صحیحہ سے ٹکراؤ کی صورت میں دلائل پر اعتماد کرتے۔

امام مالک کے اقوال کی بجائے احادیث پر عمل:

① اصغ بن الفرج کہتے ہیں: ”حالتِ حضر میں موزوں پر مسح نبی ﷺ اور اکابر صحابہ سے ہمارے نزدیک قوی تر ہے اور اس قدر ثابت ہے کہ ہم اس کے مقابلے میں امام مالک کے قول کی اتباع نہیں کر سکتے۔“ ①

② اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری (۱/۲۷۶) میں فرماتے ہیں:

”کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کی صورت میں مالکی فقہاء اسے مٹی سے مانجھنا ضروری خیال نہیں کرتے۔ قرانی (مالکی) کہتے ہیں: اس بارے میں احادیث درجہ صحت کو پہنچتی ہیں تو ان (مالکی فقہاء) پر تعجب ہے کہ انھوں نے ان کے مطابق قول اختیار کیوں نہیں کیا۔“

③ ابن عربی مالکی کہتے ہیں:

”مالکی فقہاء کہتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ سیدنا محمد ﷺ کے لیے خاص تھی ہم کہتے ہیں کہ جس بات پر محمد ﷺ نے عمل کیا ان کی امت کو بھی ویسا ہی عمل کرنا چاہیے کیونکہ اصل عدم خصوصیت ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لیے زمین سیڑھی دی گئی اور جنازہ آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا ہم کہتے ہیں کہ ہمارا

رب اس پر قادر ہے اور یہ ہمارے نبی ﷺ کے شایان شان بھی تھا لیکن وہی بات کہو جو روایت کے ذریعے تم تک پہنچی ہے، اپنی طرف سے بات نہ بناؤ۔ اور صرف ثابت شدہ احادیث سے بات بیان کرو ضعیف روایات کو چھوڑو کیونکہ اس کا نتیجہ ناقابل تلافی نقصان کی صورت میں نکلے گا۔“<sup>①</sup>

### امام شافعی کے اقوال کی بجائے احادیث پر عمل:

① ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ [والصلوة الوسطی] کے تعین کے بارے میں بحث کا خاتمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حدیث پایہ ثبوت کو پہنچ چکی کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے تو اس کو تسلیم کیے بغیر چارہ کار ہی نہیں۔“

پھر امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں:

”میرا جو قول بھی ایسا ہو کہ جو نبی ﷺ سے بسند صحیح اس کے خلاف مروی ہو تو نبی ﷺ کی حدیث اولیت رکھتی ہے اس صورت میں میری تقلید نہ کرو۔“ نیز فرمایا: ”جب حدیث پایہ ثبوت کو پہنچ جائے اور میری رائے اس کے خلاف ہو (تو یوں سمجھو) میں اپنی اس رائے سے رجوع کر چکا ہوں اور میرا قول وہی ہے جو حدیث نبوی سے ثابت ہے۔“

یہ نقل کرنے کے بعد ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”یہ چیز ان کی کمال امانت پر دلالت کرتی ہے۔ بعینہ یہی بات ان کے تمام بھائیوں یعنی ائمہ کرام نے کہی۔ اللہ کی ان پر رحمت و رضوان ہو۔ آمین۔ اسی بنیاد پر قاضی ماوردی نے دو ٹوک الفاظ میں لکھا ہے کہ امام شافعی کا موقف یہ ہے کہ صلاۃ وسطی نماز عصر ہے حالانکہ انھوں نے جدید قول میں صراحت کی ہے کہ

اس سے مراد فجر کی نماز ہے اور شافعی مذہب رکھنے والے محدثین کی ایک جماعت نے بھی اس طریقہ پر ان کی موافقت کی ہے۔ واللہ الحمد والمنة“<sup>①</sup>

① حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری (۲/۲۲۲) میں فرماتے ہیں:

”ابن خزیمہ نے دو رکعتوں سے اٹھتے وقت رفع الیدین کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ سنت ہے اگرچہ شافعی نے اس کا ذکر نہیں کیا پس (اس کی) سند صحیح ہے اور شافعی کہہ چکے ہیں کہ سنت کے مطابق موقف اختیار کرو اور میرا قول چھوڑ دو۔“

فتح الباری (۳/۹۵) میں یہ بھی ہے کہ: ”ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ عالم کے لیے حرام ہے کہ سنت معلوم ہو جانے کے بعد اس کی مخالفت کرے۔“

② فتح الباری (۲/۴۷۰) میں ہے کہ بیہقی نے (معرفة السنن والآثار: ۳/۵۴، ح: ۱۹۳۴، و سندہ صحیح) میں ربیع شافعی کے تلمیذ خاص) کے واسطے سے ذکر کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا: عورتوں کے عید گاہ میں جانے کے متعلق ایک حدیث مروی ہے اگر ثابت ہو تو وہی میرا قول ہے۔ ان کا اشارہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی طرف تھا۔ اس لیے شوافع پر لازم ہے کہ اس کے قائل ہوں۔

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی بجائے حدیث پر عمل:

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، فتح الباری (۳/۵۴۴) میں فرماتے ہیں: ہدی کونشان لگانا سلف و خلف میں سے جمہور کا قول ہے۔ طحاوی نے ”اختلاف العلماء“ میں امام ابو حنیفہ سے اس کی کراہت نقل کی ہے جب کہ اس کے سوا ائمہ کا خیال ہے کہ سنت کی اتباع میں یہ مستحب ہے یہاں تک کہ ان کے شاگردان خاص محمد اور ابو یوسف بھی اسے مستحسن قرار دیتے ہیں۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کا منہج:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم (۴/۴۹) میں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹنے

① تفسیر ابن کثیر: ۱/۵۸۷، بتحقیق عبد الرزاق المہدی

کے بارے میں علماء کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: ”احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا کہنا ہے کہ اس بارے میں دو احادیث ہیں ایک سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی اور دوسری سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی (وضوء کرنا پڑتا ہے) یہ مؤقف قوی تر ہے کہ اگرچہ جمہور اس کے خلاف ہیں۔“  
ابوحنیفہ کے اقوال چھوڑ کر بھی حنفی:

متاخرین احناف نے کتنے ہی مسائل میں امام ابوحنیفہ سے اختلاف کیا، ملاحظہ فرمائیں:  
① دیوبندی مکتبہ فکر کے ”شیخ الاسلام“ مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

”نیز جہاں مسلمانوں کی شدید اجتماعی ضرورت داعی ہو وہاں اس خاص مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کے قول پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے جس کی شرائط اصول فقہ و فتویٰ کی کتابوں میں موجود ہیں، چنانچہ ”علماء احناف“ نے انہی وجوہ سے بہت سے مسائل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑ دیا ہے، مثلاً [استیجار علی تعلیم القرآن] امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ناجائز تھا، لیکن زمانے کے تغیر کی وجہ سے بعد کے فقہائے حنفیہ نے اسے جائز قرار دیا، اسی طرح ”مفقود الخبر“ عنین اور معتت وغیرہ کی بیوی کے لیے اصل حنفی مذہب میں گلو خلاصی کی کوئی صورت نہ تھی، چنانچہ متاخرین علماء حنفیہ نے ان تمام مسائل میں مالکی مذہب کو اختیار کر کے اس پر فتویٰ دیا۔“ (تقلید کی شرعی حیثیت: ۱۴۱) آج بھی جن مسائل میں یہ محسوس ہو کہ مسلمانوں کی کوئی واقعی اجتماعی ضرورت داعی ہے، وہاں تبصر علماء ائمہ اربعہ میں سے کسی دوسرے امام کے مسلک کو اختیار کرنے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔“ (ایضاً، ص: ۱۴۱)

② اسی طرح ایک اور مقام پر دیوبندی ”شیخ الاسلام“ تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

”چنانچہ بہت سے فقہاء حنفیہ نے اسی بناء پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو ترک کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کلاس سے بڑا مفت مرکز کے قیام کے لیے اپنی رقمیں لگا دی ہیں۔“ (تقلید کی شرعی حیثیت: ۱۴۱) آج بھی جن مسائل میں یہ محسوس ہو کہ مسلمانوں کی کوئی واقعی اجتماعی ضرورت داعی ہے، وہاں تبصر علماء ائمہ اربعہ میں سے کسی دوسرے امام کے مسلک کو اختیار کرنے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔“ (ایضاً، ص: ۱۴۱)

دوسری نشہ آور اشیاء کو اتنا کم پینا جس سے نشہ نہ ہو، امام ابو حنیفہ کے نزدیک قوت حاصل کرنے کے لیے جائز ہے، لیکن فقہاء حنفیہ نے اس مسئلے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو چھوڑ کر جمہور کا قول اختیار کیا ہے۔

② اسی طرح مزارعت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ناجائز ہے، لیکن فقہاء حنفیہ نے امام صاحب کے مسلک کو چھوڑ کر مناسب حصہ پیداوار کی مزارعت کو جائز قرار دیا ہے اور یہ مثالیں تو ان مسائل کی ہیں جن میں ”تمام متاخرین فقہاء حنفیہ امام صاحب کے قول کو ترک کرنے پر متفق ہو گئے۔“<sup>①</sup>

تبصرہ: مفتی تقی عثمانی صاحب کی یہ تمام باتیں قابل غور ہیں خود ہی بار بار اپنے مقرر کردہ امام صاحب کی نافرمانی یا ان کے اقوال کو جانتے بوجھتے نظر انداز و ترک کرنے کا اعلان کرتے ہیں، مثلاً امام صاحب انگور کی شراب کے علاوہ دیگر نشہ آور اشیاء کو اتنی مقدار میں پینا کہ نشہ نہ ہو، جائز قرار دیتے ہیں لیکن احناف اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ مزارعت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ”ناجائز“ حنیفوں کے ہاں جائز، لاپتہ و گمشدہ شخص کی بیوی کے لیے ”اصل حنفی مذہب“ کے عین خلاف جان چھڑا سکتی ہے۔ کتنی ایسی باتیں ہیں جو کل تک ”اصل حنفی مذہب“ میں ”ناجائز و حرام“ تھیں آج ”جائز و حلال“ ہیں یا اس کے برعکس تو پھر حنفی مذہب اصلی کہاں رہا؟

③ تقی صاحب لکھتے ہیں:

”بہت سے مسائل میں مشائخ حنفیہ نے امام ابو حنیفہ کے قول کے خلاف فتویٰ

دیا ہے۔“<sup>②</sup>

یہ ایک واضح فرق ہے، اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام کی اطاعت اور لوگوں کے مقرر کردہ امام کی تقلید میں کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام کی بات ترک نہیں کر سکتے اور بندوں

① تقلید کی شرعی حیثیت، ص: ۱۰۷ تا ۱۰۸

② تقلید کی شرعی حیثیت، ص: ۵۸

کے مقرر کردہ امام کی کئی باتوں کو خود ان کی تقلید کو واجب کہنے والوں نے بھی ترک کر دیا۔ باوجود اس کے وہ ان کی تقلید شخصی کو واجب سمجھتے ہیں۔ یا للعجب

ائمہ کی تقلید کرنے والا ان کا گستاخ ہے:

① شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ الْفُقَهَاءَ كُلَّهُمْ قَدْ نَهَوْا عَنْ تَقْلِيدِهِمْ وَتَقْلِيدِ  
غَيْرِهِمْ فَقَدْ خَالَفَهُمْ مَنْ قَلَدَهُمْ ]<sup>①</sup>

”یقیناً ان تمام فقہاء نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے، پس جس  
کسی نے ان کی تقلید و پیروی کی انھوں نے ان فقہاء کی مخالفت کی۔“

② امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

[ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يَأْخُذُ بِقَوْلِي مَا نَمَّ يَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ قُلْتُهُ وَنَهَى  
إِلَى التَّقْلِيدِ وَنَدَبَ إِلَى مَعْرِفَةِ الدَّلِيلِ ]<sup>②</sup>

”کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ میرے قول کو لے، اس پر عمل کرے  
جب تک کہ وہ یہ نہ جانتا ہو کہ میں نے کس دلیل سے یہ بات کہی ہے۔ تقلید  
سے منع فرمایا اور دلیل کی معرفت حاصل کرنے کی ترغیب دلائی۔“

③ یہ بات مولوی احمد رضا خان بریلوی نے بھی اپنے فتاویٰ میں تحریر کی ہے۔<sup>③</sup>

④ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:

[ مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَهُوَ مَأْخُودٌ مِنْ كَلَامِهِ وَمَرْدُودٌ عَلَيْهِ إِلَّا  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ]<sup>④</sup>

① حجة الله البالغة: ۱/۱۵۵

② مقدمة عمدة الرعاية: ۱/۹

③ فتاویٰ رضویہ: ۱/۷۹

④ ابوجحنبلہ علیہ السلام کی روایت ہے، لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

”کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس کی بات لی بھی جاسکتی ہو اور اس پر رد بھی کیا جا سکتا ہو سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔“

⑤ امام شافعی کا فرمان:

[ وَقَالَ يَوْمًا لِلْمُزْنِيِّ : يَا اِبْرَاهِيْمُ لَا تُقَلِّدْنِي فِي كُلِّ مَا اَقُولُ وَ اَنْظُرْ فِي ذَلِكَ لِنَفْسِكَ فَاِنَّهُ دِيْنٌ ]<sup>①</sup>

”ایک دن اپنے شاگرد ابراہیم المزنی سے فرمایا: اے ابراہیم! میری بات کی تہلید مت کرو بلکہ خود اپنے لیے (قرآن و سنت سے) دلائل دیکھو اس لیے کہ یہ دین ہے۔“

[ قَالَ صَاحِبُهُ الْمُزْنِيُّ فِي اَوَّلِ مُخْتَصِرِهِ..... مَنْ اَرَادَ عِلْمَ الشَّافِعِيِّ نَهَى الشَّافِعِيُّ عَنِ تَقْلِيْدِهِ وَ تَقْلِيْدِ غَيْرِهِ ]<sup>②</sup>

”امام شافعی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابراہیم المزنی نے اپنی اول مختصر میں فرمایا: ”جو کوئی شافعی کے علم کو چاہتا ہے (تو وہ جان لے) امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی اور اپنے علاوہ کسی اور کی بھی تہلید سے منع فرمایا ہے۔“

⑥ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا فرمان:

[ لَا تُقَلِّدْنِي وَ لَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكًا وَ لَا الْاَوْزَاعِيَّ ، وَ لَا النَّخْعِيَّ وَ لَا غَيْرَهُمْ ، وَ خُذِ الْاَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ ]

”میری تہلید ہرگز نہ کرنا اور نہ ہی مالک رضی اللہ عنہ کی اور نہ ہی اوزاعی و نخعی کی اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور کی تہلید کرنا اور دینی احکام وہیں سے لینا جہاں سے انھوں نے لیے یعنی قرآن و سنت سے۔“<sup>③</sup>

① حجة الله البالغة: ١٥٧/١

② حجة الله البالغة: ٤٤٦/١

③ حجة الله البالغة: ١٥٧/١

## ابوحنیفہ اور صاحبین کا اختلاف:

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

⑦ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے:

[ وَ إِنْ خَالَفَ أَبَا حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ صَاحِبَاهُ فِي ذَلِكَ فَإِنْ كَانَ  
اِخْتِلَافُهُمْ اِخْتِلَافَ عَصْرِ وَ زَمَانٍ كَالْقَضَاءِ بِظَاهِرِ الْعَدَالَةِ يَأْخُذُ  
بِقَوْلِ صَاحِبِيهِ لِتَغْيِيرِ أَحْوَالِ النَّاسِ ، وَ فِي الْمُزَارَعَةِ وَالْمُعَامَلَةِ وَ  
نَحْوِهِمَا يَخْتَارُ قَوْلَهُمَا لِاجْتِمَاعِ الْمُتَاخِرِينَ عَلَى ذَلِكَ ]<sup>①</sup>

”اگر ابوحنیفہ کے صاحبین نے ابوحنیفہ کی مخالفت کی اور مخالفت کی وجہ زمانہ ہو  
جیسے گواہ کی ظاہری عدالت پر فیصلہ کرنا تو صاحبین کے قول پر فیصلہ ہوگا اسی  
طرح مزارعت اور معاملات اور ان کی طرح دیگر امور میں بھی صاحبین کا قول  
اختیار کریں گے متاخرین کے اس پر اجماع کی وجہ سے۔“

⑧ علامہ ابن عابدین الشامی (فتاویٰ) السراجیہ کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

[ وَ قِيلَ إِذَا كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي جَانِبٍ وَ صَاحِبَاهُ فِي جَانِبٍ  
فَالْمُفْتَى بِالْخِيَارِ وَالْأَزْرُ أَصَحُّ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْمُفْتَى مُجْتَهِدًا ]  
”اگر (امام) ابوحنیفہ کسی مسئلے میں ایک جانب اور ان کے صاحبین (یعنی  
دونوں شاگرد) دوسری جانب ہوں تو مفتی کو اختیار ہے کہ جس کا چاہے قول  
لے لے۔“<sup>②</sup>

⑨ اسی طرح لکھتے ہیں:

[ وَ قَدْ صَرَّحُوا بِأَنَّ الْفُتُوَى عَلَى قَوْلِ مُحَمَّدٍ فِي جَمِيعِ مَسَائِلِ

ذَوَى الْأَرْحَامِ وَفِي قَضَاءِ الْأَشْبَاهِ وَالنَّظَائِرِ الْفُتُوْبِ عَلَى قَوْلِ أَبِي  
يُوسُفٍ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالْقَضَاءِ كَمَا فِي الْقِنِيَةِ وَالْبَزَائِيَةِ أَيْ لِحُصُولِ  
زِيَادَةِ الْعِلْمِ لَهُ بِهِ بِالتَّجْرِبَةِ<sup>①</sup>

” اور علماء نے صراحت کی ہے کہ ذوی الارحام یعنی رشتہ داری سے متعلق تمام  
مسائل میں امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے اور ”الاشباه والنظائر“ کے قضاء میں  
ہے کہ ”قضاء“ (فیصلوں) سے متعلق تمام مسائل میں قاضی ابو یوسف کے قول پر  
فتویٰ ہے۔ شرح البیری میں ہے کہ گواہی سے متعلق مسائل میں بھی انہی کے  
قول پر فتویٰ ہوگا اور سترہ (۱۷) مسائل میں زفر کے قول پر فتویٰ ہے جنہیں میں  
نے ایک رسالے میں تحریر کیا ہے۔“

مقلدین بھی تقلید سے بھاگ گئے:

① دیوبندی ”شیخ الاسلام“ مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

”تمام اصول فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ تقلید عقائد اور ضروریات  
دین میں نہیں ہوتی۔“<sup>②</sup>

② دیوبندی مکتبہ فکر کے موجودہ دور کے ”امام اہل سنت“ سرفراز خان صفدر صاحب لکھتے ہیں:

”بفضلہ تعالیٰ یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ عقائد اور اصول دین میں تقلید  
جائز اور درست نہیں ہے اور نہ ہی نصوص قرآن کریم اور صریح و صحیح احادیث  
اور اجماع امت کے خلاف مسائل میں تقلید جائز ہے۔“<sup>③</sup>

③ ان کے ”وکیل احناف“ اور ”مناظر اسلام“ امین اوکاڑوی نے لکھا:

① رد المختار: ۷۱/۱، والنسخة الاخری: ۵۳/۱) و فی شرح البیری أن الفتوی علی قول أبي

یوسف أيضًا فی الشهادات و علی قول زفر فی سبع عشرة مسألة مررتها فی رسالة]

② تقلید کی شرعی حیثیت: ۱۱۶

③ الکلام المفید، ص: ۲۳۵

”صرف مسائل اجتہاد یہ میں تقلید کی جاتی ہے۔“<sup>①</sup>

❖ اسی طرح بریلویوں کے ”حکیم الامت“ احمد یار خان نعیمی صاحب نے لکھا ہے کہ:

”تفسیر روح البیان آخر سورۃ ہود آیت: ﴿نصیبہم غیر منقوص﴾ میں ہے:

[وَفِي الْآيَةِ ذِمُّ التَّقْلِيدِ وَهُوَ قَبُولُ قَوْلِ الْغَيْرِ بِلَا دَلِيلٍ وَهُوَ جَائِزٌ فِي  
الْفُرُوعِ وَالْعَمَلِيَّاتِ وَلَا يَجُوزُ فِي أَصُولِ الدِّينِ وَالْإِعْتِقَادِيَّاتِ بَلْ لَا  
بُدَّ مِنَ النَّظَرِ وَالْإِسْتِدْلَالِ.....]<sup>②</sup>

”حکیم الامت“ صاحب نے اس عبارت کا ترجمہ نہیں لکھا جو کچھ اس طرح ہے:

”اس آیت میں تقلید کی مذمت ہے اور تقلید کہتے ہیں کسی غیر کے قول کو بلا

حجت تسلیم کرنا اور تقلید جائز ہے فروعات و عملیات میں اور جائز نہیں اصول دین

اور عقائد میں بلکہ دلیل پر نظر اور استدلال لازمی ہے۔“

❖ اسی طرح نعیمی صاحب نے لکھا ہے:

”نیز تفسیر کبیر پارہ دس زیر آیت ﴿فَاجِرَةٌ حَتَّى يَسْعَ كَلَامَ اللَّهِ﴾ میں

ہے [هذه الآية تدل على أن التقليد غير كاف في الدين و أنه لا بد

من النظر والاستدلال]<sup>③</sup>

موصوف نعیمی صاحب نے اس عبارت کا ترجمہ لکھنے میں بھی کوئی دلچسپی نہیں لی، ترجمہ

کچھ اس طرح ہے: ”یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک دین میں تقلید کافی نہیں

ہے اور یہ کہ تحقیق و استدلال لازمی ہے۔“

جہاں تقلید ناجائز ہے، مقلدین کا اعتراف:

الغرض مذکورہ عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ مندرجہ ذیل امور میں مقلدین بھی اپنے

① مجموعہ رسائل جدید ایڈیشن: ۱۹/۱

② جاء الحق: ۲۵، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور  
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

③ ۱- الحدیث: ۲۵، ۲- انا نسخہ، ص: ۱۸، مکتبہ اسلامیہ لاہور، ص: ۲۵

بنائے ہوئے ”امام“ کی تقلید کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

۱ عقائد میں ۲ اصول عقائد میں

۳ صریح احکام میں ۴ اصول دین میں

۵ ضروریات دین میں۔

قصہ مختصر بقول ”وکیل دیوبندیت“ امین اوکاڑوی صرف ”مسائل اجتہادیہ“ میں تقلید کی جاتی ہے۔ بقیہ تمام امور میں اپنے بنائے ہوئے ”امام“ کی تقلید کو غیر ضروری ہی نہیں بلکہ ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں۔ واجب کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

یعنی مقلدین ایک طرف تو تقلید کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، دوسری طرف خود ہی تقلید کی دھجیاں اکھیڑ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ہر ہر معاملے میں اتباع و فرمانبرداری لازمی ہے۔ خواہ وہ عقائد کے مسائل ہوں، اصول دین ہوں یا ضروریات دین، صریح احکام ہوں، ظاہری عدالت، مزارعت، قضاء شہادت، تجارت، معیشت، سیاست بلکہ تمام معاملات میں آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اتباع و پیروی اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرض ہے، لازم ہے کوئی صاحب ایمان یہ کہنے کی جسارت نہیں کر سکتا کہ فلاں فلاں امور میں آپ ﷺ کے بجائے کسی اور کے قول و فعل پر فتویٰ ہوگا (نعوذ باللہ) اور نہ کوئی صاحب ایمان یہ جرأت کر سکتا ہے کہ وہ کہے کہ چونکہ فلاں فلاں دینی امور میں آپ ﷺ کے بجائے فلاں شخص کا علم و تجربہ زیادہ ہے۔ (نعوذ باللہ) پس اسی لیے ان امور میں فلاں شخص کے قول پر فتویٰ ہوگا جیسا کہ اپنی طرف سے مقرر کردہ ”امام“ کی تقلید کرنے والوں نے اپنے امام کے متعلق کہا اور ان کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اللہ کے مقرر کردہ امام محمد ﷺ کے متعلق یہ کہنا ایمان و ہدایت و اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے مترادف ہے۔

مفتی تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

① جہ الحق، ص: ۲۶، پرانا نسخہ، ص: ۱۷، ملخصاً مکتبہ اسلامیہ

”مثلاً انگور کی شراب کے علاوہ دوسری نشہ آور اشیا کو اتنا کم پینا جس سے نشہ نہ ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک قوت حاصل کرنے کے لیے جائز ہے لیکن فقہاء حنیفہ نے اس مسئلے میں امام ابو حنیفہ کے قول کو چھوڑ کر جمہور کا قول اختیار کیا ہے۔“<sup>①</sup>

اب غور کیجیے! قرآن و سنت میں یقیناً ایسی کوئی دلیل نہیں کہ انگور کی شراب کے علاوہ دوسری نشہ آور اشیا یا دیگر اشیاء سے تیار کردہ شراب اتنی کم مقدار میں پینا کہ نشہ نہ ہو، محض قوت حاصل کرنے کے لیے جائز ہے بلکہ دلائل قرآن و سنت کے خلاف ہیں، اس لیے تو بعد کے حنیفوں نے بھی امام صاحب کے اس قول کو چھوڑ دیا اور دیگر اشیاء سے تیار کردہ شرابیں بھی حرام قرار دے دیں۔

المقصود جب قرآن و سنت میں اس کی دلیل نہیں تو یقیناً امام صاحب (ابو حنیفہ) نے یہ فتویٰ محض اپنی رائے و قیاس سے دیا، اس کی وجہ خواہ کچھ بھی ہو ہم یہ قطعاً نہیں کہتے کہ معاذ اللہ امام ابو حنیفہ نے جان بوجھ کر ہی ایسے کیا، ممکن ہے اس سلسلے میں انھیں قرآن و سنت کے دلائل سے آگاہی نہ ہو اگر وہ جانتے تو جانتے بوجھتے قطعاً یہ فتویٰ نہ دیتے۔ الغرض یہ فتویٰ ان کی اپنی رائے و قیاس سے تھا۔

## تقلید جامد

قرآن و حدیث چھوٹ جائے تقلید نہ چھوٹے:

افسوس کہ لوگوں نے عجیب عجیب اصول بنا لیے۔ ملاحظہ کیجیے:

❖ دیوبندیوں کے ”شیخ الاسلام“ تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:  
 ”اور اگر اسے کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف نظر آئے تب بھی  
 اسے اپنے امام کا مسلک نہیں چھوڑنا چاہیے۔“<sup>①</sup>

❖ اسی طرح بریلویوں کے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں:  
 ”یعنی چار مذہبوں کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں اگرچہ وہ صحابہ کے قول اور صحیح  
 حدیث اور آیت کے موافق ہی ہو۔“<sup>②</sup>

❖ اسی طرح دیوبندی مقلدین کے ”شیخ الاسلام“ محمد تقی عثمانی صاحب نے یہ اعتراف کیا:  
 ”اسی بنا پر بعد کے فقہاء نے یہ فرمایا کہ اب تقلید شخصی کی پابندی ضروری ہے،  
 ورنہ کسی ایک مجتہد کو معین کر کے ہر مسئلے میں اس کی پیروی کی جائے۔“<sup>③</sup>  
 اسی طرح لکھتے ہیں: ❖

”علماء امت نے صرف تقلید شخصی کو عمل کے لیے اختیار کر لیا۔“<sup>④</sup>

① تقلید کی شرعی حیثیت: ص ۹۲، مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر: ۱۴

② جاء الحق، حصہ اول: ۳۳، مطبوعہ مکتبہ الاسلامیہ: ۴۰ اردو بازار لاہور، والنسخة

القدیمة: ۲۲/۱

③ تقلید کی شرعی حیثیت: ۶۸

④ تقلید کی شرعی حیثیت: ۷۸

ان کے علاوہ بھی تقی عثمانی صاحب نے اسی کتاب کے ص: ۶۰، ۶۱، ۶۵ پر بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ان ائمہ کی تقلید کو علماء یا فقہاء نے واجب کیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ائمہ کو مقرر بھی اپنی مرضی سے کیا گیا اور ان کی تقلید و پیروی کو بھی خود لازم کیا گیا۔ نہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیروی کا حکم دیا۔

تبصرہ: غور کیجیے! اللہ تو فرما رہا ہے، جب تم رسول اللہ ﷺ کی بات سن لو تو پھر منہ نہ پھیرنا، تا فرمائی نہ کرنا، مگر ہمارے یہ ”علماء“ کیا فرماتے ہیں کہ امام کے مسلک کو نہ چھوڑنا۔ مطلب صاف اور واضح ہے کہ قرآن و حدیث چھوٹ جائے تو چھوٹے، لیکن امام کا مسلک نہ چھوڑنا۔ اکثر عوام سوال کرتے ہیں کیا یہ بڑے بڑے علماء قرآن و حدیث نہیں سمجھتے اور پڑھتے نہیں؟ عرض ہے کہ ایسے لوگ غور کر لیں، جب ان بڑے بڑے علماء نے یہ اصول بنا رکھے ہیں تو وہ خود کس طرح مانیں گے۔ اگرچہ لاکھ حدیثیں پڑھتے رہیں۔

﴿ اَفْتَطْمَعُونَ اَنْ يُؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ  
یَسْمَعُوْنَ کَلِمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ  
یَعْلَمُوْنَ ﴾

(البقرة: ۷۵)

”کیا پس تم طمع رکھتے ہو یہ کہ وہ ایمان لے آئیں گے تمہارے لیے، حالانکہ بلاشبہ تھا ایک فریق ان میں سے وہ سنتے تھے اللہ کا کلام پھر تحریف کر دیتے تھے اس میں، بعد اس (کلام) کو سمجھ لینے کے اور وہ جانتے تھے۔“

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

ایسے لوگوں کے متعلق شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[ فَإِنْ بَلَغَهُ حَدِيثٌ وَاسْتَيْقَنَ بِصِحَّتِهِ وَ لَمْ يَقْبَلْهُ لِكَوْنِ ذِمَّتِهِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز  
مشغولہ بالتقلید فهذا اعتقاد فاسد و قول کاسد ایس قبہ

شَاهِدٌ مِنَ النَّقْلِ وَالْعَقْلِ وَ مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ الْقُرُونِ السَّابِقَةِ  
يَفْعَلُ ذَلِكَ<sup>①</sup>

”اگر کسی مقلد کو کوئی حدیث پہنچی اور اس نے اس حدیث کے صحیح ہونے کا یقین بھی کر لیا اور پھر بھی اس نے حدیث کو اس لیے قبول نہ کیا کہ اس کی ذمہ داری تہلید کے ساتھ مشغول ہے تو یہ فاسد اعتقاد اور گھمبایات ہے، اس میں نقل و عقل کا کوئی شاہد نہیں اور گزشتہ صدیوں میں کوئی ایک شخص بھی ایسی تہلید نہیں کرتا تھا۔“

یہود کا طرزِ عمل:

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

[ فَإِنْ شئتَ أَنْ تَرى أَمْوِجَ الْيَهُودِ فَاَنْظُرْ إِلَى عِلْمَاءِ السُّوءِ مِنَ الَّذِينَ يَطْلُبُونَ الدُّنْيَا وَ قَدْ اعْتَادُوا تَقْلِيدَ السُّلْفِ وَ أَعْرَضُوا عَنِ نصوصِ الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ، وَ تَمَسَّكُوا بِتَعَمُّقِ عَالَمٍ وَ تَشَدُّدِهِ، وَ اسْتِحْسَانِهِ، فَاعْرَضُوا عَنِ كَلَامِ الشَّارِعِ الْمَعْصُومِ، وَ تَمَسَّكُوا بِأَحَادِيثِ مَوْضُوعَةٍ وَ تَأْوِيلَاتِ فَاسِدَةٍ..... ]<sup>②</sup>

”اگر تم چاہتے ہو کہ یہودیوں کا نمونہ دیکھو تو ان علماءِ سوء کی طرف دیکھو جو دنیا کے طلبگار ہیں اور گزرے ہوئے لوگوں کی تہلید کے عادی ہیں اور کتاب و سنت کی نصوص سے روگردانی کرتے ہیں اور کسی عالم کی روش، اس کے تشدد اور اس کے احتیاط کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اور شارعِ معصوم کے کلام سے اعراض کرتے ہیں اور جعلی موضوع احادیث اور فضول تاویلات سے استدلال کرتے ہیں اور یہ ان کی ہلاکت کا سبب ہے۔“

① عقد الحید، ص: ۸۵، دوسرا نسخہ، ص: ۴۸، ۴۷

② الفوز الکبیر، ص: ۹، دوسرا نسخہ، ص: ۱۸

ابوحنیفہ کے لیے مقامِ نبوت و رسالت:

علاء الدین الحسکفی نے اپنی کتاب درمختار میں لکھا:

”امام ابوحنیفہ رات کے وقت کعبہ میں داخل ہوئے، دو ستونوں کے درمیان نماز کے لیے کھڑے ہوئے، اس طرح کہ پہلے اپنی دائیں ٹانگ پر کھڑے ہوئے اور بائیں ٹانگ کو دائیں کے اوپر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ آدھا قرآن مجید ختم کر لیا، پھر رکوع و سجود کے بعد اپنی بائیں ٹانگ پر کھڑے ہوئے اور دائیں ٹانگ کو بائیں پر رکھا، یہاں تک کہ پورا قرآن مجید ختم کیا، پھر جب سلام پھیرا۔ اپنے رب سے مناجات کی اور کہا: الہی اس بندے نے تیری عبادت کا حق ادا نہ کیا، لیکن تیری معرفت کا حق ادا کر دیا۔ اس کی خدمت کے نقصان کو اس کی کمال معرفت کی وجہ سے بخش دے۔ کعبہ کی ایک طرف سے ندا دینے والے نے ندادی (غیب سے آواز آئی):

[ يَا أَبَا حَنِيفَةَ قَدْ عَرَفْتَنَا حَقَّ الْمَعْرِفَةِ وَ خَدِمْتَنَا فَاحْسَنْتَ الْخِدْمَةَ قَدْ غَفَرْنَا لَكَ وَ لِمَنْ اتَّبَعَكَ مِمَّنْ كَانَ عَلَىٰ مَذْهَبِكَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ]<sup>①</sup>

”اے ابوحنیفہ! تو نے ہماری معرفت کا حق ادا کر دیا اور تو نے خوب ہماری خدمت کی پس ہم نے تیری مغفرت کر دی اور ہر اس شخص کی بھی مغفرت کر دی جو تیری اتباع کرے اور تیرے مذہب پر ہو قیامت تک کے لیے یہی حکم ہے۔“

اس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کوئی قصور نہیں نہ ہی آپ نے کبھی ایسا دعویٰ کیا لیکن لوگ ہیں کہ اپنی طرف سے باتیں گھڑ دیتے ہیں۔ غور کیجیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کی فضیلت بیان کی، لوگوں نے اپنی کتابوں میں اپنے خود ساختہ امام کے لیے یہی فضیلت گھڑ دی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے مقرر کردہ

امام کے لیے قرآن مجید میں بذریعہ وحی یہ فضیلت بیان کی ہے تو ہمارے امام کو بھی اللہ نے یہ کہا ہے کہ جو تیری اتباع کرے گا ہم اس کی مغفرت کریں گے۔ گویا وحی کا سلسلہ اب تک منقطع نہیں ہوا، اب تک جاری ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ سے کس طرح بات کی اور یہ فضیلت بیان کی۔ (معاذ اللہ)

قرآن و حدیث کے مسائل کو حق سمجھنے کے باوجود ٹھکرا دیا:

عین ممکن ہے کہ بعض دیوبندی و بریلوی حضرات اس ”تقلیدِ شخصی“ کا انکار کر دیں لہذا آپ کی خدمت میں چند حوالے پیش کیے جاتے ہیں، جن کی موجودگی میں ان کا انکار کرنا ناممکن ہے اب ان کے پاس دو ہی رستے ہیں یا تقلید چھوڑیں دیں یا حدیث چھوڑ دیں گے۔

① سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

[إِنَّ الْمُتَّبَاعِينَ بِالْخِيَارِ فِي بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونُ الْبَيْعُ خِيَارًا]

دکاندار اور گاہک کو اپنے سودے میں (واپسی کا) اختیار ہوتا ہے جب تک دونوں (بلحاظ جسم) جدا نہ ہو جائیں یا (ایک دوسرے کو) اختیار (دینے) والا سودا ہو۔ (نافع کہتے ہیں کہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی پسندیدہ چیز خریدنا چاہتے تو اپنے (بیچنے والے) ساتھی سے (بلحاظ جسم) جدا ہو جاتے تھے۔ ①

حنفی حضرات یہ مسئلہ نہیں مانتے جب کہ امام شافعی و محدثین کرام ان صحیح احادیث کی وجہ سے اسی مسئلے کے قائل و فاعل ہیں۔

محمود الحسن دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

[يَتَرَجَّحُ مَذْهَبُهُ وَقَالَ: الْحَقُّ وَالْإِنْصَافُ أَنْ التَّرْجِيحَ لِلشَّافِعِيِّ فِي هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ وَنَحْنُ مُقَلِّدُونَ يَجِبُ عَلَيْنَا تَقْلِيدُ إِمَامِنَا أَبِي حَنِيفَةَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ] ②

① صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کم یجوز الخیار، ح: ۲۱۰۷، و صحیح مسلم: ۱۵۳۱

② تقریر، ترمذی، ص: ۳۶، نسخہ آخری: ۳۹

”یعنی اس (امام شافعی) کا مذہب راجح ہے۔ اور (محمود الحسن نے) کہا: حق و انصاف یہ ہے کہ اس مسئلے میں (امام) شافعی کو ترجیح حاصل ہے اور ہم مقلد ہیں ہم پر ہمارے امام ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے، واللہ اعلم۔“

غور کریں کس طرح حق و انصاف کو چھوڑ کر اپنے مزعوم امام کی تقلید کو سینے سے لگا لیا گیا ہے۔ یہی محمود الحسن صاحب صاف صاف اعلان کرتے ہیں: ”لیکن سوائے امام اور کسی کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے۔“<sup>①</sup>

② نبی ﷺ کے دور میں ایک عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی تو اس کے شوہر نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

[ أَلَا أَشْهَدُوْا أَنَّ دَمَهَا هَدْرٌ ]<sup>②</sup>

”سن لو! گواہ رہو کہ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔“

اس حدیث سے اور دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ یہی مسلک امام شافعی اور محدثین کرام کا ہے، جبکہ حنفیوں کے نزدیک شاتم الرسول کا ذمہ باقی رہتا ہے، واجب القتل نہیں۔<sup>③</sup>

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

[ وَ أَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ وَ أَصْحَابَهُ فَقَالُوا: لَا يَنْتَقِضُ الْعَهْدُ بِالسَّبِّ وَلَا يُقْتَلُ

الذَّمِّيُّ بِذَلِكَ لَكِنْ يُعَزَّرُ عَلَى إِظْهَارِ ذَلِكَ ..... الخ ]<sup>④</sup>

”ابوحنیفہ اور اس کے اصحاب (شاگردوں و تبعین) نے کہا: (آپ ﷺ کو)

① ایضاح الادلہ، ص: ۲۷۶، سطر: ۱۹، مطبوعہ: مطبع قاسمی مدرسہ اسلامیہ دیوبند: ۱۳۳۰ھ

② سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب رسول الله ﷺ، ح: ۴۳۶۱، و

سندہ صحیح

③ دیکھیے: الهدایہ: ۱/۵۹۸

④ کتاب السنن میں روشنی میں لکھی جانے والی اور اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

گالی دینے سے معاہدہ (ذمہ) نہیں ٹوٹتا اور ذمی کو اس وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ یہ حرکت علانیہ کرے تو اسے تعزیر لگے گی۔“ (الخ)

اس نازک مسئلے پر ابن نجیم حنفی نے لکھا:

[ نَعَمْ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ تَعْمِلُ إِلَى قَوْلِ الْمُخَالَفِ فِي مَسْئَلَةِ السَّبِّ لَكِنْ اتِّبَاعُنَا لِلْمَذْهَبِ وَاجِبٌ ]<sup>①</sup>

جی ہاں! گالی کے مسئلہ میں مومن کا دل (ہمارے) مخالف کے قول کی طرف مائل ہے لیکن ہمارے لیے ہمارے مذہب کی اتباع (تقلید) کو واجب ہے۔“

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

② حسین احمد مدنی ٹانڈوی لکھتے ہیں:

”ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ تین عالم (حنفی، شافعی اور حنبلی) مل کر ایک مالکی کے پاس گئے اور پوچھا کہ تم ارسال کیوں کرتے ہو؟ (یعنی ہاتھ چھوڑ کر نماز کیوں پڑھتے ہو؟) اس نے جواب دیا کہ میں امام مالک کا مقلد ہوں، دلیل ان سے جا کر پوچھو اگر مجھے دلائل معلوم ہوتا تو تقلید کیوں کرتا؟ تو وہ لوگ ساکت ہو گئے۔“<sup>②</sup>

③ ایک روایت میں آیا ہے: نبی ﷺ ایک وتر پڑھتے تھے اور آپ (وتر کی) دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان باتیں کرتے تھے۔<sup>③</sup>

ایسی ایک روایت المستدرک للحاکم سے نقل کر کے انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

[ وَلَقَدْ تَفَكَّرْتُ فِيهِ قَرِيْبًا مِنْ أَرْبَعَةِ عَشَرَ سَنَةً ثُمَّ اسْتَخْرَجْتُ جَوَابَهُ

شَافِيًا وَ ذَلِكَ الْحَدِيثُ قَوِيٌّ السَّنَدِ ..... الخ ]<sup>④</sup>

① البحر الرائق، شرح كنز الدقائق: ۱۲۵/۵

② تقریر، ترمذی، اردو، ص: ۳۹۹، مطبوعہ: کتب خانہ مجیدیہ ملتان

③ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۹۱، ح: ۶۸۰۳

④ العرف الشذی: ۱/۱۰۷، واللفظ له، فیض الباری: ۲/۳۷۵، و معارف السنن للبنور:

۴/۲۶۴، و درس ترمذی: ۲/۲۲۴) تفکر: سوچ و بچار

”اور میں نے اس حدیث (کے جواب) کے بارے میں تقریباً چودہ سال تفکر کیا ہے پھر میں نے اس کا شافی (شفا دینے والا اور کافی) جواب نکال لیا۔ اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے۔“ (الخ)

⑤ احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

”اب ایک فیصلہ کن جواب عرض کرتے ہیں وہ یہ کہ ہمارے دلائل یہ روایات نہیں ہماری اصل دلیل تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ہم یہ آیت و احادیث مسائل کی تائید کے لیے پیش کرتے ہیں، احادیث یا آیات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیلیں ہیں۔“ ①

نعیمی صاحب مزید لکھتے ہیں: ”کیونکہ حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں ان کی دلیل صرف قول امام ہے۔“ الخ..... ②

آپ غور کریں کتنی جرأت سے اس بات کو بیان کر رہے ہیں کہ آیات اور حدیث امام صاحب کی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ پہلے ایک رائے مقرر کر کے اس کے لیے دلائل تلاش کرنا یہ ایمانداری نہیں ہے۔

⑥ ایک آدمی نے مفتی محمد (دیوبندی) صاحب دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی، کو خط لکھا: ”ایک شخص تیسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا، امام اگر سجدہ سہو کے لیے سلام پھیرے تو تیسری رکعت میں شریک ہونے والا مسبوق بھی سلام پھیرے یا نہیں؟“ یہاں ایک صاحب بحث کر رہے ہیں کہ اگر سلام نہیں پھیرے گا تو امام کی اقتداء نہیں رہے گی۔ آپ دلیل سے مطمئن کریں۔“ (مجاہد علی خان۔ کراچی)

دیوبندی صاحب نے اس کا درج ذیل جواب دیا:

جواب: مسبوق یعنی جو پہلی رکعت کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوا، وہ سجدہ سہو میں

① جاء الحق: ۹۱/۲، مطبع قدیم

② جاء الحق: ۹/۲، کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے، اگر عمداً سلام پھیر دیا تو نماز جاتی رہی، سہواً پھیرا تو سجدہ سہو لازم ہے، مسئلہ سے جہالت کی بناء پر پھیرا تو بھی نماز فاسد ہوگئی، عوام کے لیے دلائل طلب کرنا جائز نہیں، نہ آپس میں مسائل شرعیہ پر بحث کرنا جائز ہے، بلکہ کسی مستند مفتی سے مسئلہ معلوم کر کے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔“<sup>①</sup>

مفتی محمد صاحب مزید لکھتے ہیں: ”مقلد کے لیے اپنے امام کا قول ہی سب سے بڑی دلیل ہے۔“ (حوالہ مذکور)

④ صحیح حدیث میں آیا ہے:

[ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ ]<sup>②</sup>

”جس نے صبح کی ایک رکعت، سورج کے طلوع ہونے سے پہلے پالی تو اس نے یقیناً صبح (کی نماز) پالی۔“

فقہ حنفی اس صحیح حدیث کی مخالف ہے۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی اس مسئلے پر کچھ بحث کر کے لکھتے ہیں:

”غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک تشنہ تحقیق ہے۔ مع ہذا ہمارا فتویٰ اور عمل قول امام رحمہ اللہ کے مطابق ہی رہے گا اس لیے کہ ہم امام رحمہ اللہ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لیے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ اولہ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے۔“<sup>③</sup>

لدھیانوی صاحب ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”توسیع مجال کی خاطر اہل بدعت فقہ

① ہفت روزہ ضرب مومن کراچی، جلد: ۳، شماره: ۱۵، ۲۱ تا ۲۷ ذوالحجہ: ۱۴۱۸ھ

۱۵ تا ۱۹ اپریل: ۱۹۹۹ء، ص: ۶

② صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب من ادرك ركعة من الفجر، رقم: ۵۷۹، و

مسلم: ۶۰۸

③ ارشاد القاری إلى صحیح البخاری، ص: ۴۱۲

خفی کو چھوڑ کر قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور ارجاء عنان کے لیے ہم بھی یہ طرز قبول کر لیتے ہیں ورنہ مقلد کے لیے صرف قول امام ہی بحت ہوتا ہے۔<sup>①</sup>

مفتی رشید احمد لدھیانوی لکھتے ہیں: ”یہ بحث تیرا لکھ دی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفہ مقلد نہیں۔“<sup>②</sup>

⑧ قاضی زاہد الحسنی دیوبندی لکھتے ہیں: ”حالاں کہ ہر مقلد کے لیے آخری دلیل مجتہد کا

قول ہے۔ جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے: [أما المقلد فمستند، قول المجتهد]

اب اگر ایک شخص امام ابوحنیفہ کا مقلد ہونے کا مدعی ہو اور ساتھ ہی وہ امام ابوحنیفہ کے قول کے ساتھ یا علیحدہ قرآن و سنت کا بطور دلیل مطالبہ کرتا ہے تو وہ بالفاظ دیگر

اپنے امام اور راہنما کے استدلال پر یقین نہیں رکھتا۔<sup>③</sup>

① عام عثمانی کو کسی نے خط لکھا:

”حدیث رسول سے جواب دیں۔“ عام عثمانی صاحب نے اس کا جواب دیا:

اب چند الفاظ اس فقرے کے بارے میں بھی کہہ دیں جو آپ نے سوال کے

اختتام پر سپرد قلم کیا ہے یعنی: ”حدیث رسول سے جواب دیں۔“

اس نوع کا مطالبہ اکثر سالکین کرتے رہتے ہیں۔ یہ دراصل اس قاعدے سے

ناواقفیت کا نتیجہ ہے کہ مقلدین کے لیے حدیث و قرآن کے حوالوں کی ضرورت نہیں بلکہ

ائمہ و فقہاء کے فیصلوں اور فتوؤں کی ضرورت ہے۔“<sup>④</sup>

⑤ شیخ احمد سرہندی لکھتے ہیں:

① ارشاد القاری، ص: ۲۸۸

② احسن الفتاویٰ: ۳/۵۰

③ مقدمہ، کتاب: دفاع امام ابوحنیفہ از عبد القیوم حقانی، ص: ۲۶

④ ماہنامہ تجلی دیوبند، ج: ۱۹، شماره: ۱۱، ۱۲، جنوری فروری: ۱۹۶۸ء، ص: ۴۷، اصلی

کتابہ اہل سنت، کینڈرلٹھنری شہری لکھی، چالیس والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

”مقلد کو لائق نہیں کہ مجتہد کی رائے کے برخلاف کتاب و سنت سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل کرے۔“<sup>①</sup>

سرہندی صاحب نے تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کے بارے میں کہا: ”جب روایات معتبرہ میں اشارہ کرنے کی حرمت واقع ہوئی ہو اور اس کی کراہت پر فتویٰ دیا ہو اور اشارہ و عقد سے منع کرتے ہوں اور اس کو اصحاب کا ظاہر اصول کہتے ہوں تو پھر ہم مقلدوں کو مناسب نہیں کہ احادیث کے موافق عمل کر کے اشارہ کرنے میں جرأت کریں اور اس قدر علمائے مجتہدین کے فتویٰ کے ہوتے امر محرم اور مکروہ اور منہی کے مرتکب ہوں۔“<sup>②</sup>

سرہندی مذکور نے خواجہ محمد پارسا کی فصول ستہ سے نقل کیا ہے: ”حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ والسلام نزول کے بعد امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے۔“<sup>③</sup>

① ابو الحسن الکرخی الحنفی نے کہا:

[ الْأَصْلُ إِنَّ كُلَّ آيَةٍ تُخَالِفُ قَوْلَ أَصْحَابِنَا فَإِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى النَّسْخِ أَوْ عَلَى التَّرْجِيحِ وَالْأَوْلَى أَنْ تُحْمَلَ عَلَى التَّوَابُلِ مِنْ جِهَةِ التَّوْفِيقِ ]<sup>④</sup>

”اصل یہ ہے کہ ہر آیت جو ہمارے ساتھیوں (فقہاء) کے خلاف ہے اسے منسوخیت پر محمول یا مرجوح سمجھا جائے گا، بہتر یہ ہے کہ تطبیق کرتے ہوئے اس کی تاویل کر لی جائے۔“

① مکتوبات امام ربانی، مستند اردو ترجمہ: ۶۰۱/۱ (مکتوب: ۲۸۶)

② مکتوبات: ۷۱۸/۱، مکتوب: ۳۱۲

③ مکتوبات اردو: ۵۸۵/۱، مکتوبات: ۲۸۲

④ اصول الکرخی: ۲۸، مجموعہ قواعد الفقہ، ص: ۱۸

شہیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

” (تنبیہ) دودھ چھڑانے کی مدت جو یہاں دو سال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے۔ امام ابوحنیفہ جو اکثر مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی۔ جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں۔ واللہ اعلم۔<sup>①</sup>

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ تقلید کرنے والے حضرات نہ قرآن مانتے ہیں اور نہ حدیث اور نہ اجماع کو اپنے لیے حجت سمجھتے ہیں، ان کی دلیل صرف قولِ امام ہوتا ہے۔<sup>②</sup>



① تفسیر عثمانی، ص: ۵۴۸، سورہ لقمان، آیت: ۱۴، حاشیہ: ۱۰

② کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## ائمہ ستہ کا مسلک

دین اسلام کا ماخذ مرجع و مصدر اور اساس صرف اور صرف وحی الہی ہے۔ جو قرآن مجید اور حدیث رسول کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے۔ پہلے دن ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو یہ بات کہہ دی تھی کہ تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے گی جو اس کی اتباع کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور سیدھے رستے پر رہے گا۔ نہ بھٹکے گا نہ گمراہ ہوگا۔

﴿قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَاِذَا يَاتِيَنكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾

”ہم نے حکم دیا نیچے جاؤ یہاں سے تم سب پھر یقینات کو پہنچے گی میری طرف سے ہدایت تو جو چلا میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وہ ہیں دوزخ میں جانے والے۔“

(البقرہ: ۳۸، ۳۹)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہی بات بیان کی ہے۔ ہدایت میری طرف سے آئے گی اور اس کی اتباع کرنے والا ہی کامیاب ہوگا۔ انسان دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بات اور حکم مانے گا تو کامیاب رہے گا اور اگر خود قانون اور باتیں بنا کر ہدایت حاصل کرنا چاہے گا تو کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بھی یہی حکم دیا جو وحی ہم نے نازل کی ہے اسی کی اتباع کرو۔

﴿فَاَسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۗ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾

”جو چیز آپ کی طرف وحی کی گئی اسے مضبوطی سے تھام لیں بے شک آپ صراطِ مستقیم پر ہیں۔“

(الزخرف: ۲۳)

یعنی خود بھی وحی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور دوسروں کو بھی اس کا پابند بناؤ اور اسی کے مطابق فیصلہ کرو۔

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شُرْعَةً وَمِنْهَا جَا﴾

”ہم نے آپ کی طرف کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا جو کہ اس سے پہلی کتب کی تصدیق کرنے والی اور ان پر شاہد و حاکم ہے تو آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ اسی چیز سے کیجیے جو کہ اللہ نے نازل فرمایا ہے اور جو آپ کے پاس حق آیا اسے چھوڑ کر ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی مت کیجیے، ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے شریعت و طریقہ مقرر کر دیا ہے۔“

اور نبی ﷺ کی ذمہ داری بھی یہی بیان کی:

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

(آل عمران: ۱۷۴)

ساری امت کو مخاطب کر کے بھی اسی کا حکم دیا ہے:

﴿إِتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾

(الاعراف: ۳)

”جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسی کی پیروی کرو اس کے سوا اولیاء کی پیروی نہ کرو۔“

قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ مخلوق سے یہی سوال کریں گے تم نے رسولوں کو کیا

جواب دیا۔ یہ نہیں پوچھیں گے تم نے اماموں کو بزرگوں کو کیا جواب دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

(سورة قصص: ۶۰)

﴿مَاذَا اجَبْتُمْ الْمُرْسَلِينَ﴾

”تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا۔“

کوئی بھی سمجھدار، سلیم الفطرت، صحیح اعتقل آدمی اللہ اور اس کے رسول کی بات کو چھوڑ کر کسی دوسرے انسان کی بات کے پیچھے نہیں چل سکتا۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ﴾

”اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور انہوں نے اس چیز کو تسلیم

کر لیا جو کہ محمد ﷺ کی طرف نازل کی گئی اور وہی حق ہے ان کے رب کی

طرف سے۔“ (سورة محمد: ۲)

### ائمہ عظام کا مسلک:

دین بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی ہی اتباع کرتے تھے اور اسے ہی کامیابی و کامرانی کا راستہ سمجھتے تھے۔ کسی انسان کے مقلد نہیں تھے۔ البتہ کئی مقلدین حضرات نے علم و عرفان کے ان تابندہ و درخشندہ ستاروں (ائمہ ستہ) کو مسلکی فریفتگی میں آ کر اپنے کھاتے میں ڈالنے جسارت کی ہے۔ حالانکہ یہ ائمہ کرام محدثین عظام کسی کے بھی مقلد نہیں تھے بلکہ قرآن و حدیث کے پیروکار تھے۔ قرآن و حدیث کے خلاف کسی کی بھی بات کو ماننے کے لیے قطعاً تیار نہ تھے۔ بلکہ کتاب و سنت کے دلائل سے ہر اس شخص کی بات کو رد کرنا ان کا منہج تھا جس کی بھی بات قرآن و حدیث ٹکراتی تھی۔

### امام بخاری رحمہ اللہ کا مسلک:

امام بخاری کا مسلک بھی خالصتاً کتاب و سنت کی اتباع کرنے ہی تھا۔ دلائل کی بنیاد پر امام بخاری نے ائمہ اربعہ کا رد کیا ہے۔ شیخ ابراہیم بن عبداللطیف حنفی سندھی نے فرمایا:

[ البخاری امام مجتہد برأسه كأبي حنيفة والشافعي و مالك

① [واحمد.....الخ]

”امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اربعہ، ابوحنیفہ، شافعی، مالک اور احمد کی طرح خود چوٹی کے مجتہد ہیں۔“

دیوبندی حضرات کے امام العصر انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں کہ: یہ بات جان لینی چاہیے کہ بخاری مجتہد ہیں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ وہ شافعی ہیں تو وہ مسائل مشہورہ میں امام شافعی سے موافقت کی وجہ سے ہے، اگر یہ بات کہی جائے کہ امام بخاری حمیدی کے شاگرد ہیں جو کہ شافعی ہیں تو یہ بات بھی اس کے لیے دلیل و فائدہ مند نہیں ہے کیونکہ آپ اسحاق بن راہویہ کے بھی شاگرد ہیں جو کہ حنفی ہیں، رہی بات امام شافعی سے موافقت والی تو آپ نے بہت سارے مسائل میں امام ابوحنیفہ سے بھی موافقت کی ہے۔<sup>②</sup>

ملا علی قاری حنفی نے بھی کہا کہ: ”آپ ایسی قوت استنباط و اجتہاد رکھتے ہیں جس کی مثال و نظر آپ کے زمانے میں نہیں مل سکتی۔“<sup>③</sup>

علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے بھی یہ بات لکھی ہے کہ امام بخاری اہل اجتہاد میں سے ہیں۔<sup>④</sup>

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

[امام البخاری و ابوداؤد فیما مان فی الفقہ من اهل الاجتہاد]<sup>⑤</sup>

”امام بخاری اور امام ابوداؤد فقہ کے امام اور اہل اجتہاد میں سے ہیں۔“

امام بخاری نے دلائل کی بنیاد پر ائمہ اربعہ کا رد کیا ہے۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

① مقدمہ لامع الدراری: ۶۸/۱، ماتمس الیہ الحاجۃ، ص: ۲۶

② فیض الباری: ۵۸۶/۱

③ مرقاة: ۲۸۱/۱

### امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا رد:

امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کا مسلک یہ ہے کہ ماء مستعمل نجس ہوتا ہے یعنی جو پانی وضو کے لیے استعمال ہو جائے وہ نجس ہو جاتا ہے امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا ہے اور یہ باب قائم کیا ہے:

[باب استعمال فضل وضوء الناس حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا الحكم قال سمعت ابا جحيفة يقول خرج علينا رسول الله بالهاجرة فاتى بوضوء فتوضأ فجعل الناس يأخذون من فضل وضوءه فيتمسحون به ف صلى النبي ﷺ الظهر ركعتين والعصر ركعتين و بين يديه عنزة] (رقم الحديث: ۱۸۷)

و قال ابو موسى دعا النبي ﷺ بقدر فيه ماء فغسل يديه ووجهه فيه و مسح فيه ثم قال لهما اشربا منه و افرغا على وجوهكما و نحوركما (رقم الحديث: ۱۸۸)

حدثنا علي بن عبد الله قال حدثنا يعقوب بن ابراهيم بن سعد قال حدثنا ابي عن صالح عن بن شهاب قال حدثنا محمود بن الربيع قال و هو الذي مسح رسول الله ﷺ في وجهه و هو غلام من بئرهم (رقم الحديث: ۱۸۹)

و قال عروة عن المسور وغيره يصدق كل واحد منهما صاحبه و اذا توضأ كانوا يقتتلون على وضوءه

### سفیان ثوری اور حنفیوں کو فیوں کا رد:

سفیان ثوری اور حنفیوں کا مسلک ہے کہ عورتیں نماز کسوف کے لیے نہیں آسکتیں۔

امام بخاری نے ان کا رد کیا ہے اور یہ باب منعقد کیا ہے:

[باب صلاة النساء مع الرجال فى الكسوف]

امام مجاہد کا رد:

مشہور تابعی امام مجاہد کا قول ہے حج کرنے والا شخص پہلے احرام باندھے پھر قربانی کے جانور کو اشعار کرے گا اور قلاذہ پہنائے گا امام بخاری نے ان کا رد کیا ہے اور یہ باب منعقد کیا ہے:

[باب من اشعر و قلد بذى الحليفة ثم احرم۔]

حدثنا احمد بن محمد اخبرنا عبد الله اخبرنا معمر عن الزهرى عن عروة بن الزبير عن المسور بن مخرمة و مروان قالا خرج النبى ﷺ من المدينة فى بضع عشرة مائة من اصحابه حتى اذا كانوا بذى الحليفة قلد النبى ﷺ الهدى وشعرى و احرم بالعمرة۔ (رقم الحديث: ۱۶۹۵)

حدثنا ابو نعيم حدثنا افلح عن القاسم عن عائشة قالت قتلت قلائد بدن النبى بيدى ثم قلدها و اشعرها و اهداها و ما حرم عليه شىء كان احل له۔ (رقم الحديث: ۱۶۹۶)

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے اس باب کو منعقد کر کے امام بخاری نے مجاہد کا قول رد کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا رد:

امام احمد رضی اللہ عنہ خطبہ جمعہ کو قبل الزوال جائز قرار دیتے ہیں۔ امام بخاری نے باب منعقد

[باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس]

ابن بطلال نے لکھا ہے امام بخاری نے امام احمد اور مجاہد کا رد کیا ہے اور پھر یہ حدیث بیان کی ہے:

[حدثنا سريج بن النعمان قال حدثنا فليح بن سليمان عن عثمان

بن عبد الرحمن بن عثمان التيمي عن انس بن مالك ان النبي ﷺ

كان يصلي الجمعة حين تميل الشمس] (رقم الحديث: ٩٠٤)

امام شافعی کا رد:

امام شافعی کا موقف ہے انسانی بال جسم سے الگ ہونے کے بعد نجس ہو جاتے ہیں۔ ان کا رد امام بخاری نے باب منعقد کر کے کر دیا ہے:

[باب الماء الذى يغسل به شعر الانسان۔

حدثنا مالك بن اسماعيل قال حدثنا اسراييل عن عاصم عن

ابن سعد بن قال: قلت لعبيدة عندنا من شعر النبي ﷺ

اصبناه من قبل انس او من قبل اهل انس فقال لأن تكون عندى

شعرة منه احب الي من دنيا وما فيها] (رقم الحديث: ١٧٠)

حدثنا محمد عبد الرحيم قال حدثنا سعيد بن سليمان قال حدثنا

حبار عن ابن عون عن ابن سيرين عن انس ان النبي ﷺ لما حلق

راسه كان ابو طلحة اول من اخذ من شعر] (رقم الحديث: ١٧١)

امام ترمذی کا مسلک:

امام ترمذی کا مسلک بھی کتاب و سنت کی اتباع والا ہی ہے۔ اس کے خلاف کسی کی بات کو بھی تسلیم کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں تھے۔ بعض مقلدین نے آپ کو شافعی مقلد لکھا

ہے حالانکہ ایسا قطعاً نہیں۔

امام شافعی کا رد:

امام ترمذی نے اپنی جامع میں [باب ما جاء في تاخير الظهر في شدة الحر] میں امام شافعی کا نام لے کر ان کی مخالفت کی ہے

[باب ما جاء في تاخير الظهر في شدة الحر.....

عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا اشتد الحر فابدوا  
عن الصلاة فان شدة الحر من فيح جهنم۔

قال ابو عيسى حديث ابى هريرة حديث حسن صحيح و قد  
اختار قوم من اهل العلم تاخير صلوة الظهر في شدة الحر وهو  
قول ابن المبارك و احمد و اسحاق قال الشافعى انما الابراد  
بصلوة الظهر اذا كان المسجد بعيداً ينتاب اهله من البعد اما  
المصى وحده والذي يصلى في مسجد قومه فالذى احب له ان  
لا يواخر الصلاة في شدة الحر قال ابو عيسى من ذهب الى  
تاخير الظهر في شدة الحر هو اولى و اشبه بالاتباع و اماما ذهب  
اليه الشافعى ان الرخصة لمن ينتاب من البعد وللمشقة على  
الناس فان في حديث ابى ذر ما يدل على خلاف ما قال  
الشافعى۔ قال ابو ذر كنا مع النبي ﷺ في سفر فأذن بلال  
بصلوة الظهر فقال النبي ﷺ يا بلال ابرد ثم ابرد فلو كان  
الامر على ما ذهب اليه الشافعى لم يكن للابراد في ذلك

[ ینتابوا من البعد ]

اہل علم فرماتے ہیں کہ گرمی کی شدت میں ظہر تاخیر سے پڑھنی چاہیے یہ قول ابن مبارک احمد و اسحاق کا ہے، امام شافعی نے کہا کہ ابراد (ٹھنڈا کرنا) اس وقت ہے جب مسجد دور ہو دور دور سے نمازی آتے ہوں لیکن جب اکیلے نماز پڑھنی ہو یا اپنے قریب ہی محلے کی مسجد میں نماز پڑھنی ہو تو مجھے یہ پسند ہے کہ پھر ظہر نماز میں تاخیر نہ کی جائے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ شدید گرمی میں ظہر تاخیر سے پڑھنا اتباع (حدیث) کے زیادہ لائق ہے باقی امام شافعی نے تاخیر سے پڑھنے کی رخصت کو دور اور مشقت پر محمول کیا ہے تو اس کے خلاف ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث موجود ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینا چاہی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال ٹھنڈا کرو پھر دوسرے بار بھی فرمایا بلال ٹھنڈا کرو، امام شافعی نے جو موقف اختیار کیا ہے اگر وہ صحیح ہوتا تو پھر یہاں سفر میں سب ایک ساتھ ہی تھے دور سے آنے کی ضرورت نہ تھی لیکن پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھنڈا کرنے کا حکم دیا۔

امام ابو حنیفہ کا رد:

امام ترمذی نے [باب ما جاء في صلاة الاستسقاء] میں احادیث بیان کیں ہیں کہ صلاة الاستسقاء میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے گی۔

[ عن عبد الله بن زيد ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خرج بالناس

بستسقی فصلی بهم ركعتين جهر بالقراءة فيهما وحول رداء و

رفع يديه واستسقى واستقبل القبلة ]

حنفیوں کا موقف یہ ہے کہ استسقاء میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مسنون نہیں

ہے۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ باب کے آخر میں فرماتے ہیں:

[ وقال النعمان ابو حنیفة لا تصلى صلاة الاستسقاء ولا امرهم

بتحويل الرداء و لكن يدعون و يرجعون بجملتهم [1] یعنی ابوحنیفہ نعمان نے کہا کہ استقاء میں نماز نہیں پڑھی جائے گی اور نہ ہی میں چادر پلٹنے کا حکم دیتا ہوں لیکن لوگ دعائیں کریں گے اور پھر سب واپس آ جائیں گے۔ یہ بات ذکر کرنے کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں کہ: ”خالف السنة“ یعنی امام ابوحنیفہ نے سنت کی مخالفت کی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام ترمذی سنت کی مخالفت پر کسی بڑے سے بھی کسی قسم کی رعایت نہیں برتتے تھے۔

تنبیہ: مذکورہ عبارت خفیوں بریلویوں و دیوبندیوں کے شائع کردہ اکثر نسخوں میں موجود نہیں ہے۔ یہ عبارت جامع ترمذی مع تحفة الاحوذی (۱۶۵/۲) شائع کردہ خفی دیوبندی قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، جامع ترمذی طبع دارالسلام الریاض جسے مشہور عرب عالم الشیخ الصالح بن عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم آل شیخ کی مراجعت کے بعد شائع کیا گیا ہے اس کے صفحہ ۱۴۶ پر یہ عبارت موجود ہے اسی طرح الشیخ احمد محمد شاگرد الشیخ کی شرح جامع ترمذی (۲۳۶/۲) پر بھی یہ عبارت موجود ہے۔ شیخ احمد شاگرد نے مقدمہ (۱۳۱، ۱۳۲) پر اس نسخے کی بھی وضاحت کی ہے کہ جامع ترمذی کا یہ نسخہ جس میں یہ عبارت ہے وہ شیخ محمد عباد سندھی الحنفی کا تصحیح کردہ نسخہ ہے اور وہ جامع ترمذی کا اصل ترین نسخہ ہے۔

عمل حدیث رسول ﷺ پر ہوگا:

امام ترمذی کا مسلک حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنے کا تھا۔ اسی لیے انہوں نے کتاب الحج میں [باب ما جاء متی تقطع التلبیة] میں حدیث بیان کی ہے۔ پھر مختلف موقف بیان کرنے کے بعد فرمایا: [والعمل علی حدیث النبی ﷺ]

حدیث یہ ہے:

[ عن ابن عباس رضي الله عنهما قال يرفع الحديث انه كان يمسك عن التلبية في العمرة اذا استلم الحجر ]

اسی طرح [باب ما جاء في تقديم الضعفة من جمع بليل] میں بھی مختلف مرتبہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: [والعمل على حديث النبي صلى الله عليه وسلم] حدیث یہ ہے:

[عن ابن عباس قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم في ثقل من جمع بليل]



## باب نمبر 14

## اختلافات کا حل

اللہ تعالیٰ نے اختلافات کے حل کے لیے ہمیں صرف ایک ہی اصول بتایا ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالِى الرَّسُولِ﴾

”اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔“

کئی لوگ کہتے ہیں اس آیت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِى الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾

”اللہ کی اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔“

تو اس آیت میں اولی الامر سے مراد فقہاء ہیں۔ میں کہتا ہوں: اس آیت سے مراد

فقہاء ہوں، علماء ہوں، حکماء ہو، یا حکمران ہوں سب کی اطاعت مشروط ہے ان کی اطاعت اس وقت تک کرنی ہے جب تک اللہ اور رسول کی نافرمانی نہ ہو۔ اگر ان کی اطاعت میں اللہ اور رسول کی نافرمانی ہو تو پھر ان کی اطاعت قطعاً نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ایک قاعدہ بتایا ہے:

[لَا طَاعَةَ بِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ] <sup>1</sup>

”خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً]

”امام کی اطاعت، اس وقت تک ہے جب تک اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔“

اولی الامر سے مراد جو مرضی آپ لے لیں ان کی اطاعت اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت

<sup>1</sup> صحیح مسلم، کتاب الاملاہ، باب وجوب طاعة الامر ائمتہ غیر معصیۃ، بؤمفتت مرکز کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جاتی والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

میں ہوگی جب اللہ اور رسول کی اطاعت سے منحرف ہوں گے تو پھر کوئی اطاعت نہیں۔

اولو الامر کی اطاعت اس لیے کرنی ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے احکام و فرمودات ہم سے بیان کریں اور اس کے دین کی طرف ہماری رہنمائی کریں اور اگر وہ دین کی طرف ہماری رہنمائی نہ کریں تو پھر ہم کبھی بھی ان کی اطاعت نہیں کریں گے۔

آپ اس بات پر غور کیوں نہیں کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی اس لیے ہے کیونکہ وہ اللہ کی اطاعت ہے۔

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰)

”جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

آپ مندرجہ ذیل واقعہ پر غور فرمائیں ان شاء اللہ ساری بات سمجھ آجائے گی۔

رسول اللہ کا مقرر کردہ امیر:

امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر ایک انصاری کو بنایا اور سب کو اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا (راستے میں) اسے غصہ آیا تو کہنے لگا: کیا نبی ﷺ نے تمہیں میری فرمانبرداری کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انھوں نے کہا ہاں ضرور دیا تھا۔ انصاری نے کہا کہ تم لکڑیاں جمع کرو، انہوں نے لکڑیاں جمع کر دیں، پھر کہا کہ آگ جلاؤ، انہوں نے آگ جلائی، پھر اس نے کہا کہ تم سب اس میں کود جاؤ، بعض نے آگ میں گھسنے کا ارادہ کیا اور بعض ایک دوسرے کو روکنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم آگ (دوزخ) سے تو بھاگ کر نبی ﷺ کے پاس آئے ہیں (اب اس میں کیوں داخل ہو جائیں؟) یونہی سب جھگڑتے رہے حتیٰ کہ آگ بجھ گئی اور اس (انصاری) کا غصہ بھی جاتا رہا۔ جب آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا:

[لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الطَّاعَةَ فِي الْمَعْرُوفِ]

”اگر وہ اس آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس آگ میں سے نہ نکلتے“



اختلافات کو حل کرنے کے لیے کوئی امام پیش کریں گے تو پھر جتنے امام اتنے اختلافات ہوں گے۔ اتفاق نہیں ہو سکتا۔

۳۔ اختلافات کو ختم کرنے کے لیے آپ اپنی عقل کو استعمال کریں گے تو فریق ثانی اپنی عقل استعمال کریں گے پھر جتنی عقلیں اتنے مذہب بنیں گے۔ اختلافات بڑھ جائیں گے۔

۴۔ اگر آپ اختلافات کے حل کے لیے کسی کتاب کا حوالہ دیں گے تو فریق ثانی کسی اور کتاب کا حوالہ پیش کرے گا اختلافات بڑھ جائیں گے ختم نہیں ہو سکتے۔  
لہذا اختلافات کے خاتمہ کے لیے صرف ایک ہی حل ہو سکتا ہے اور وہ ہے کتاب اللہ اور سنت رسول۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

[ تَرَكَتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَصِلُوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ وَ سُنَّةُ رَسُولِهِ ]<sup>①</sup>

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اور وہ دو چیزیں ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے اور دوسری سنت رسول ﷺ۔“

اپنی خواہشات، جذبات، تمنائیں، آرزوئیں، ختم کر کے اور فرقہ پرستی امام کی پوجا، کسی خاص فقہ کی پیروی، تعصب، ضد، ہٹ دھرمی، بغض، عناد ترک کر کے خالصتاً اللہ کی رضا کے حصول کے لیے آپ حق بات تلاش کریں گے تو ان شاء اللہ آپ صراط مستقیم کو بڑی جلدی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اپنی دنیا آخرت بہتر بنا سکتے ہیں ورنہ دنیا آخرت کی تباہی و بربادی ہی ہمارا مقدر ہوگی اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

گزشتہ صفحات میں آپ نے ”حدیث رسول کے لیے خواہشات کی قربانی“ کے ضمن

① مؤطا امام مالک، رقم: ۱۶۶۱

میں بیسیوں واقعات پڑھے ہیں جن میں صحابہ کرام نے اپنی خواہشات، جذبات کو فرمانِ رسول ﷺ پر قربان کر دیا ہے۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح حق بات کو تسلیم کرتے تھے اور اختلافات کس طرح مٹتے تھے ان واقعات کی روشنی میں ہم بھی اپنے اختلافات ختم کریں اور خالص کتاب و سنت کے نفاذ کی کوشش کریں۔ ان شاء اللہ بہت جلد قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہو سکتی ہے۔

### رسول اللہ ﷺ کی وفات کا اختلاف:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلا اختلاف یہ واقع ہوا کہ کیا نبی کریم ﷺ فوت بھی ہوئے ہیں یا نہیں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہہ رہے تھے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں مگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سبخ جگہ سے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے رُخِ انور کی زیارت کرنے اور آپ ﷺ کو بوسہ دینے کے بعد مسجد میں تشریف لائے اور عمر رضی اللہ عنہ کو بیٹھنے کا حکم دیا مگر عمر رضی اللہ عنہ اس اختلاف کے بعد اتنے غصے میں تھے کہ بیٹھنے سے ہی انکار کر دیا چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا:

[ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿ وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ..... إِلَى ..... شَاكِرِينَ ﴾ ①

”اے لوگو! تم میں سے جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اس کا معبود اللہ تعالیٰ

زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی پھر آپ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر بطور دلیل قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾

”اور نہیں ہیں محمد ﷺ مگر رسول۔ بے شک آپ سے پہلے بھی رسول گزر

چکے ہیں پس اگر آپ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں پر

پھر جاؤ گے (یعنی کیا تم دین چھوڑ دو گے) اور جو شخص اپنی ایڑیوں پر پھر گیا

(یعنی دین چھوڑ کر مرتد ہو گیا) تو وہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا (بلکہ

اپنا ہی نقصان کرے گا) اور اللہ تعالیٰ عنقریب جزا دے گا شکر کرنے والوں

کو۔“ (آل عمران: ۱۴۴)

جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ لوگو رسول اللہ ﷺ

کی ذات کوئی ایسی ذات نہیں کہ جنہیں موت نہ آسکے بلکہ آپ کو تو موت آچکی ہے۔ ہمیشہ

زندہ رہنے والی تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ابو بکر صدیق کے اس بیان کو سن کر جس

طرح مسلمانوں نے اختلاف کو چھوڑ کر اتفاق و اتحاد کو اپنایا اسی طرح اگر ہم بھی اپنے

اختلافات کو حل کر لیں تو آج ہی قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جائے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو ابھی

چند لمحے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات کو مان کر بیٹھنے کے لیے بھی تیار نہ تھے، قرآن مجید

سن لینے کے بعد فرماتے ہیں:

[وَاللَّهُ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتَّىٰ مَا

تَقَلَّنِي رَجُلًا يَ وَ حَتَّىٰ أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا أَنْ

النَّبِيِّ ﷺ قَدْ مَاتَ ]

”جب میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے قرآن مجید کی یہ آیت سنی کہ رسول اللہ ﷺ تو فوت ہو چکے ہیں تو میرے پاؤں نے میرا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا اور میں زمین پر بیٹھ گیا۔“

لوگوں کی کیفیت یہ ہوگی:

وَاللَّهِ مَكِينًا النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَهَا حَتَّى تَلَاهَا  
أَبُو بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا يَسْمَعُ لِبَشَرٍ إِلَّا يَتْلُوهَا ]

اتنا بڑا اختلاف اسی وقت ختم ہو گیا جب قرآن مجید کی صرف ایک آیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنائی کیا آج ہمارے اختلافات قرآن و حدیث سے ختم نہیں ہو سکتے؟ یقیناً آج بھی اگر قرآن و حدیث پر عمل شروع کر دیا جائے تو تمام اختلافات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

تد فیین رسول ﷺ:

حضور اکرم ﷺ کی وفات پر یہ مسئلہ سامنے آیا کہ حضور ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے۔ بعض مسجد کا نام لیتے تھے بعض مکان کا۔ اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمانے لگے:

[ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يُقْبَضُ إِلَّا دُفِنَ  
تَحْتِ مَضْجِعِهِ ]<sup>①</sup>

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا نبی کا وہیں انتقال ہوتا ہے جہاں دفن کرنا منظور ہو۔“

ممتاز تاریخ دان علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے غسل اور کفن سے فراغت کے بعد [وَاخْتَلَفُوا أَيُّ مَسْجِدِهِ أَوْ بَيْتِهِ] صحابہ کرام میں یہ اختلاف

پڑ گیا کہ آپ کو مسجد میں دفن کیا جائے یا آپ کے گھر ہی میں دفن کر دیا جائے۔“

[ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُهُ ﷺ يَقُولُ مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا يُدْفَنُ حَيْثُ قُبِضَ فَرُفِعَ فِرَاشُهُ الَّذِي قُبِضَ عَلَيْهِ وَخُفِرَ لَهُ تَحْتَهُ ]<sup>①</sup>

”تو اس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی جہاں فوت کیا جاتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔“

(اس حدیث کے سن لینے کے بعد) پھر آپ ﷺ کے بستر کو اٹھایا گیا اور اسی جگہ قبر کھودی گئی جس جگہ پر آپ فوت ہوئے تھے اور طبقات ابن سعد میں صاف الفاظ میں موجود ہیں کہ جس جگہ پر نبی کی روح قبض کی جاتی ہے اسے وہاں ہی دفن کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث پاک ﷺ سنتے ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی آراء واپس لے لیں اور سر تسلیم خم کر دیا۔<sup>②</sup>

### سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کا اختلاف:

وصال نبوی ﷺ کے موقع پر انصار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیعت کرنے کے لیے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو گئے، ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو تجھمیر و تکلفین کے لیے علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑ کر خود عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ گئے۔ وہاں نزاع و اختلافات کا بازار گرم تھا۔ انصار کہہ رہے تھے [مِنَّا أَمِيرٌ وَ مِنْكُمْ أَمِيرٌ] کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہونا چاہیے ایک مہاجرین میں سے، انصار کہتے تھے کہ ہم اپنے میں سے سعد بن عبادہ کو امیر بنائیں گے کیونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو

① ابن خلدون، ص: ۶۳/۲، طبری، ص: ۴۵۲/۲، مختصر سیرت الرسول، ص: ۴۷۱، البدایہ

والنہایہ، ص: ۴۶۳/۵، ابن سعد، ص: ۳۳۱/۲

② مؤطا، امام مالک، ماجا، فی دفن المیت قبل حدیث: ۵۴۴

جگہ دی آپ ﷺ کا ہر موقع پر ساتھ دیا اس لیے خلافت ہمارا (انصار) کا حق ہے جب کہ مہاجرین کے اپنے دلائل تھے، اس طرح کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی قربت کو دلیل بنا کر خلافت پر اپنا حق بتایا یہ اتنا شدید اختلاف تھا کہ اگر معاذ اللہ اس وقت خلافت کی وجہ سے صحابہ کرام جیسی نفوس قدسیہ میں اختلاف مستقل طور پر برقرار رہتا تو شاید آج ہم تک اسلام نہ ہی پہنچتا مگر اس وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انصار کی تعریف اور فضیلت میں قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیے اور پھر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

[ يَا سَعْدُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَ أَنْتَ قَاعِدٌ : قُرَيْشٌ وَ لَأَ هَذَا الْأَمْرِ بِرِ النَّاسِ لِبَرِهِمْ وَ فَاجِرُهُمْ تَبَعٌ لِفَاجِرِهِمْ قَالَ فَقَالَ سَعْدٌ صَدَقْتَ فَفَحْنُ الْوُزَرَءُ وَ أَنْتُمْ الْأَمْرَاءُ ]<sup>1</sup>

”اے سعد رضی اللہ عنہ بے شک تم خود جانتے ہو کہ تمہاری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ امارت (خلافت) کے حقدار قریش ہیں نیک لوگوں میں سے نیکوں کی اتباع کریں گے اور بد، بد لوگوں کی اتباع کریں گے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا ہے لہذا اب ہونا یہ چاہیے کہ امیر تم ہو اور وزیر ہم ہوں۔“

پھر بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے خود حضور ﷺ کا ارشاد [ الْأَيْمَةُ مِنَ الْقُرَيْشِ ] (خلیفہ قریش میں سے ہو) سنایا۔ حدیث پاک سنتے ہی تمام مجمع خاموش ہو گیا اور بہت بڑے جھگڑے کا فیصلہ ایک منٹ میں ہو گیا کیونکہ حدیث کے مقابلے میں سب کے دلائل ختم ہو گئے۔ فتح الباری میں لکھا ہے:

[ فَلَمَّا سَمِعُوا حَايَاتِ الْأَيْمَةِ مِنْ قُرَيْشٍ رَجَعُوا مِنْ ذَلِكَ وَ

أَذْعَفُوا<sup>①</sup>

یہ حدیث سن لینے کے بعد انصار کے نامزد امیر (خلیفہ) نے گویا خود ہی دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہا مگر عمر رضی اللہ عنہ نے خود سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے انھیں خلیفہ تسلیم کر لیا اس کے بعد پھر لوگوں نے بھی بیعت کی۔

حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آجانے کے بعد پھر صحابہ کرام اپنے تمام اختلافات کو ختم کر کے حدیث پر ہی عمل کرتے تھے۔

ماتعین زکوٰۃ سے قتال:

[عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَكَفَرَ مِنْ كَفَرٍ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاقِ وَالرِّكَاءِ فَإِنَّ الرِّكَاءَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي غَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهَا قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ<sup>②</sup>

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور ابو بکر خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل کافر ہو گئے (اور کچھ نے زکوٰۃ سے انکار

① فتح الباری، تحت حدیث ۳۶۶۷

② صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ، حدیث ۱۶۰۰

کردیا اور ابو بکر نے ان سے لڑنا چاہا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ کے اس فرمان کی موجودگی میں کیسے جنگ کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے حکم ہے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دے۔ دیں اور جو شخص اس کی شہادت دے دے تو میری طرف سے اس کا مال وہاں محفوظ ہو جائے گا۔ سوا اس کے حق کے (یعنی قصاص وغیرہ کی صورتوں کے) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا۔

اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ قسم اللہ کی میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کرے گا۔ (یعنی نماز تو پڑھے مگر زکوٰۃ کے لیے انکار کر دے) کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم اگر انہوں نے زکوٰۃ میں (بکری کے) بچے کو دینے سے بھی انکار کیا جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ بات اس کا نتیجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بیٹنہ اسلام کے لیے کھول دیا اور بعد میں میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابو بکر ہی حق پر تھے۔“

عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے کو ترک کر کے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم کرتے ہیں اور قسم اٹھا کر کہتے ہیں ان کی بات حق ہے۔ اور پھر اس کو فوراً قبول بھی کرتے ہیں۔

[ فَلَمْ يَلْتَفِتْ أَبُو بَكْرٍ إِلَى مَشْوَرَةِ عُمَرَ إِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ]<sup>1</sup>

”ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ کی طرف بالکل توجہ نہیں کیونکہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا حکم موجود تھا۔“

<sup>1</sup> بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب و امرهم شورى بينهم کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## لشکر اسامہ کی روانگی:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر جنگ کے لیے روانہ کیا مگر وہ لشکر آپ ﷺ کی بیماری کی وجہ سے نہ جاسکا جب رسول اللہ ﷺ اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو دوبارہ بھیجنے کا پروگرام بنایا تو کچھ لوگوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے یہ مشورہ دیا کہ حالات خراب ہیں کچھ لوگ تو ویسے ہی مرتد ہو گئے ہیں اور بھی بہت سے فتنے سراٹھا رہے ہیں اس لیے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ ہی میں روک کر رکھنا چاہیے یا پھر کم از کم اسامہ کی جگہ کوئی بڑا تجربہ کار آدمی امیر لشکر مقرر کیا جائے، جب عمر رضی اللہ عنہ یہ پیغام لے کر خلیفۃ المسلمین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا:

[لَا أُنْزِلُكُمْ إِلَّا بِرَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّىٰ أُخْرِجَ أَوْ أُفِذَ] ①

”میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو چھوڑ (تبدیل کر) نہیں سکتا میں ضرور لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کروں گا۔“

بلکہ طبری میں تو یہ الفاظ بھی ہیں اگر میں یہ گمان بھی کروں کہ درندے مجھے چیر پھاڑ ڈالیں گے میں تب بھی اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر روانہ کروں گا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب لوگوں نے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کو ملتوی کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے یہ تبدیل نہیں ہو سکتا تو اس وقت تمام مختلف خیالات ایک ہو گئے اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی قیادت و امارت میں وہ لشکر گیا اور پھر کامیاب واپس لوٹا اور پھر چشمِ فلک نے یہ نظارہ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر عمل کرنے سے جو فوائد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا کیے وہ دوسری صورت میں ممکن ہی نہیں تھے۔

① ابن خلدون، ص: ۸۵۶/۲، طبری، ص: ۶۱/۲، البدایہ والنہایہ، ص: ۱۱۴۱/۶

## رسول اللہ کی وراثت:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بن جانے کے بعد ایک اور اختلاف یہ ہوا کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کا مطالبہ کر دیا کہ ہمیں ہمارے والد صاحب کی وراثت جو کہ باغ فدک اور خیبر کی زمین کی صورت میں ہے اس سے ہمیں حصہ دیا جائے اب یہ ایسا موقع تھا کہ اگر کوئی قابل قبول حل اس کا نہ ہوتا تو شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں اور اہل حکومت کے تعلقات میں کوئی دراز پڑ جاتی مگر جب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آپ کی وراثت میں سے حصے کا مطالبہ کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ هَذَا الْمَالِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لَا أَدْعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ قَالَ فَهَجَرْتُهُ فَاطِمَةُ فَلَمْ تُكَلِّمُهُ حَتَّى مَاتَتْ ]<sup>①</sup>

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم (یعنی انبیاء) وارث نہیں بنائے جاتے ہم جو مال چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم جس طرح میں نے اس مال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے میں بھی اس طرح کروں گا (اس حدیث کے سن لینے کے بعد) پھر فاطمہ نے ساری زندگی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں بات نہیں کی۔“

فاطمہ رضی اللہ عنہا، جنہوں نے پہلے اظہار افسوس کیا تھا بعد میں وہ بھی راضی ہو گئیں۔<sup>②</sup>

① صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب قول النبی ﷺ لَا نُورِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةً،

**فائدہ** = فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کا تقاضا یہی تھا کہ وہ باپ کی حدیث سن کر خوش ہو تیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر خوش ہونا ایمان ہے اور ناراض ہونا ایمان نہیں۔ ہمارا عقیدہ اور یقین کامل ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باپ کی حدیث سن کر خوش ہوئیں اور وراثت کا مطالبہ نہیں کیا، وہ حضرات غور کریں جو فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اپنی محبت کا دعویٰ تو بہت کرتے ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے انکاری بھی ان کو ٹھہراتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک بلکہ الناحیۃ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنانے والے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنا چاہیے۔

**صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رجوع:**

[ عَنْ قُبَيْصَةَ ابْنِ ذُوَيْبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ مَا لَكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَكَ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَعْطَاهَا الشُّدْسَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ ]<sup>1</sup>

”قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک میت کی تانی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس میراث مانگنے آئی، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ کی کتاب میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنی ہے، لہذا واپس چلی جاؤ، میں اس کے بارے میں لوگوں سے

1 ابو داؤد کتاب الفرائض، باب فی الحجرۃ، حدیث: ۲۸۹۴

دریافت کروں گا۔“ چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میری موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا ہے۔“ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”کوئی اور بھی اس کا گواہ ہے؟“ محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور مغیرہ بن شعبہ کی مثل حدیث بیان کی چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا۔“

### فیصلہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ترجیح دی:

ولید بن عقبہ نے کوفہ میں نبیذ پی تو نشہ آ گیا، قے کی پکڑے گئے خلیفہ ثالث عثمان رضی اللہ عنہ نے مقدمہ کی تحقیقات کے بعد علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ولید پر حد شرعی لگائیں۔ عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ نے کوڑے مارنے شروع کیے اور علی رضی اللہ عنہ نے شمار کرنا شروع کیا۔ جب چالیس کوڑے لگ چکے تو علی رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ سے فرمایا کہ بس

[ أَمْسِكْ حَلْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَ عُمَرُ ثَمَانِينَ وَ كُلُّ سُنَّةٍ وَ هَذَا أَحَبُّ ]<sup>1</sup>

”اب رک جاؤ عہد نبوی اور خلافت صدیق تک حد چالیس دڑے رہی۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اسی (۸۰) مقرر کی مجھے عہد نبوی کی مروج حد زیادہ پسند ہے۔“

**فائدہ** = دیکھیے علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کو سنت فرما کر سنت نبوی کو سنت فاروقی پر مقدم

کیا۔ حالانکہ عمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے ہی اسی (۸۰) کوڑے مقرر فرمائے تھے۔ (موطا) نیز عثمان رضی اللہ عنہ، خلیفہ راشد نے بھی چالیس پر سکوت فرما کر اپنی رضا مندی کا اظہار فرمایا۔

عمر رضی اللہ عنہ سے آخری وقت کہا جا رہا تھا کہ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا ہوتا، جیسے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو مقرر کر دیا تھا تو جواب دیتے ہیں:

[ اِنْ لَا اسْتَخْلِفَ فَاِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَسْتَخْلِفْ وَاِنْ اسْتَخْلِفَ  
فَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ قَدْ اسْتَخْلَفَ ]<sup>1</sup>

”اگر میں خلیفہ مقرر نہ کروں تو میں سنت نبویہ کا عامل ہوں گا اور اگر خلیفہ مقرر کروں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل ہوگا چونکہ سنت نبوی پر عمل کرنا ہی افضل ہے اس لیے عمر رضی اللہ عنہ نے کسی خاص شخص کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔“

چنانچہ ان کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيُعَدِلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَحَدًا وَاَنَّهُ غَيْرُ  
مُسْتَخْلِفٍ ]<sup>2</sup>

”میں سمجھ گیا کہ عمر کسی کو رسول اللہ ﷺ کے برابر نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور وہ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔“

فائدہ= معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلفاء راشدین کی سنت کو سنت نبویہ کے خلاف سمجھتے تو اس خلیفہ کی سنت کو چھوڑ دیتے اور سنت نبویہ کو لازم پکڑتے تھے۔

عمر بن خطاب کا حق کی طرف رجوع:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ الدِّيَّةُ  
لِلْعَاقِلَةِ وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا شَيْئًا حَتَّىٰ قَالَ لَهُ  
الضَّحَّاكُ بْنُ سَفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أُورَثَ  
امْرَأَةً أَشِيْمَ الضَّبَابِيِّ مِنْ دِيَّةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ<sup>3</sup>

”سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”دیت صرف

1 صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب الاستخلاف و ترکہ، رقم: ۱۸۲۳

2 مسلم: ۱۸۲۳

3 ابوداؤد، کتاب الفرائض، باب المرأة ترث من دية زوجها، حدیث: ۲۹۲۷

خاوند کے رشتہ داروں کے لئے ہے، لہذا بیوی کو اپنے شوہر کی دیت سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔“ صحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے (عمر رضی اللہ عنہ) سے کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ پیغام لکھوا بھیجوایا ہے کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے حصہ دلاؤں، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔“

### عمر فاروق کا رجوع:

[عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَيَّ عُمَرَ فَكَانَتْهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ إِذْ نُوِّا لَهُ فَدَعِيَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَيَّ مَا صَنَعْتَ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا بِهَذَا قَالَ فَأَتَيْتُنِي عَلَيَّ هَذَا بَيِّنَةٌ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ فَأَنْطَلَقَ إِلَيَّ مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصْغَرْنَا فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤَمِّرُ بِهَذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ الْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ] <sup>1</sup>

”عبید بن عمیر نے کہا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے (ملنے کی) اجازت چاہی اور یہ دیکھ کر کہ عمر رضی اللہ عنہ مشغول ہیں، آپ جلدی سے واپس چلے گئے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابھی عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) کی آواز نہیں سنی تھی؟ انھیں بلا لو۔ چنانچہ انھیں بلایا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ (کہ جلدی واپس ہو گئے) انھوں نے کہا کہ ہمیں حدیث میں اس کا حکم دیا گیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس حدیث پر کوئی دلیل لاؤ، ورنہ میں تمہارے ساتھ یہ کروں گا۔ چنانچہ ابو موسیٰ انصار کی ایک مجلس میں گئے۔ انھوں

<sup>1</sup> صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الحجة علی من کان قال ان

نے کہا کہ اس کی گواہی ہم میں سب سے چھوٹا دے سکتا ہے۔ چنانچہ ابوسعید خدری کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہمیں دربارِ نبوی سے اس کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم مجھے معلوم نہیں تھا، مجھے بازار کے کاموں خرید و فروخت نے اس حدیث سے غافل رکھا۔“

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا رجوع:

[عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ الْفَرِيعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدَ لَهُ أَبَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِطَرْفِ الْقُدُومِ لِحَقِّهِمْ فَفَقَتَلُوهُ فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي فَإِنِّي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنِ يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ قَالَتْ فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِي أَوْ أَمَرَنِي فَدَعَيْتُ لَهُ فَقَالَ كَيْفَ قُلْتِ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي قَالَتْ فَقَالَ امْكُئِي فِي بَيْتِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذَلِكَ فَاخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَهُ وَقَضَى بِهِ] <sup>1</sup>

”زینب بنت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن فریعیہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور پوچھا: ”کیا وہ بنی خدرہ میں اپنے گھر جاسکتی ہیں؟ کیونکہ میرے خاوند کے چند

1 ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب المتوفی، رقم: ۲۳۵۵



غلام بھاگ گئے تھے وہ انہیں ڈھونڈنے نکلے جب طرف قدوم (ایک مقام ہے مدینہ سے سات میل پر) پہنچے تو وہاں غلاموں کو پایا اور غلاموں نے میرے خاوند کو مار ڈالا چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کیا میں اپنے گھر واپس چلی جاؤں کیونکہ میرا خاوند میرے لئے کوئی مکان یا خرچ وغیرہ چھوڑ کر نہیں مرا؟“ فریوع رضی اللہ عنہما کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چلی جاؤ۔“ فریوع رضی اللہ عنہما کہتی ہیں میں وہاں سے نکلی ابھی مسجد یا حجرہ میں ہی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا یا کسی کو بلانے کا حکم دیا اور مجھے بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم نے کیا کہا تھا؟“ میں نے ساری بات دوبارہ بیان کی جو میں نے اپنے شوہر کے متعلق کہی تھی۔ فریوع رضی اللہ عنہما کہتی ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھر میں ٹھہری رہو حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے۔“ چنانچہ میں نے اس گھر میں چار ماہ دس دن پورے کئے۔ فریوع رضی اللہ عنہما کہتی ہیں جب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے میرے پاس پیغام بھیجا اور مسئلہ دریافت کیا تو میں نے انہی یہی بتایا اور انہوں نے اس کے مطابق فیصلہ کیا۔“

علی رضی اللہ عنہ کا رجوع:

عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو آگ کے ساتھ جلا دیا جو اسلام سے مرتد ہو گئے تھے۔ اس بات کی خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انہوں نے کہا اگر میں ہوتا تو ان کو قتل کرتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: [مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ] ”جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر دو۔“ میں نے انہیں جلانا نہیں تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: [لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ] ”اللہ والا عذاب کسی کو نہ دو۔“ اس بات کی خبر جب علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: [صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ] کہ ابن عباس نے سچ کہا۔<sup>①</sup>

فائدہ= یہ روافض کا ایک گروہ تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ میں الوہیت کا دعویٰ کرتا تھا۔

① صحیح البخاری، کتاب استیابہ المرتدین، رقم: ۶۹۲۲، ترمذی، کتاب الحدود، باب ما کتابا، ہی سائبر کی: روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

علیؑ نے عثمانؓ کے قول کو چھوڑ دیا:

[عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَعُثْمَانَ يَنْهَى  
عَنِ الْمُتَمَتَّةِ وَأَنْ يُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَأَى عَلِيٌّ أَهْلًا بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ  
وَّحَجَّةٍ قَالَ مَا كُنْتُ لِأَدْعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ لِقَوْلِ أَحَدٍ] <sup>1</sup>

” مروان بن حکم سے مروی ہے انہوں نے کہا میں اس وقت موجود تھا جب عثمان (اپنی خلافت میں) تمتع اور قرآن سے منع کرتے تھے علیؑ نے یہ حالات دیکھ کر یوں احرام باندھا۔ [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ] یعنی حج قرآن کیا اور کہنے لگے میں نبی ﷺ کی حدیث پاک کو کسی کے قول یا فعل سے نہیں چھوڑ سکتا۔“

نسائی میں ہے کہ عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں جب حج تمتع کرنے سے منع کیا تو علیؑ اور ان کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت کھڑی ہو گئی اور سامنے آ کر کہنے لگی امیر المؤمنین! ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا۔ آپ کیوں منع کر رہے ہیں؟ گواہ رہو ہم سب تمتع کرتے ہیں۔ بخاری کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عثمانؓ نے تمتع کے علاوہ قرآن سے بھی منع کیا تو علیؑ نے ان کی تردید کرنے کے لیے حج قرآن کیا اور کہنے لگے کہ میں حضور ﷺ کی حدیث کسی کے قول یا فعل سے نہیں چھوڑ سکتا۔ علیؑ نے عثمانؓ کے نزدیک حدیث رسول ﷺ بہت زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔ وہ اس کو قرآن کی مانند واجب الاتباع سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ علیؑ نے عثمانؓ کو شہید ہوئے تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہؓ نے فرمایا: افسوس آج سنت کا سب سے بڑا عالم ہم سے جدا ہو گیا۔ <sup>2</sup>

رسول اللہ ﷺ والا فیصلہ۔ ایک سخت ترین آزمائش:

عالمقہ بڑا، فرماتے ہیں: عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس کچھ لوگ آئے انہوں نے کہا

① صحیح بخاری، کتاب الحج، باب التمتع باب والإقرآن، رقم: ۱۵۶۳

② رحمة للعالمین جلد: ۲

ہم میں سے ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی اور اس کا حق مہر مقرر نہیں کیا اور نہ اس سے جماع کیا ہے اور وہ آدمی فوت ہو گیا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

[مَا سَأَلْتُ مِنْذُ فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ هَذِهِ فَاتُوا غَيْرِي]

”جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں مجھ سے اس سے زیادہ سخت مسئلہ نہیں پوچھا گیا تم میرے علاوہ کسی اور سے پوچھ لو۔“

انہوں نے ایک ماہ تک اس میں اختلاف کیا بالآخر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے ہم اگر آپ ﷺ سے مسئلہ نہ پوچھیں تو کس سے مسئلہ پوچھیں آپ ﷺ نبی اکرم ﷺ کے عظیم صحابہ میں سے ہیں اور اس شہر میں ہم آپ ﷺ کے علاوہ کسی کو جانتے بھی نہیں۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

[سَأَقُولُ فِيهَا بِجَهْدِ رَأْيِي فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللَّهِ وَخُدَّةٌ لَا شَرِيكَ وَإِنْ خَطَأَ فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ بَرَاءٌ]

”میں مکمل غور و فکر کر کے آپ کو بتاتا ہوں اگر وہ درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اگر خطا ہوئی تو میری طرف سے ہے اور شیطان کی طرف سے ہے اللہ اور اس کے رسول اس سے بری ہے۔“

میرا خیال ہے اس عورت کو دوسری عورتوں کے برابر حق مہر دینا جائز ہے زیادہ نہ کم اور اسے خاوند کی میراث سے حصہ بھی دیا جائے اور خاوند کی وفات پر چارہ سینے دس دن عدت بھی گزارے۔ اشجع قبیلے کے کچھ لوگ بھی وہاں موجود تھے انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں آپ ﷺ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے قبیلے کی عورت کے متعلق فیصلہ کیا تھا اسے بروع بنت واشق کہا جاتا ہے۔ علقمہ کہتے ہیں:

”عبداللہ بن مسعود اپنے اسلام لانے کے بعد اتنے خوش کبھی نہیں ہوئے جتنے اس وقت خوش ہوئے۔“<sup>①</sup>

### غسل میں اختلاف کا حل:

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین و انصار کا اختلاف ہو گیا انصار نے کہا کہ جب تک مادہ منویہ ٹپک کر نہیں نکلے گا تب تک غسل واجب نہیں ہوگا، لیکن مہاجرین نے کہا کہ جب (میاں بیوی کا) میل جول ہو جائے گا اسی وقت غسل واجب ہو جائے گا۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا: یہ تمہارا اختلاف میں ختم کرتا ہوں پھر میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا میں نے اجازت مانگی اجازت ملی تو میں نے عرض کیا: اے امی جان اے ام المؤمنین! میں آپ سے ایک بات پوچھنے آیا ہوں لیکن مجھے آپ سے پوچھنے میں شرم آتی ہے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

[ لَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَسْأَلَنِي عَمَّا كُنْتَ سَأَلْتَنَا عِنْدَ أُمَّكَ الْبَيْتِ وَلَدُنْكَ فَإِنَّمَا أَنَا أُمَّكَ ]

”اگر تجھے کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو اپنی جننے والی ماں سے بھی پوچھنے میں شرم نہ کرنا میں بھی تیری ماں ہی ہوں۔“ (پوچھو کیا پوچھتے ہو؟)

میں نے عرض کیا غسل کب واجب ہو جاتا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ نے جاننے والی سے سوال کیا ہے پھر فرمانے لگیں آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

[ إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانَ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ ]<sup>②</sup>

”جب مرد چار شاخوں کے درمیان بیٹھ جاتا ہے اور شرمگاہیں مل جاتی ہیں تب

① نسائی، کتاب النکاح، باب اباحة التزويج بغير نكاح، رقم: ۳۳۵۸، ترمذی، ۱۱۴۵،

② مسلم کتاب الحيض باب طهاره جلود الميتة بالدياع رقم: ۳۴۹

غسل واجب ہو جاتا ہے۔“

عہد کی وفا:

سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک ترکیب سوجھی اور انہوں نے معاہدہ ختم ہونے سے کچھ دن پہلے رومیوں کی طرف لشکر کشی فرمائی تاکہ جوں ہی مدت معاہدہ ختم ہو فورا رومیوں پر یلغار کر دی جائے اور انہیں (بے خبری میں) اپنے دفاع کا موقع نہ دیا جائے۔ اسی دوران ایک گھڑ سوار تکبیریں بلند کرتا ہوا آیا اور کہنے لگا لوگو! وفائے عہد کا مظاہرہ کرو اور دھوکا دہی سے کام نہ لو۔ لوگوں نے توجہ کی تو وہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[ مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا عَقْلَةَ وَلَا يَحِلُّهَا حَتَّى يَنْقُضِي أَمْلَهَا أَوْ يَنْبُذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ ]

”جن لوگوں کا کسی قوم کے ساتھ کوئی عہد و پیمان ہو، وہ اس کی مدت ختم ہونے سے پہلے اس کے خلاف ورزی نہ کرے یا پھر اعلانیہ طور پر وہ معاہدہ ختم کر دے۔“  
یہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ راستہ ہی سے واپس لوٹ آئے۔<sup>①</sup>

سواری پر نماز:

انس بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ملے (وہ حجاج بن یوسف کی شکایت لے کر عبد الملک بن مروان کے پاس جا رہے تھے اور انس بن سیرین بصرہ سے انھیں جا کر ملے تھے فرماتے ہیں کہ) ہم جب انس بن مالک کو ملے تو وہ عین التمر کے مقام پر گدھے پر سوار ہو کر قبلے کے علاوہ دوسری سمت کی طرف منہ کر کے نماز

① کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الامام۔ جون بینہ و بین العدو عہد۔ رقم ۲۷۵۱

پڑھ رہے تھے (جب وہ فارغ ہوئے) تو میں نے عرض کیا کہ آپ نے قبلے کے علاوہ دوسری سمت میں منہ کر کے کیوں نماز ادا کی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا:

[لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُهُ لَمْ أَفْعَلُهُ] <sup>①</sup>

”اگر میں نے نبی ﷺ کو ایسا کرتا ہوا نہ دیکھا ہوتا تو میں قطعاً ایسا نہ کرتا۔“

مسجد میں نمازِ جنازہ:

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے پیغام بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد نبوی میں لایا جائے تاکہ ہم ان کا جنازہ ادا کریں چنانچہ ان کا جنازہ مسجد میں لایا گیا انھوں نے جنازہ پڑھ لیا ان کا جنازہ باب الجنازہ سے باہر نکال کر لے جایا گیا۔

ازواجِ مطہرات کو یہ بات پہنچی کہ (کچھ) لوگوں نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسجد میں جنازہ نہیں لے جایا جاسکتا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں نے کتنی جلدی اس چیز پر اعتراض کر دیا جس کا انھیں علم ہی نہیں ہے پھر فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے بیضاء کے بیٹے سہیل کا جنازہ مسجد میں ہی تو پڑھا تھا۔

ایک روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

[وَاللَّهِ لَقَدْ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيَّ ابْنِي بَيْضَاءَ فِي الْمَسْجِدِ

سُهَيْلٍ وَأَخِيهِ] <sup>②</sup>

”اللہ کی قسم بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور سہیل کا جنازہ رسول اللہ ﷺ نے

مسجد میں پڑھایا تھا۔“

① صحیح البخاری، تقصیر الصلاة، باب صلوة التطوع علی الجمار، رقم: ۱۱۰۰

② مسلم، کتاب الجنائزہ، رقم: ۹۷۳

اللہ کے حکم پر اپنی بہن کا نکاح سابقہ خاوند سے کر دیا:

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کا ایک شخص سے نکاح کر دیا تھا، اس نے میری بہن کو طلاق دے دی، جب اس کی عدت پوری ہو گئی تو اس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے اسے جواب دیا کہ میں نے اس کا تجھ سے نکاح کر دیا تھا اور اسے تیری بیوی بنا دیا اور تیری تعظیم کی تھی لیکن تو نے اسے طلاق دے دی، اب تو پھر نکاح کا پیغام دیتا ہے؟ تو اللہ کی قسم! اب وہ لوٹ کر تیرے پاس نہیں آئے گی۔ وہ شخص کچھ بُرا نہ تھا (نیک بخت تھا) اور میری بہن بھی اس کی طرف رجوع کرنے پر راضی تھی، اور میں نے ان کے درمیان دخل اندازی کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

﴿وَ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضِلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ﴾

”تم عورتوں کو طلاق دے تو پھر وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو تم ان کو اپنے (پہلے) خاوند سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو۔“ (البقرہ: ۲۳۲)

میں نے کہا یا رسول اللہ! اب (اللہ کا حکم اتر آیا تو) میں ضرور مانوں گا (اور اس سے نکاح کر دوں گا) پھر انھوں نے اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دیا۔<sup>۱</sup>

سواری پر وتر پڑھنا:

سعید بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے سفر پر تھا (میں نوافل سواری پر پڑھتا رہا) جب مجھے صبح ہو جانے کا اندیشہ ہوا تو میں نے سواری سے اتر کر وتر ادا کیا پھر میں ان سے جا ملا، آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کہاں گئے تھے؟ میں نے

کہا مجھے صبح ہو جانے کا خطرہ ہوا تو وتر پڑھنے کے لیے اتر گیا تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

[ اَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ]

”کیا تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ (کے طریقے) میں بہترین نمونہ نہیں ہے؟“

میں نے عرض کیا کیوں نہیں ہے؟ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

[ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَيَّ الْبَعِيرِ ]

”اللہ کے نبی ﷺ سواری پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے (اس لیے ضروری نہیں ہے

کہ وتر زمین پر ہی پڑھے جائیں)۔“<sup>①</sup>

قرآن و حدیث کے مقابلے میں عقل استعمال کرنے والے کی سزا:

ابوسعید الحسن بن احمد بن یزید الاطرشی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۳۸ھ) کے پاس ایک آدمی آیا اور

پوچھا: کیا ہڈی سے استنجا جائز ہے؟ انھوں نے فرمایا نہیں۔ اس نے پوچھا کیوں؟ انھوں

نے فرمایا: کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: یہ تمہارے بھائیوں جنوں کی خوراک ہے اس

نے پوچھا: انسان افضل ہیں یا جن؟ انھوں نے فرمایا انسان۔

اس نے کہا پانی کے ساتھ استنجا کیوں جائز ہے جب کہ وہ انسانوں کی خوراک

ہے۔ راوی (ابو الحسن الطبری) کہتے ہیں کہ ابوسعید الاطرشی نے حملہ کر کے اس آدمی کی

گردن دبوچ لی اور اس کا گلہ گھومتے ہوئے فرمانے لگے: ”زندیق (بے دین، گمراہ) تو

رسول اللہ ﷺ پر رد کرتا ہے۔“

اگر میں اس آدمی کو نہ چھڑاتا تو وہ اسے قتل کر دیتے۔<sup>②</sup>

① صحیح البخاری، کتاب الوتر، باب الوتر علی الدابة، رقم: ۹۹۹۔

② ذم الکلام واهله: ۱۲۵۸، بتحقیق عبداللہ بن محمد عثمان الانصاری، و مسندہ حسن۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رجوع:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بات کے قائل تھے کہ مکہ میں مقیم کسی عورت کو اس وقت حیض آجائے جب وہ مکہ سے روانہ ہونے والی ہو وہ عورت طواف واداع کیے بغیر مکہ کو نہیں چھوڑ سکتی لیکن جب ان کو حدیث مل گئی تو فوراً اپنی رائے اور فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ حدیث کے مطابق حائضہ طواف واداع چھوڑ سکتی ہے بشرطیکہ وہ عورت طواف افاضہ یا طواف زیارت پہلے کر چکی ہو۔

صحیح بخاری میں یہ روایت طاؤس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ”طاؤس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، عورت کو جب حیض آجائے تو اس کو (طواف واداع کیے بغیر) لوٹ جانے کی اجازت ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما شروع میں یہ کہتے تھے کہ وہ (بغیر طواف واداع کیے) نہ لوٹے۔ طاؤس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے لوٹ جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اس کی رخصت دے دی ہے۔<sup>1</sup>

بیوہ کی عدت:

بیوہ عورت کی عدت کے بارے میں اختلاف واقع ہو گیا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ دو عدتوں (وضع حمل یا چار مہینے دس دن) میں سے جو آخری عدت ہے حاملہ عورت وہ عدت گزارے گی یعنی ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا اور وہ عورت حاملہ ہے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف تھا کہ اگر چار مہینے دس دن پورے ہونے سے پہلے ہی اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو پھر وہ عورت چار مہینے دس دن عدت پوری کرے گی اور اگر چار مہینے دس دن تو مکمل ہو گئے مگر ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا تو وہ عورت بچہ پیدا ہونے تک عدت گزارے گی۔ ادھر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا موقف تھا کہ اگر حاملہ عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے خواہ وہ بچہ چار مہینے دس دن سے پہلے ہی پیدا ہو جائے یا بعد

<sup>1</sup> بحوالہ صحیح البخاری و صحیح مسلمین و المعجمین ج ۱ ص ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

میں جب بھی بچہ پیدا ہو جائے گا اس عورت کی عدت ختم ہو جائے گی۔ فقیہ امت محمدیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی ابوسلمہ رضی اللہ عنہما کے موقف کی تائید کی۔ اس علمی مذاکرہ میں (جیسا کہ ترمذی کے الفاظ سے واضح ہے کہ وہ ایک مذاکرہ کی شکل تھی) صحابہ کرام کوئی فیصلہ نہ کر سکے آخر کار قاصد بھیج کر ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائی: سبیحہ رضی اللہ عنہا کا خاوند فوت ہو گیا تو اس کے چند دن بعد ہی سبیحہ کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔<sup>①</sup> وہ قاصد جب یہ سن کر صحابہ کرام کے پاس واپس پہنچا تو حدیث سنتے ہی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے پہلے موقف سے رجوع کر لیا اور حدیث رسول کو اپنا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث معلوم ہوتے ہی تمام اختلافات ختم ہو گئے۔<sup>②</sup>

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قول سے رجوع کیا:

بیت اللہ کے چار کونے ہیں ان کونوں کو رکن کہتے ہیں شمال کی طرف والا کونہ رکن عراقی کہلاتا ہے دوسرا رکن شامی جو مغرب کی طرف ہے تیسرا رکن یمانی جنوب کی طرف اور چوتھا رکن حجر اسود مشرق کی طرف ہے بیت اللہ کا اطواف کرتے وقت حجر اسود کو چوما جاتا ہے جب کہ رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا ہوتا ہے۔ باقی دونوں رکنوں کو نہ چوما جاتا ہے اور نہ ہی ہاتھ لگانا ہوتا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چاروں رکنوں کو چومتے تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے درست نہ تھی۔ بے شک سارا کعبہ متبرک ہے مگر ہر کام میں سنت کی اتباع ضروری ہے اور اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق عمل کرے تو آدمی کعبہ کی ساری دیواروں کے چپے چپے کو چومتا جائے اگر کوئی جگہ نہ چھوڑے اس پر دلیل امیر معاویہ کا یہ قول پیش کرے تو کیا اس کی

① ترمذی، ابواب الطلاق واللعان رقم: ۱۱۹۴

② صحیح البخاری، رقم: ۴۹۱۰

بات صحیح ہوگی، اسی طرح تو طواف کرنا ہی مشکل ہو جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں طواف کر رہے تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعبہ کے سب رکنوں کو چوما لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ نے صرف حجر اسود کو چوما ہے اور رکن یمانی کو ہاتھ سے مس کیا ہے۔ باقی رکنوں کو نہ چوما اور نہ ہاتھ لگایا پس آپ ﷺ کی اتباع ہم سب پر لازم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک سن کر امیر معاویہ مان گئے اور فرمایا: [صَدَقْتُ] اے ابن عباس رضی اللہ عنہما تو نے سچ کہا۔<sup>①</sup>

www.KitaboSunnat.com

باپ کی بات کو جھٹلا دیا:

[أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ هِيَ حَلَالٌ - فَقَالَ الشَّامِيُّ إِنَّ أَبَاكَ قَدْ نَهَى عَنْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ - أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهَى عَنْهَا وَمَنَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ، أَمْرُ أَبِي يُتَّبَعُ أَمْ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ : بَلْ أَمْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَقَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ]<sup>②</sup>

”سالم بن عبد اللہ فرماتے ہیں، اہل شام کے ایک آدمی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، حج تمتع کرنا جائز ہے؟ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جائز ہے حلال ہے۔ شامی نے کہا آپ کے باپ نے تو منع کیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر میرے باپ نے منع کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اب تو بتا کیا رسول اللہ ﷺ کا حکم اتباع کے زیادہ حقدار ہے یا میرے باپ کا حکم۔ تو شامی کہنے لگا رسول اللہ ﷺ کا حکم۔“

① مسند احمد: ۴/۳۱۳، رقم: ۱۷۸۱، ۱۸۷۷، ۱۹۰۵

## عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا رجوع:

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اپنی قوم یعنی بنی امیہ کی طرح نماز تاخیر سے پڑھتے تھے چنانچہ ایک دن عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز میں تاخیر کی۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تھے انھوں نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی تردید کرنے کے لیے عائشہ صدیقہ کی حدیث بیان کی جس سے عصر، وقت معلوم ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک وہ حدیث بیان کی جس میں جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے مطابق نبی علیہ السلام کی امامت کرائی۔ اس امامت والی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اوقات نماز اللہ کے نزدیک اس قدر عظمت رکھتے ہیں کہ ان کے تقرر کے لیے جبرائیل کو بھیجا تا کہ وہ اللہ کی جانب سے مقررہ اوقات نماز اپنے قول و فعل کے ساتھ بیان کر دیں۔ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے عروہ رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ایسے بڑے اہم کام میں جس کے واسطے اس قدر اہتمام ہو، سستی کرتے ہیں۔

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو جبرائیل کی امامت والی حدیث کی خبر نہ تھی۔ چنانچہ انھوں نے تحقیق کی خاطر عروہ رضی اللہ عنہ سے کہا: [اَعْلَمَ مَا تُحَدِّثُ بِهِ يَا عُرْوَةَ!] ذرا سمجھ لو! تم جو حدیث بیان کرتے ہو کیا واقعی جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز کے اوقات مقرر کیے، عروہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں نے یہ حدیث خود ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے بشیر سے سنی ہے۔ وہ اسے اپنے باپ ابو مسعود سے بیان کرتے ہیں۔<sup>①</sup>

حدیث سننے کے بعد عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے فعل سے رجوع فرمایا اور حدیث کے مطابق اول وقت نماز پڑھنے لگے۔ ابن اسحاق نے امام زہری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ پھر تادم مرگ ایک دن بھی نماز میں دیر نہیں کی۔

## امام مالک رضی اللہ عنہ کا امتحان:

امام مالک رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فقہائے عراق نے ایک ایسا فتویٰ دیا جو قرآن و

① موطا امام مالک، کتاب وقوف الصلاة، رقم: ۱، صحیح البخاری، رقم: ۵۳۲

حدیث کے بالکل خلاف اور امراء و سلاطین کی عیاشی و شہوت رانی کے لیے کارآمد تھا۔ فتویٰ کے الفاظ یہ تھے اگر کسی شخص سے جبراً قہراً زبردستی ڈرا دھمکا کر قتل وغیرہ کا خوف دلا کر اس کی عورت منکوحہ پر طلاق حاصل کر لی جائے تو ایسی طلاق صحیح اور جائز ہے؟ اس فتویٰ کو مدینے کے گورنر جعفر بن سلیمان، (جو منصور عباس کا چچا زاد بھائی تھا) کی پشت پناہی حاصل تھی۔ جب یہ فتویٰ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا تو آپ نے حدیث نبوی کے پیش نظر علی الاعلان اس کی تردید کرتے ہوئے صاف الفاظ میں فرمایا:

[طَلَّاقُ الْمُكْرَهَةِ لَيْسَ بِشَيْءٍ]

”یعنی جبر و اکراہ سے حاصل کردہ طلاق بالکل لغو اور باطل ہے۔“

ایسی مطلقہ عورت سے نکاح کرنا قطعاً ناجائز و حرام ہے۔ جعفر یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور آپ سے انتقام لینے کے لیے تیار ہو گیا چنانچہ انتہائی ذلت کے ساتھ عدالت میں مجرموں کے کٹہرے میں آپ کو پیش کیا گیا۔ جعفر نے غصہ سے لال پیلا ہو کر سخت الفاظ میں کہا کہ اپنا فتویٰ واپس لو ورنہ سخت سزا دی جائے گی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کے خلاف میں کیسے بیان دے سکتا ہوں۔ میرا فتویٰ حدیث کے مطابق ہی ہے۔ اگر تمہارے درباری ملا، مولویوں، اور مفتیوں کے پاس کوئی دلیل ہو تو پیش کریں ورنہ میں اپنے فتوے سے رجوع کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ اس پر والیٰ مدینہ کے حکم سے جلاد نے کوڑے مارنے شروع کئے۔ کوڑے کی ہر ضرب پر امام صاحب یہی اعلان کرتے: [طَلَّاقُ الْمُكْرَهَةِ لَيْسَ بِشَيْءٍ] ”زبردستی کی طلاق لغو اور ناجائز ہے“ حتیٰ کہ ستر کوڑے مارے گئے کوڑوں کی ضربات سے دونوں بازو لہولہان ہو گئے۔

تمام بدن لہولہان اور کپڑے خون میں لت پت ہو گئے مگر آپ کے استقلال میں کچھ فرق نہیں آیا۔ برابر یہی کہتے رہے [طَلَّاقُ الْمُكْرَهَةِ لَيْسَ بِشَيْءٍ] جبر کی طلاق لغو اور

[ اِتُّنُونِي بِشَيْءٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّةِ رَسُولِهِ ] یعنی اگر منوانا چاہتے ہو تو اللہ کی کتاب اور سنت رسول ﷺ سے کوئی ثبوت دکھاؤ میں اسی وقت مان جاؤں گا ورنہ نہیں مانوں گا، لیکن حکومت کا نشہ بڑا ہوتا ہے۔ حاکم وقت نے قرآن و سنت سے کوئی دلیل پیش کر کے قائل کرنے کی بجائے امام صاحب کو مزید رسوا کرنے کی غرض سے یہ حکم دیا کہ آپ کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کر کے مدینہ کی گلیوں میں گشت لگاؤ اور یہ اعلان کرو کہ جو کوئی حکومت اور علمائے حکومت کی مخالفت کرے گا اس کی یہی سزا ہے پس جب امام صاحب کو گلی کوچوں میں پھرانا شروع کیا اور حکومت کی طرف سے سرکاری اعلان کرنے والا اعلان کر کے خاموش ہو جاتا تو امام صاحب یہ اعلان کرتے:

[ مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي فَأَنَا مَالِكُ ابْنِ أَنَسٍ وَ أَقُولُ طَلَاقُ الْمُكْرَهَةِ لَيْسَ بِشَيْءٍ ]

”جو شخص مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو مجھے اس حالت میں نہ پہچان سکے تو میں خود بتا دیتا ہوں کہ میں مالک بن انس ہوں اور میری اس سزا کا سبب یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ جبر و اکراہ کی طلاق شرعاً صحیح و جائز نہیں۔“

جب آپ نے دو تین دفعہ اعلان کیا تو سامعین میں سے کسی نے والی مدینہ کے پاس جا کر کہا کہ اس میں تو حکومت کی سراسر توہین و تحقیر ہے لوگ اس سے یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ یہ حکومت ظالم ہے اور حکومت خلاف شرع ظلماً و جبراً لوگوں کی عورتوں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے یہ سن کر جعفر نے حکم دیا کہ امام مالک کو اسی حالت میں چھوڑ دو جب پولیس نے چھوڑا تو سیدھے مسجد نبوی میں گئے اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کے بدن سے خون جاری ہے کپڑے خون آلود ہیں کیا ایسی حالت میں نماز جائز ہے تو فرمایا سعید بن جبیر پر جب حجاج بن یوسف نے ظلم کیا تو انھوں نے خون آلودہ بدن و کپڑوں میں دو گانہ ادا کیا تھا۔ ممکن ہے اللہ کے نزدیک یہی نماز عمر بھر کی نمازوں سے زیادہ افضل و

مقبول ہو امام صاحب تکلیف کی وجہ سے ہاتھ نہ باندھ سکے اسی لیے آج مقلدین مالکیہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ کوئی مسئلہ نہیں امام صاحب نے تو تکلیف کی وجہ سے ہاتھ چھوڑے تھے۔<sup>①</sup>

قارئین کرام غور فرمائیں! کہ امام مالک ہمت و استقلال کے کتنے بلند پہاڑ تھے کہ جابر و قاہر حکمران کی سختیوں کو برداشت کر لیا مگر قرآن و سنت کے خلاف فتویٰ نہیں دیا۔ یہ دردناک واقعہ امام صاحب کی کتاب و سنت کے ساتھ حقیقی محبت کی عکاسی کرتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے؟

ارادے جن کے پختہ ہوں یقین جن کا اللہ پر ہو  
تلاطم خیز موجوں میں گھبرایا نہیں کرتے

کیا میں عیسائیوں کے کنیسہ سے آیا ہوں جو حدیث کے مطابق فتویٰ نہ دوں

امام ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر الحمدی (متوفی ۶۱۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”میں مصر میں تھا، جب (ایک دن) محمد بن ادریس الشافعی (متوفی ۲۰۴ھ/مشہور امام) نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے اُن سے کہا: اے ابو عبد اللہ کیا آپ اس (حدیث) کے قائل (وفاعل) ہیں۔“؟

(امام) شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

[ اَنْ رَأَيْتَنِي خَرَجْتُ مِنَ الْكَنِيسَةِ اَوْ تَرَى عَلَيَّ زَنَارًا ]

”کیا تو نے دیکھا ہے کہ میں (عیسائیوں کے) کنیسہ سے باہر آیا ہوں یا مجھ پر

(ہندوؤں کا) زَنَار (خاص نشان: دھاگہ) دیکھا ہے؟“ جب میرے نزدیک رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ثابت ہو جائے تو وہی ہمیشہ کے لئے میرا قول ہوتا ہے اور اگر حدیث

ثابت نہ ہو تو وہ میرا قول نہیں ہوتا۔ کیا تو نے مجھ پر (ہندوؤں کا خاص نشان) زَنَار دیکھا

ہے کہ میں حدیث کے مطابق فتویٰ نہ دوں؟“<sup>①</sup>

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس سنہری قول سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث حجت اور معیار حق ہوتی ہے۔ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے مطابق ہی اپنے عقائد، اقوال و اعمال اختیار کرے۔ تمام ائمہ مسلمین کا یہی مسلک و مذہب اور طریقہ کار تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا رجوع:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

[ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اَعْلَىٰ مِنَ النَّاسِ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَكُوْنَ الْاِمَامَ اَعْلَىٰ مِنَ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ ]<sup>②</sup>

”بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نماز میں) لوگوں سے اونچا کھڑے ہوئے تھے۔“ تو اس

حدیث کی رو سے کوئی قباحت نہیں اگر امام لوگوں سے اونچا کھڑا ہو۔“

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ امام مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہو کر

نماز پڑھائے لیکن جب علی بن مدینی سے یہ حدیث سنی تو اپنا مذہب بھی یہی قرار دیا کہ امام

اگر مقتدیوں سے بلند جگہ کھڑا ہو تو اس میں کوئی قباحت و کراہت نہیں۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پیش کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ ابوحنیفہ یہ کہا ہے:

امام ترمذی نے ابوالسائب سے روایت کی ہے کہ ہم امام و کعب کے پاس بیٹھے تھے۔

امام و کعب نے ایک شخص سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعار کیا۔ اس شخص نے کہا کہ امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں اشعار،<sup>①</sup> مثلہ<sup>②</sup> ہے۔

① حلیۃ الاولیاء، لابی نعیم الاصبہانی ۱۰۶/۹ سندہ صحیح

② صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلاۃ فی السطوح والمنبر والخشب، رقم: ۳۷۷

③ اشعار = قربانی کے اونٹ کی کوہان پر زخم کر دینا تاکہ قربانی کا جانور معلوم ہو۔

④ مثلہ کسی چیز کی شکل کو بگاڑنا مثلہ کہلاتا ہے۔ شریعت میں اس کی ممانعت ہے۔

امام وکیع رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو اس کے مقابلے میں امام ابوحنیفہ کا قول پیش کر رہا ہے لہذا تو اس قابل ہے کہ قید کر دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے اور اپنے قول سے باز نہ آئے رہا نہ کیا جائے۔

ازواج مطہرات نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے تو منع کیوں کرتا ہے؟  
ابن جریج رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے عطاء نے خبر دی۔

[ إِذَا مَنَعَ ابْنُ هِشَامِ النِّسَاءَ الطَّوَّافَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ تَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ بَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلُ قَالَ إِي لَعُمْرِي لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ ]  
”جب ابراہیم بن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو عطاء رضی اللہ عنہ نے کہا تو ان کو کیسے منع کرتا ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے مردوں کے ساتھ طواف کیا۔“

ابن جریج رضی اللہ عنہ نے پوچھا پردہ کا حکم اترنے کے بعد یا پہلے انھوں نے کہا میری عمر دینے والے کی قسم میں نے یہ حجاب کا حکم اترنے کے بعد دیکھا ہے۔“

ابراہیم بن ہشام کو جب ہشام بن عبد الملک نے مکہ کا حاکم بنایا تھا تو اس نے مطلقاً منع کر دیا کہ جب مرد بیت اللہ کا طواف کریں تو اس وقت عورتیں طواف بالکل نہ کریں۔ عطاء بن ابی رباح تابعی نے اس پر انکار کیا اور کہا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مردوں کے ہمراہ طواف کرتی تھیں تو تجھے کیا حق حاصل ہے کہ تو عورتوں کو مردوں کے ہمراہ طواف کرنے سے روکتا ہے عورتوں اور مردوں کے اکٹھا طواف کرنے کی وضاحت اسی حدیث کے باقی ماندہ حصے میں کی گئی ہے کہ عائشہ صدیقہ وغیرہ مستورات ایک طرف الگ رہ کر طواف کرتیں اور مرد بھی طواف کرتے رہتے اگر مردوں کی جماعت اور عورتوں کی جماعت کتابیں میں حفاظت اور مشورہ میں تو لکھی طواف عورتوں کو مردوں کی جماعت کے ہمراہ طواف کرنا حرام ہے۔

فائدہ = عطاء ﷺ نے ابن ہشام کو سنت کے خلاف حکم دیتے ہوئے فوراً روکا۔ اس ڈر سے سکوت اختیار نہیں کیا کہ یہ حاکم وقت ہے مجھے کچھ نقصان پہنچائے گا لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم وقت کی مجبوری کا بہانہ بنا کر ہر جائز و ناجائز بات کو مانتے جاتے ہیں عام آدمی کا تو ذکر ہی کیا ہمارے دیہاتوں کے اکثر مولوی صاحبان جو صرف خدا تعالیٰ سے ہی ڈرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بھی اکثر و بیشتر مسائل میں چودھری صاحبان کی رائے کو فوقیت دیتے ہیں خواہ ان کی رائے قرآن و سنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ معلوم نہیں ان پر سوار بھوت کب ختم ہوگا؟

### غیر شرعی شرائط:

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس مکاتبت کے معاملہ میں مدد لینے آئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس واپس جا اگر وہ یہ پسند کریں کہ تیرے معاملہ مکاتبت کی بقیہ رقم میں ادا کر دوں اور تمہاری ولاء میرے حق میں ہو جائے تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔

بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ صورت اپنے مالکوں کے سامنے رکھی لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) تمہارے ساتھ ثواب کی نیت سے یہ نیک کام کرنا چاہتی ہیں تو ایسا کر لیں ورنہ تمہاری ولاء تو ہمارے ہی ساتھ رہے گی۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو خرید کر اسے آزاد کر دے، ولاء تو اسی کی ہوتی ہے۔ جو آزاد کرتا ہے۔

[مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرُ طُورَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنْ اشْتَرَطَ

شَرَطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةً]

پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی اصل کتاب اللہ میں نہیں۔ جو بھی کوئی ایسی شرط لگائے

جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ اس کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ خواہ ایسی سوشرٹیس کیوں نہ لگائے اللہ تعالیٰ کی ہی شرط سب زیادہ معقول اور مضبوط ہوتی ہے۔<sup>①</sup>

رسول اللہ ﷺ کی وصیت:

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے بڑا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، حتیٰ کہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی وصیت فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَأَنْ عِبَادًا حَبَشِيًّا وَ سَتْرُونَ مِنْ بَعْدِي اِخْتِلَافًا شَدِيدًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَ اِيَّاكُمْ وَ الْاُمُورَ الْمُحَدَّثَاتِ فَاِنَّ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ] <sup>②</sup>

”اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اپنے امیر کی سب سے اطاعت کرنا اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور تم عنقریب میرے بعد بہت سخت اختلاف دیکھو گے تو (ان اختلافات کے وقت) میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اسے اپنی ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوط پکڑنا اور اپنے آپ کو بدعات سے بچانا بے شک تمام بدعات گمراہی ہیں۔“

www.KitaboSunnat.com



جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع، رقم: ۴۵۶

کتاب الایمان، باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع، رقم: ۲۶۷۶

کتاب الایمان، باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع، رقم: ۲۶۷۶

دین اسلام کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی پر ہے اس میں کسی انسان کے خیالات و افکار کا کوئی عمل دخل نہیں

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے:

﴿اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم ولا تتبعوا من دونه اولياء قليلا ما

تذكرون﴾

”جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی

کرو اور اس کے علاوہ کسی ولی کی پیروی نہ کرو بہت ہی کم تم نصیحت حاصل

کرتے ہو۔“

جس پیغمبر پر یہ وحی نازل ہوئی وہ پیغمبر ﷺ خود اس وحی کے پیروکار تھے۔

﴿ان اتبع الا ما يوحى الي﴾

ہمیں اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرامین کی روشنی میں اپنے عقائد و نظریات اور طرز عمل

اپنانا چاہئے:

★ اطيعوا الله و اطيعوا الرسول

★ ما اتكم الرسول فخذوه

★ لاتتبعوا مخطوات الشيطان

★ فليحذر الذين يخالفون عن امره

★ من يتبع غير الاسلام ديناً

★ ان الدين عند الله الاسلام

★ اتبعوا ما انزل اليكم من ربكم

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا ہے نہ کہ شریعت سازی کا کہ ہر شخص حسب خواہش

عقائد و نظریات اور اپنی زندگی کا طرز عمل ایجاد کرے لیکن افسوس! لوگوں نے خود قوانین بنا کر اسے

شریعت کا نام دے دیا اور پھر اس پر کاربند ہونے کا درس دینا شروع کر دیا۔

**ادارہ تحقیقات سلفیہ**

آبادی محبوب عالم نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ 0300-7453436